



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

۶/۲، ۵-۱، ناظم آباد۔ کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

ادارہ مسعودیہ

صلی اللہ علیہ وسلم

حجائنا

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ)
پی ایچ ڈی

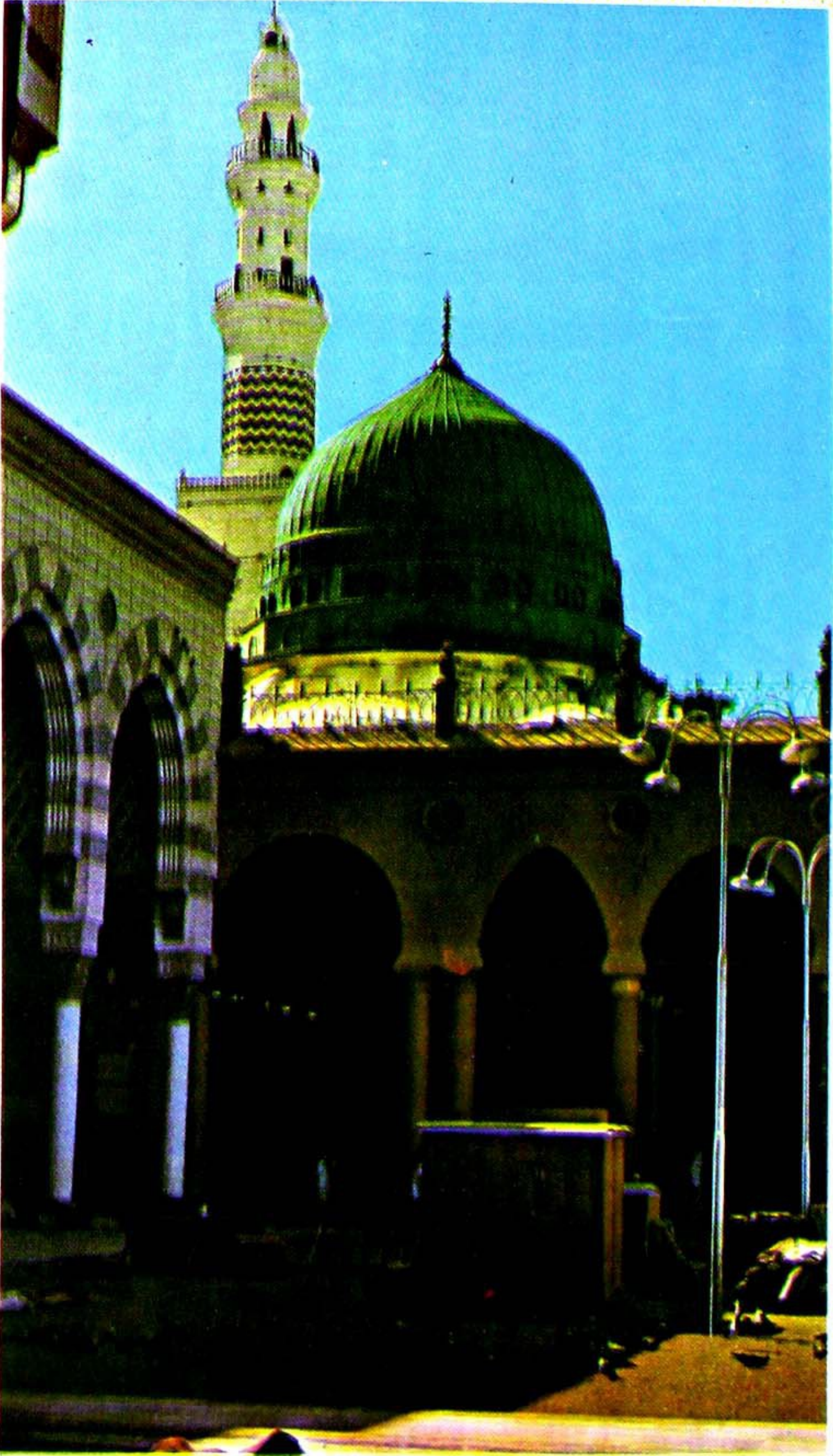
ادارہ مسعودیہ ۶/۵-ای، ناظم آباد، کراچی
اسلامی جمہوریہ پاکستان

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب	_____	جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم
مصنف	_____	پروفیسر ڈاکٹر محمد سعید احمد
مصحح	_____	علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری
کاتب	_____	محمد الیاس
طابع	_____	ڈاکٹر صفی الدین
ناشر	_____	ادارۃ مسعودیہ، کراچی
طباعت	_____	۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء
تعداد	_____	گیارہ سو
قیمت	_____	۵۷ روپے

ملنے کے پتے

- ۱- ادارۃ مسعودیہ، ۶/۶، ۵-ای، ناظم آباد، کراچی
- ۲- مختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن، ریگل، صدر، کراچی
- ۳- مکتبہ غوثیہ، سبزی منڈی، کراچی
- ۴- مکتبہ رضویہ، آرام باغ، کراچی
- ۵- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور
- ۶- شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور
- ۷- مکتبہ ضیائیہ، بوہڑ بازار، راولپنڈی



مَسْجِدِ نَبَوِيِّ كَا اَنْدَرُوْنِي مَنْظَرُ

Marfat.com

محضور بر سر کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ لعلہ

کشف اللہ فیہ

حکمہ فضائل

عبداللہ واولہ

عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

کلام شیخ سعیدی

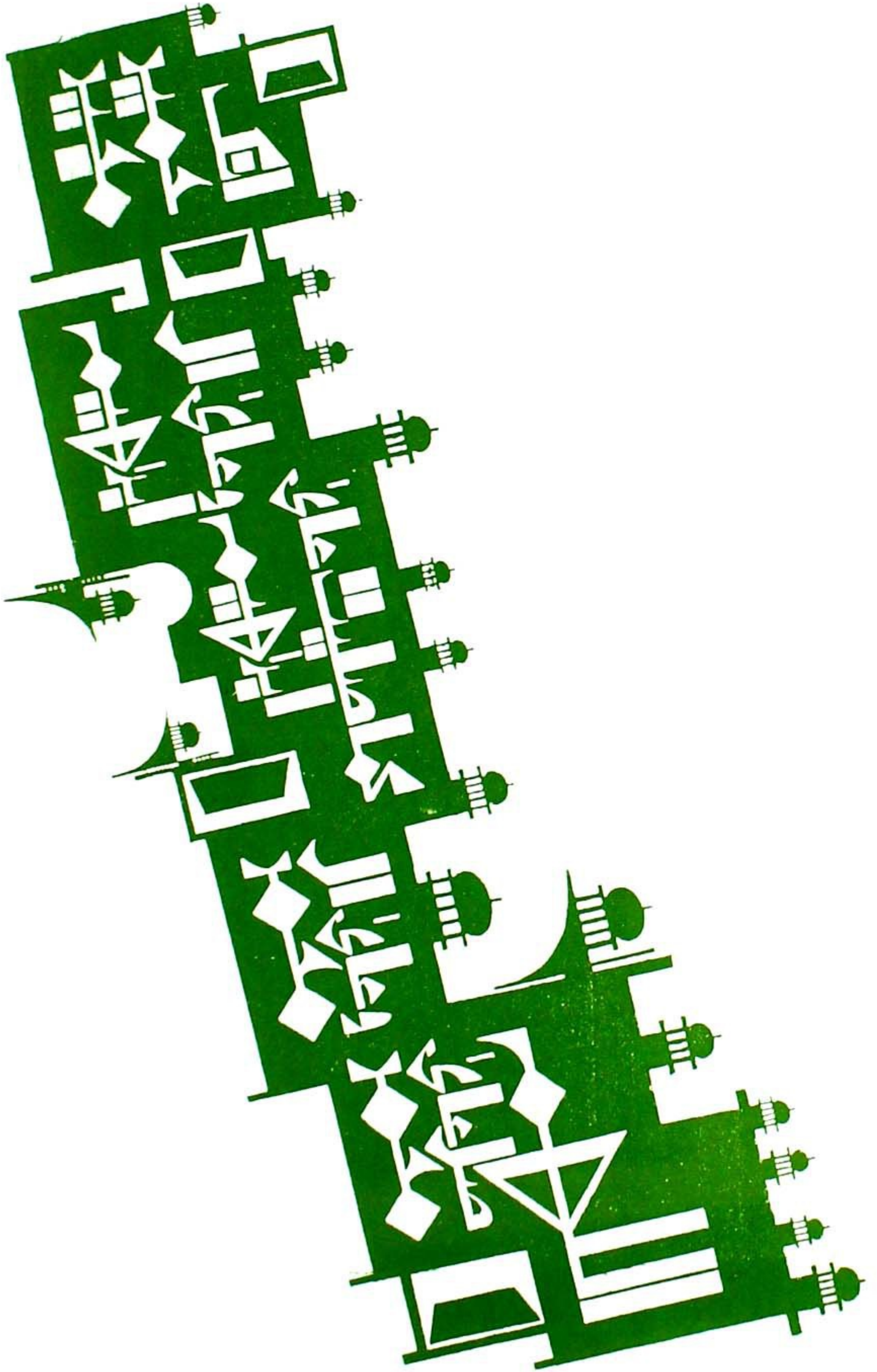
کتبہ گوہر قلم

انتساب

لہلہاتی بہاروں کے نام
 سنہری راتوں کے نام
 صبح سعادت کے نام
 چمکتی فضاؤں کے نام
 روشن عذاروں کے نام
 شرم آئیں نگاہوں کے نام
 پیاری پیاری اداؤں کے نام
 جھلملاتے درودوں کے نام
 جگمگاتے سلاموں کے نام
 مچلتی اُمنگوں کے نام
 تڑپتی ثناؤں کے نام
 پھڑکتی آرزوؤں کے نام
 بلبلائی آہوں کے نام
 ڈنڈبانی آنکھوں کے نام
 جھلکتے آنسوؤں کے نام
 مقصوم شہیدوں کے نام
 مسکرائی رُوحوں کے نام
 چمکتی رہ گزاروں کے نام

احقر محمد سعود احمد عفی عنہ





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اظهارِ تشکر

مندرجہ ذیل محسنین و مخلصین و مجتہدین نے کتاب کی تدوین و کتابت اور طباعت و اشاعت میں مدد فرمائی، راقم ان سب کا تہ دل سے ممنون ہے، مولائے کریم اس حسن عمل کے صلے میں اپنی بیکراں نعمتوں سے نوازے۔ آمین!

- ۱۔ ابوالفتح علامہ محمد نصر اللہ خاں، کراچی۔
- ۲۔ ڈاکٹر کریم بخش خالد، ڈائریکٹر جنرل انفارمیشن حکومت سندھ، کراچی
- ۳۔ سید ریاست علی قادری، صدر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی
- ۴۔ سید منظور حسین جبیلانی، اسسٹنٹ و انس پرنیڈنٹ، حبیب بینک کراچی
- ۵۔ سید وجاہت رسول صاحب، اسسٹنٹ و انس پرنیڈنٹ، حبیب بینک کراچی
- ۶۔ مولانا شاہ محمد خالد میاں فاخری، دائرۃ المصنفین، کراچی
- ۷۔ پروفیسر حافظ محمد عبدالباری صدیقی، کراچی
- ۸۔ مولانا غلام رسول سعیدی، شیخ الحدیث دارالعلوم نعیمیہ کراچی
- ۹۔ سید زین الحسن، ایڈووکیٹ سندھ ہائی کورٹ، کراچی
- ۱۰۔ شیخ صبورا احمد ڈائریکٹر کراچی کیمیکل انڈسٹریز، کراچی
- ۱۱۔ مولانا جاوید اقبال منطہری، کراچی
- ۱۲۔ جناب فرید الدین صاحب، مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی
- ۱۳۔ علامہ مفتی عبدالرحمن مجددی، دارالعلوم عثمانیہ مجددیہ، ٹھٹھہ
- ۱۴۔ علامہ ابوالسراج محمد طفیل احمد ڈسٹرکٹ خطیب، ضلع ٹھٹھہ، مکلی (سندھ)

۱۵۔ پروفیسر محمد نور آرمین، صدر شعبہ طبیعیات، گورنمنٹ ڈگری کالج

مکھٹھ (سندھ)

۱۶۔ علامہ مفتی احمد میاں برکاتی، دارالعلوم احسن البرکات، حیدرآباد سندھ

۱۷۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۸۔ مولانا محمد منشا زتابش قصوری، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۱۹۔ علامہ عبدالحکیم اختر شاہ بھاپوری، لاہور

۲۰۔ حاجی مقبول احمد صیانی، لاہور۔

۲۱۔ راجہ رشید محمود، مدیر ماہنامہ لغت، لاہور

۲۲۔ علامہ نور محمد قادری، گجرات (پاکستان)

۲۳۔ سید رضا، اللہ عارف نوشاہی، مرکز تحقیقات فارسی ایران و

پاکستان، اسلام آباد

۲۴۔ جناب خلیل احمد رانا، جہانیاں منڈی

۲۵۔ جناب محمد صدیق فانی، خانیوال

۲۶۔ آر بی، صدیقی، حیدرآباد سندھ

۲۷۔ حکیم محمد عمر قریشی منطہری، لاہور

۲۸۔ جناب اسلم کمال، لاہور

۲۹۔ جناب خورشید عالم گوہر رستم، لاہور

۳۰۔ جناب محمد الیاس صدیقی خوشنویس، کراچی

۳۱۔ پروفیسر مدد علی قادری، حیدرآباد سندھ

۳۲۔ پروفیسر محمد طاہر القادری، لاہور

۳۳۔ جناب محمد خاں قادری، لاہور

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفِ آغاز

۱۹۸۷ء میں محبتی سید منظور حسین جیلانی راسٹنٹ والس پریڈنٹ، حبیب بینک کراچی) نے ایک نجی محفل میں یہ اظہار خیال فرمایا کہ عقائد و اخلاق کی اصلاح کے لئے کتابچے ترتیب دیئے جائیں اور وہ خود اس کی طباعت کا اہتمام فرمائیں گے۔ ساتھ ہی یہ تجویز رکھی کہ اس سلسلہ کا آغاز راقم ہی کرے۔ انھیں دنوں ایک کرم فرما سید زین الحسن صاحب (ایڈووکیٹ سندھ ہائی کورٹ، کراچی) عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ایک کتاب لائے جو منصفی انداز سے اور منصفی مقصد کے لئے لکھی گئی تھی، پڑھ کر افسوس ہوا اور حیرت بھی کہ ایک مسلمان اس طرح بھی سوچ سکتا ہے! — زین الحسن صاحب نے کتاب مذکور کے بارے میں اظہار خیال کے لئے فرمایا، راقم نے مناسب سمجھا کہ اس موضوع پر تحقیقی انداز سے ایک سنجیدہ کتابچہ لکھ دیا جائے مگر جب لکھنے بیٹھا تو فیضانِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک کتاب تیار ہو گئی،

فنا الحمد للہ علی ذلک ع رحمت حق بہانہ می جوید

راقم کے والد ماجد مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد منظر اللہ نقشبندی مجددی دہلوی قدس سرہ العزیز نے راقم کو دعادی تھی ”مولا تعالیٰ روح القدس سے تمہاری مدد فرمائے“! — اس علمی سفر میں یہ دعا رفیق راہ رہی اور مواد کی فراہمی پردہ غیب سے ہوتی گئی، دل کھلتا گیا، حوصلہ بڑھتا گیا — ۱۹۸۷ء میں اس کتاب کا آغاز کیا اور ۱۹۸۸ء میں یہ مکمل ہو گئی۔

شکر کرام فضل بجا آورد کسے

عاجز بہاند ہر کہ دریں افکار کرد

انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ کرایا جائے گا تاکہ دنیا

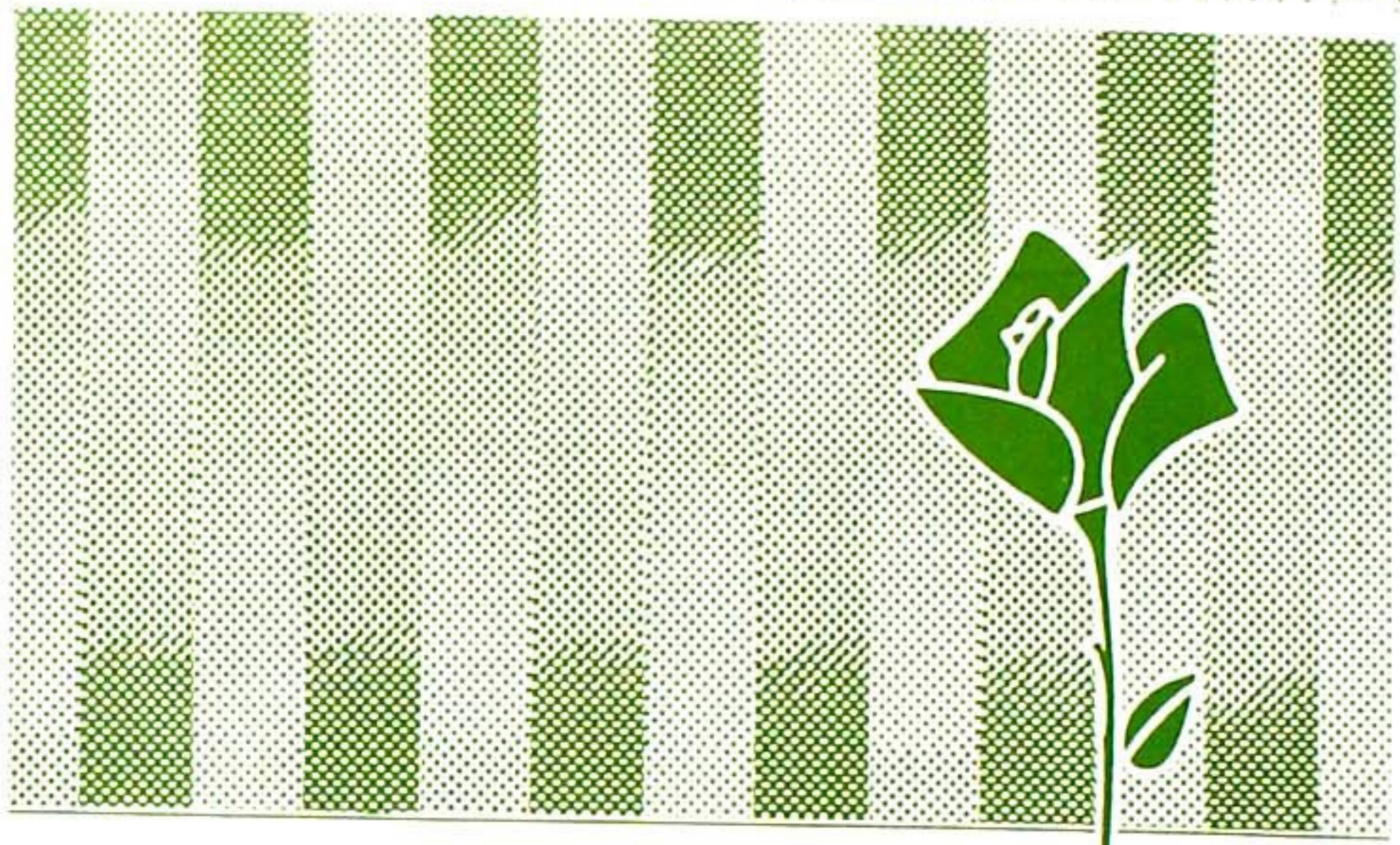
کے نہ صرف ایک ارب مسلمان ہی فیض یاب ہوں بلکہ وہ کروڑوں غیر مسلم بھی استفادہ کر سکیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حق قبول کرنے کا جو ہر عطا فرمایا ہے۔ اس کتاب کا موضوع ایک ایسی مستی ہے جو ہمہ گیر اور عالم گیر ہے۔ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آئے اور سب ان کے لئے۔ یہ ایک کائناتی حقیقت ہے۔ اپنے اپنے وقتوں میں اپنی اپنی قوموں کے لئے آنے والے آتے رہے مگر وہ آنے والا ساری نوع انسانی کے لئے آیا۔

سبیل انوارِ رحمتِ رواں جو ہوا نوری نور تھا جس طرف دیکھئے
 دیدہ و دل اجالوں میں ڈوبے ہوئے جلوہ طور تھا جس طرف دیکھئے کاوش
 وہ کیا آئے خزاں رسیدہ عالم میں بہار آگئی، وہ رحمت بن کر آئے اور نور بن کر
 پھیل گئے۔ وہ اللہ کا عظیم احسان ہیں، وہ اللہ کی عظیم نعمت ہیں :-
 نورا احمد کو رب کا احسان کہوں جانِ جاناں کہوں روحِ خوباں کہوں
 نورا ایماں کہوں از عرفاں کہوں رمزِ قرآن کہوں شانِ بزداں کہوں کاوش
 اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ کے دامن سے وابستہ رکھے اور ہمارے سینوں کو
 آپ کی محبت و عشق سے سوزاں و بریاں رکھے۔ آمین ثم آمین!

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
 پرنسپل

گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹھٹہ (سندھ، پاکستان)

۳ رجب ۱۴۰۸ھ، ۱۰ مارچ ۱۹۸۸ء



بَارِكْ يَا بَارِكًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



از یاد کبر

پیتھما

ان حسن و خورشید سسکان
ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان

ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان
ان سسکان سسکان سسکان

و عفو اللطیف

جھلکیاں

خلقتِ محمدی

۲۰—۲

نور محمدی — ستارہ محمدی — حقیقت محمدی

جانِ جہاں — ذکرِ محمدی — وسیلہ محمدی

پیمانِ محمدی — دیدارِ محمدی — سفرِ نورِ محمدی

نظارہِ آدم — آرزوئے آدم — نزولِ نورِ محمدی

دعائے ابراہیمی — عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت

یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری — موسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری

تبعِ اول کی وصیت — گوتم بدھ کی خوشخبری

سینٹ پال کی خوشخبری

علامہ ابن جوزی کے تاثرات

حواشی اور حوالے — ۱۴۳ — ۱۴۲

۲ ظہورِ قدسی

۴۱ — ۴۲

- (۱) خوش خبریاں اور بشارتیں — ملا کی نبی کی بشارت — داؤد علیہ السلام کی بشارت — موسیٰ علیہ السلام کی بشارت — اشعیاہ علیہ السلام کی بشارت — ویاس جی کی بشارت — عبدالمطلب کا خواب — آمنہ کا خواب — ظہورِ قدسی — طلوع ستارہ محمدی — یہودی کا اعلان — فیضانِ نور محمدی — تاثیرِ نور محمدی — آمدِ مصطفیٰ — دیارِ مصطفیٰ — بھاگوت پراٹ کی پیشگوئی — شبِ ولادت کی عظمت — نام محمد اور احمد — اتھروید کی پیشگوئی — رگ وید کی پیش گوئی — بھوشیہ پراٹ کی پیش گوئی — زنداوستا کی پیش گوئی — نگاہِ سلیمان علیہ السلام اور سرِ ایسے مصطفیٰ (ب) بعثتِ محمدی — تورات کی بشارت — علاماتِ محمدی — بھوشیہ پراٹ کی پیش گوئی — مہادیو جی کی خوش خبری — سفراط کی پیش گوئی — عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت — پطرس کی کرسی — حکیم جاما سپ کی خوش خبری — تورات و انجیل کی شہادتیں —

حواشی اور حوالے،

۱۸۳ — ۱۷۳

جشن ولادت

۶۳ — ۸۴

۱۔ احسانِ الہی — رحمتِ الہی — نعمتِ الہی — داؤد
 علیہ السلام کا ارشاد — دانیال علیہ السلام کا ارشاد —
 وقرآن حکیم کا ارشاد — عیسیٰ علیہ السلام کا ارشاد — حضور
 النور صلی اللہ علیہ وسلم اور جشن ولادت — حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم
 اور ذکر ولادت — حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور صحابہ کے نعتیہ
 قصائد — حضور النور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حضرت عباس رضی اللہ
 عنہ کا ذکر ولادت —

۲۔ یوم ولادت — زمانہ ولادت کی عظمت — یوم ولادت اور
 وقرآن — یوم عاشورہ کی عظمت — پیر کی اہمیت —
 جشن ولادت اور تخفیف عذاب الہی — یوم ولادت آزادی اور خوشی
 کا دن — جشن ولادت اور خلفائے راشدین — جشن ولادت اور تابعین و
 تبع تابعین — ذکر مصطفیٰ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا اہتمام — جشن
 ولادت اور عوث اعظم — ذکر مصطفیٰ کی زمین و آسمان میں گونج —
 محبوبوں کی محبوب ادائیں — ذکر مصطفیٰ اور وقرآن — ذکر مصطفیٰ
 اور بکر و بر — قبۃ جو نیپور اور ذکر مصطفیٰ — ذکر مصطفیٰ اور
 صنف نعت — نعت مصطفیٰ اور شاہ چین — آیات و احادیث
 اور عشق مصطفیٰ — دیوان گان مصطفیٰ —

حواشی اور حوالے، ۱۸۴ — ۱۹۷

جشن ولادت — ابتداء اور انتہاء

۸۵ ————— ۱۲۸

۱) انجیل کی تمثیل — قطرے سے دریا تک — تخم سے درخت تک
 — تصویر سے تحریر تک — آیت آیت سے مترآن تک —
 قرآن سے سبیلِ علوم تک — نماز تہجد سے نماز پنجگانہ تک — درود
 ابراہیمی سے درودوں کے سبیل روان تک — ذکر مصطفیٰ، مکاں
 سے لامکاں تک — جشن میلادِ مصطفیٰ، حرمین سے کونین تک —
 انسان اور عید کا تصور — نصاریٰ کی عید — مسلمانوں کی عید —
 ابن عباد اور جشن میلادِ مصطفیٰ — ابن جوزی اور جشن میلادِ
 مصطفیٰ — مجالس میلادِ مصطفیٰ اور عالم اسلام — جشن میلادِ مصطفیٰ
 اور شاہانِ اسلام — عمر بن ملاً محمد موصلی کی محفل میلاد — سلطان
 اربل ملک معظم ابو سعید منظر الدین (غزیر سلطان صلاح الدین ایوبی) کا جشن
 میلادِ مصطفیٰ — ابن خلکان اربلی کے مشاہدات — عمر بن حسن حبیہ
 کلبی کا مولود نامہ — شاہ مصر کا جشن میلادِ مصطفیٰ — ابن
 حمزری کے مشاہدات — شاہ تلمسان سلطان ابو حموموسیٰ کا جشن
 میلادِ مصطفیٰ — حافظ ابوالخیر سخاوی اور جشن میلادِ مصطفیٰ —

(ب)

فتیام میلادِ مصطفیٰ — حیاتِ محمدی — رفاقتِ محمدی
 شہادتِ محمدی — تشہد کی شہادت — صحابہ کی عادت —
 نواب صدیق حسن خاں کے تاثرات — وہ موجود ہیں، وہ
 دیکھ رہے ہیں، وہ سن رہے ہیں — مولانا قاسم نانوتوی اور

حیاتِ محمدی — فرشتوں کا کھڑے ہو کر صلوات و سلام پڑھنا — امام
 تقی الدین سبکی اور علمائے وقت کا قیام — علمائے اسلام اور
 استحبابِ قیام — ذکرِ مصطفیٰ اور معیتِ مصطفیٰ — قیامِ میلاد
 اور حاجی محمد امداد اللہ مہاجر مکی — برہان الدین حلبی کی شہادت
 — انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کی شہادت — ابن تیمیہ اور ذکر
 میلادِ مصطفیٰ — قیام و میلاد اور مالکی و شافعی فقہاء —

(ج)

علمائے اعلام اور ذکرِ میلادِ مصطفیٰ — شارحِ بخاری علامہ مستطانی
 کا بیان — شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا بیان — میلادِ مصطفیٰ اور
 شاہ عبدالرحیم — محفلِ میلادِ مصطفیٰ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 میلادِ مصطفیٰ اور شاہ احمد سعید دہلوی — شیخ محمد رضا مصری کی
 شہادت — مفتی محمد ضیاء الدین مدنی اور ذکرِ میلادِ مصطفیٰ —
 محفلِ میلاد اور آیات و احادیث — ارشادِ نبوی ہر قوم کی عید —
 میلاد کی اہمیت اور ڈاکٹر محمد اقبال — ابوالحسن علی
 ندوی کا اعلانِ حقیقت — علماءِ حق کی مساعی —
 میلادِ مصطفیٰ اور علمائے اعلام کی تصانیف —

رسمیں اور عادتیں

۱۲۹ — ۱۶۲

(ا) حلال اور حرام — جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اچھی ہے —
 — بڑی جماعت کی پیروی کا حکم — کثرت رائے کی اہمیت —
 کثرت رائے کی کرامت — جمہوریت کی قدردانی — ہدایت محمدی
 جماعت سے علیحدگی اسلام سے علیحدگی — مومن کا مومن سے
 تعلق — ملت اسلامیہ حیم واحدہ — سنن حسنہ اور سنن سیئہ
 اچھی اور بُری رسمیں اور عادتیں — جس نے اچھا طریقہ نکالا
 اس کے لئے اس کا دُور اُتواب ہے — جس کی اصل دین سے نہیں وہ
 مردود ہے — اعمال کا دار و مدار نیت پر — مقاصد، فعل کے
 احکام تبدیل کر دیتے ہیں — اختلاف کے اسباب — عادات
 و رسوم اور شاہ ولی اللہ — اچھی رسموں اور عادتوں کو روکا جائے
 تو انسان درندہ بن جاتا ہے — رسوم کی تبدیلیاں اور ڈاکٹر محمد اقبال
 رسم و رواج اور معاشرہ!

(ب) سازشیں — انگریزوں کی مخالفت اور اس کی وجہ —

مسلمانوں کا جذبہ فداکاری — انحطاط و زوال — سازشی و رفتہ رفتہ
 دشمنان اسلام کی ریشہ دوانیاں — برطانیہ کا جاسوس ہمفر

برطانیہ کے عزائم ————— افراقِ ملتِ اسلامیہ کی تدابیر —————
 محبتِ مصطفیٰ اور محبتِ صلحاء کا دلوں سے استیصال ————— حیاتِ النبیؐ
 کا انکار ————— اولیاء و صلحاء کے مزارات کا انہدام ————— نئے دین
 اور نئے مسلک کی ایجاد ————— برطانیہ کا دوسرا جاسوس لارنس آف عربیا
 ————— عربوں اور ترکوں کی جنگ ————— سلطنتِ عثمانیہ کی ویرانی
 جاسوسوں کا لامتناہی سلسلہ ————— سازشیں اور ہم —————
 بانی میلاد کی خانہ ویرانی ————— محفل میلاد کی مطلق ممانعت —————

(ج)

خود احتسابی ————— راہ دکھانے والے اور گمراہ کرنے والے —————
 تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ————— محفل میلاد اور
 ملتِ اسلامیہ کی تربیت ————— جذبات کی بیداری —————
 جہاں گیری و جہانبانی ————— محبت کی فطرت ————— اہل محبت
 کی حالت ————— محبت رسول کی اہمیت ————— اطاعت رسول
 کی اہمیت! —————

حواشی اور حوالے،

۲۲۲

۲۱۳

۲۳۷

۲۲۵

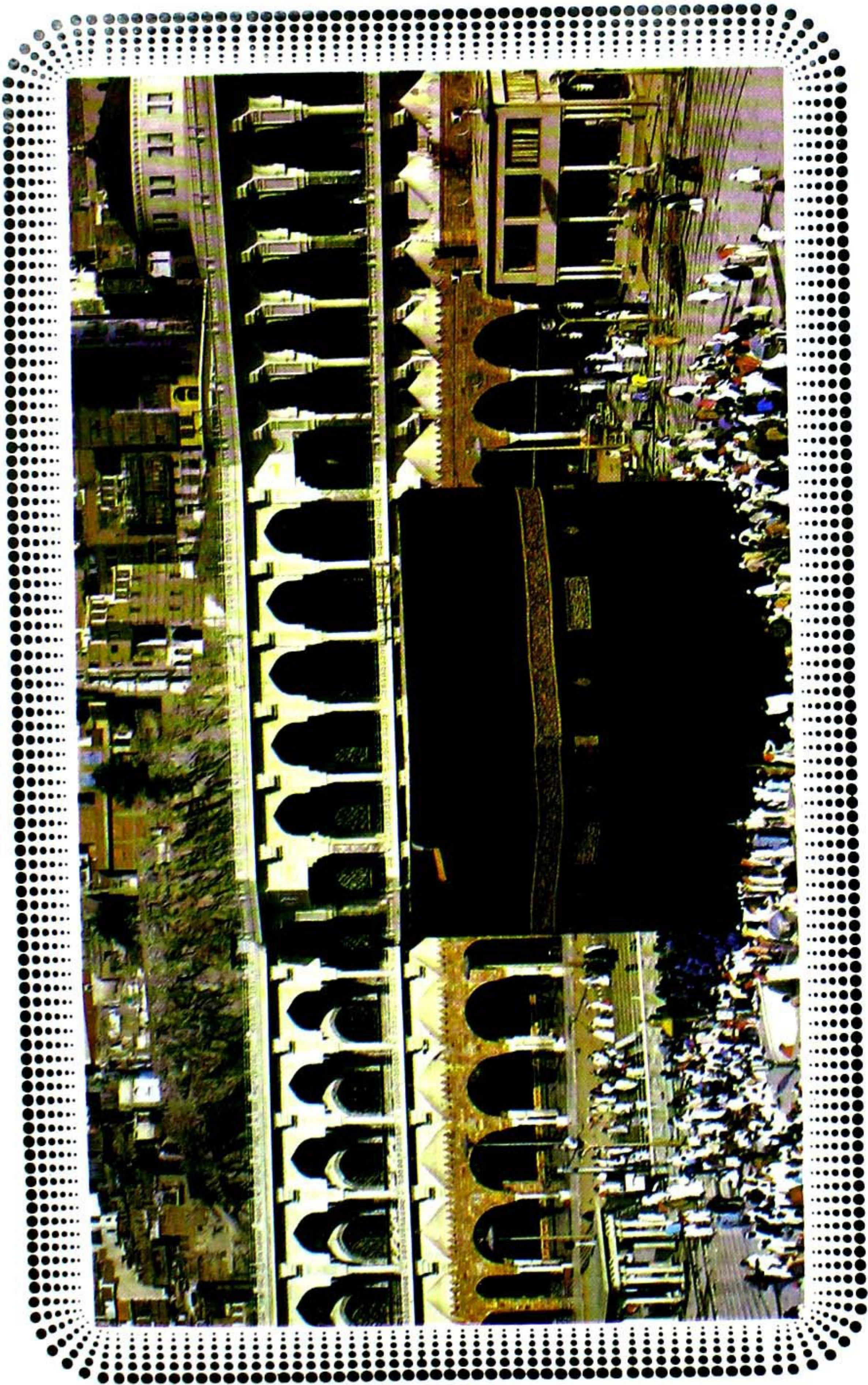
مآخذ و مراجع،



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
 وَجَعَلَ الرَّسُوْلَ مِنْ
 نَحْوِہٖ لِنَبِیِّہٖ
 مُحَمَّدٍ وَجَعَلَ
 الْقُرْاٰنَ مِنْ نَحْوِہٖ
 لِكَلِمٰتِہٖ
 الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
 خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
 وَجَعَلَ الرَّسُوْلَ مِنْ
 نَحْوِہٖ لِنَبِیِّہٖ
 مُحَمَّدٍ وَجَعَلَ
 الْقُرْاٰنَ مِنْ نَحْوِہٖ
 لِكَلِمٰتِہٖ

اتم محمد علی
 ۱۹۸۶

خلقتِ محمدی



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کچھ نہ تھا — نہ زمین تھی نہ آسمان — نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب
 — نہ دن تھا نہ رات — نہ گرمی تھی نہ سردی — نہ نسیم تھی نہ
 شمیم — نہ پھول تھے نہ پھل — نہ بہار تھی نہ خزاں — نہ بادل
 تھے نہ برسات — نہ چرند تھے نہ پرند — نہ صحرا تھے نہ گلشن —
 نہ شجر تھے نہ حجر — نہ دریا تھے نہ سمندر — نہ ہوا تھی نہ پانی —
 — نہ آگ تھی نہ خاک — نہ جن تھے نہ ملک — نہ حیوان تھے نہ
 انسان — نہ یہ چہل پہل تھی نہ یہ ریل پیل — نہ دیوانگی تھی نہ شعور
 نہ بجر تھا نہ وصال — نہ افسردہ تھا نہ انکار — نہ آہ تھی نہ فریاد
 — نہ رونا تھا نہ ہنسنا — نہ جاگنا تھا نہ سونا — نہ جذبہ
 تھا نہ احساس — نہ جوانی تھی نہ بڑھاپا — نہ ہوش تھا نہ خرد —
 — نہ نشیب تھا نہ سراز —

کچھ نہ تھا — وہی وہ تھا — پھر کیا ہوا؟ — کائنات کی
 وسیع و عریض فضاؤں میں ایک نور چمکا — وہ نور کیا چمکا گویا زندگی میں
 بہار آگئی — سلسلہ چل نکلا — چراغ سے چراغ جلنے لگے۔
 — دیکھتے ہی دیکھتے سارا جہاں جگمگانے لگا — ہڑیے ہڑیے
 — دیکھتے دیکھتے — حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے
 وہ کیا فرما رہے ہیں :-

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے اپنے نور سے تیرے
 نبی کے نور کو پیدا فرمایا، یہ یقینی بات ہے، اس میں کوئی شک نہیں
 — پھر وہ نور قدرت الہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا

اُس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند
جن انس کچھ نہ تھا^۱۔

ایک مرتبہ فرمایا:-

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور میرے ہی نور سے
ہر چیز پیدا فرمائی^۲۔

قرآن حکیم میں اس حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے:-
بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب^۳
کون جانے یہ نور کب ظاہر ہوا! — اتنا پتہ چلتا ہے کہ سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا —
دو تمہاری عمر کتنی ہے؟ — انھوں نے عرض کیا:-

اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجابِ عظمت میں ہر ستر ہزار
برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا تھا جسے میں نے اپنی عمر میں
ستر ہزار مرتبہ دیکھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اے جبریل! — میرے رب کے عزت و جلال کی قسم وہ
ستارہ میں ہی ہوں^۴۔

امام بخاری نے بخاری شریف میں وہ طویل حدیث نقل فرمائی ہے جس سے
اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی تمام اشیاء بتدریج نورِ محمدی (صلی اللہ
علیہ وسلم) سے پیدا فرمائیں۔ چنانچہ اسی حدیث کی روشنی میں اہل حدیث کے مشہور
فاضل نواب صدیق حسن خاں صاحب بعض عرفاء کے تاثرات و خیالات نقل کرتے ہوئے
فرماتے ہیں:-

چونکہ ممکنات کی ہر شے موجودات کے ہر ایک ذرے میں حقیقتِ محمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری و ساری ہے اس لئے تشبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کو خطاب کیا گیا ہے۔ پس آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں اس لئے نمازی پر واجب ہے کہ اس حقیقت سے باخبر ہے اور اس مشاہدے سے غافل نہ رہے تاکہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے روشن اور بامراد ہو۔ ہاں سے

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں دعای فرستمت^۶

سکھمت کے بانی گرو نانک (۱۴۶۹-۱۵۳۹) نے ریاضیاتی طور پر ثابت کیا ہے کہ نور محمدی کائنات کی ہر شے میں جلوہ گر ہے انھوں نے اپنے شعبہ میں بڑے یقین کے ساتھ کہا ہے ع

گرو نانک یوں کہے ہر شے میں محمد کو پائے

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر شے میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہے تو گویا ہم یہ اعتراف کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر شے اپنی تخلیق میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرہونِ ممت ہے، آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ اگر یہ حقیقت ہے تو پھر اس کو دنیا کی ہر مذہب کی کتاب میں ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہونا چاہیے، دیدہ و روں کے اقوال میں ہونا چاہیے۔ آئیے ایک نظر احادیث پر ڈالیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

اے محمد! میری عزت و جلال کی قسم اگر آپ نہ ہوتے تو میں زمین پیدا کرتا اور نہ آسمان اور نہ یہ نیلگوں چھت بلند کرتا اور نہ یہ خاکی فرش بچھاتا^۹

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یوں فرمایا:

میرے پاس جب بریل (علیہ السلام) آئے اور کہا۔ اے محمد! اگر

آپ نہ ہوتے تو جنت پیدا نہ کرتا، آپ نہ ہوتے جہنم پیدا نہ کرتا
ایک اور روایت میں یہ بھی ہے۔

آپ نہ ہوتے تو دنیا پیدا نہ کرتا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: —
اللہ تبارک و تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) سے فرمایا، محمد نہ ہوتے تو میں
تم کو پیدا نہ کرتا —

اور ایک دوسری حدیث میں ہے:

اگر محمد نہ ہوتے تو نہ تم کو پیدا کرتا اور نہ ہی زمین و آسمان کو۔^{۱۲}

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک روز حضرت جبریل علیہ السلام
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: —
آپ کا رب فرماتا ہے، بیشک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا، اور کوئی ایسا نہ
بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو۔ — تمہارا نام میں
نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک کہ میرے ساتھ تم یاد نہ
کے جاؤ، بیشک میں نے دنیا اور اہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری
عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اور اگر تم نہ ہوتے
نہ میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا۔^{۱۳}

حضرت عمن بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہو گئی تو انھوں نے آپ کے وسیلے سے مغفرت
کی دعا فرمائی، — رب تعالیٰ نے پوچھا، ”محمد کو کیسے پہچانا“ — عرض کیا،
آنکھ کھولتے ہی سر عرش یہ کلمہ لکھا دیکھا ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“
— فرمایا، میں نے تمہیں بخش دیا اور ساتھ ہی یہ فرمایا: —

وہ تمہاری اولاد میں سے آخری نبی ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا
نہ کرتا۔^{۱۴}

یہ روایت ابن تیمیہ نے فتاویٰ کبریٰ میں نقل کی ہے۔

انجیل برناباس اور انجیل یوحنا میں بھی اس عالم گیر حقیقت کا ذکر ملتا ہے۔
انجیل برناباس میں رب تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خاطر تمام اشیاء بنائی ہیں تاکہ
اس کے وسیلے سے تمام اشیاء میری صفت و ثنا کریں^{۱۶}

اس انجیل برناباس میں ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام سے جب پوچھا گیا کہ
آنے والے رسول کا کیا نام ہوگا، تو آپ نے فرمایا:

اس کا نام محمد ہوگا، کیوں کہ اللہ نے جس وقت اس کی روح
پیدا کی یہی نام رکھا تھا اور اس روح کو ایک آسمانی نور میں رکھا
تھا اور فرمایا تھا۔

”محمد انظار کیجئے کیوں کہ میں تیری خاطر جنت، دنیا اور بکثرت مخلوق
پیدا کروں گا، جس پر آپ کو گواہ بناؤں گا۔ جو تجھ پر سلام
بھیجے گا اس پر سلام بھیجا جائے گا۔“

اور انجیل یوحنا میں ہے:

ساری چیزیں اس کے وسیلے سے پیدا ہوئیں، جو کچھ پیدا ہوا ہے اس
میں سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ اس
میں زندگی تھی، اور وہ زندگی آدمیوں کا نور تھا^{۱۸}

مندرجہ بالا حقائق و شواہد سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کائنات
کے ذرے ذرے میں جاری و ساری ہے اور بیشک آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔
حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (م۔ ۱۵۰ھ) اپنے نعتیہ قصیدے میں
فرماتے ہیں:

(۱) اگر آپ ہوتے تو کوئی انسان پیدا نہیں کیا جاتا اور مخلوق خدا پیدا کی جاتی
(۲) آپ ہی کے نور سے چودھویں کے چاند نے چاندنی کا لباس پہنا اور آپ ہی

کے جمال کے نور سے سورج نورانی ہے۔

(ماخوذ از قصیدۃ النعمان مع شرح رحمة الرحمان، مطبوعہ سیالکوٹ، ص ۴۰-۴۱) حضرت عمر بن فارض رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۳ھ / ۲۳۲ء) نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں قصیدۃ تائیتۃ الکبریٰ پیش کیا ہے، اس میں فرماتے ہیں :- موجودات کے ہر وجود کی اصل محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کیونکہ آپ ساری کائنات کے لئے روحِ اعظم کی صورت میں ہیں اور آپ ہی رابطہٴ ایجاد ہیں۔ مکاشفہ والوں کو شہود کی نعمتِ عظمیٰ آپ ہی کے سبب ملتی ہے کیوں کہ شہودِ روح کی صفت اور فخرِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح مقدس تمام روحوں کی اصل ہے۔ علامہ ابن جوزی (م ۵۹۷ھ / ۲۲۷ء) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ملتِ اسلامیہ کو مبارک باد دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اگر آپ نہ ہوتے تو یہ ساری دنیا ہی نہ پیدا کی جاتی، یہ فخر کی بات ہے میں انکار کی بات نہیں کر رہا۔۔۔۔۔ ایسے ہدایت

کرنے والے نبی کی اُمت! تمہیں مبارک ہو!

علامہ محمد ہاشم تنویری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۴ھ / ۶۹۴ء تا ۱۱۷ھ / ۷۵۸ء) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں اپنے ایک عربی قصیدے میں فرماتے ہیں :-

① تمام جہاں تجھ سے روشن ہوا، تو اے اللہ کے نور مجھے بھی چمکا!

② تمام کائنات کے اطراف تیرے روئے زیباسے روشن ہوئے۔

③ تمام دل محمد عربی کی طرف مائل ہوئے کیوں کہ وہی تو حسن و جمال کو تقسیم

کرنے والے ہیں۔

④ اگر آپ نہ ہوتے تو سات طبق آسمانوں کے اور نہ ہی جنت اور نعمہ سرا

پزندے ہوتے۔

اور ایک عاشق صادق نے کیا خوب فرمایا ہے :-

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے



بیشک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور سے نور محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو
پیدا فرمایا، پھر اس نور سے تخلیق کا سلسلہ شروع ہوا۔۔۔۔۔ ہاں، انھیں کے نور سے
کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ہوا۔۔۔۔۔ مگر یہ نور کہاں کہاں رہا اور کہاں سے کہاں
پہنچا؟۔۔۔۔۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ لاکھوں برس پہلے ابھی
دنیا بھی آباد نہ ہوئی تھی، ابھی وہ نور دنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا کہ دنیا میں آنے والے
ہزاروں پیغمبروں سے ان کے پروردگار نے ایک تاریخی اور یادگار عہد لیا۔۔۔۔۔ خود
پروردگار عالم اس عہد کو ان الفاظ میں یاد دلا رہا ہے :-

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے اُن کا عہد لیا۔۔۔۔۔
”جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ
رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو ضرور ضرور اس پر ایمان لانا
اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا“۔۔۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔۔ ”کیوں تم نے
اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟“۔۔۔۔۔ سب نے عرض کیا
”ہم نے اقرار کیا“۔۔۔۔۔ فرمایا۔۔۔۔۔ ”تو ایک
دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔“^{۲۳}
انجیل کے مطالعہ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنے والے رسولوں اور پیغمبروں کو آپ کی صورت
بھی دکھادی گئی تھی۔۔۔۔۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں :-
یقین جانو میں نے اُسے دیکھا ہے اور اس کی تعظیم کی ہے جیسے اُسے
ہر نبی نے دیکھا ہے کیوں کہ اُس کی روح سے خدا نے انھیں نبوت دی،
جب میں نے دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی۔^{۲۴}
نور محمدی کی تخلیق کے لاکھوں برس بعد جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو یہ نور

مبارک اُن کی پشت میں رکھ دیا گیا ——— حدیث شریف میں اس کی تفصیل موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :-

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی پشت مبارک میں رکھ دیا اور یہ نور ایسا شدید چمک والا تھا کہ باوجود پشت آدم (علیہ السلام) میں ہونے کے پشانی آدم (علیہ السلام) سے چمکتا تھا اور آدم (علیہ السلام) کے باقی انوار پر غالب آجاتا تھا^{۲۵}۔

ہاں اسی نور کا نام سر عرش لکھا ہوا تھا جس کو آدم علیہ السلام نے عالم ظاہر میں آتے ہی ملاحظہ فرمایا، پھر اسی نور کے وسیلے سے اپنی لغزش کی معافی چاہی اور رب تعالیٰ نے اپنے کرم سے معاف فرمادیا۔ یہ تفصیل خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اس طرح بتائی۔

آدم علیہ السلام :- اے پروردگار میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

رب تبارک و تعالیٰ :- تم نے محمد کو کیسے پہچانا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہ فرمایا؟

آدم علیہ السلام :- میں نے اس طرح پہچانا کہ تو نے جب مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنے طرف کی روح پھونکی، میں نے اپنا سراٹھایا تو عرش کے پایوں پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا دیکھا تو میں نے جان لیا تو نے اپنے نام کے ساتھ جسے ملایا ہے۔ یقیناً وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

رب تبارک و تعالیٰ :- آدم تم نے سچ کہا، یقیناً وہ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہے اور جب تم نے اس کے وسیلے سے دعا کی تو میں نے تم کو بخش دیا۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ

انجیل برناباس کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے آنکھ کھولی تو فضاؤں میں ایک چمکتی دیکھتی تحریر دیکھی۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

دیکھ کر وہ حیران ہو گئے اور بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔

مجھ سے پہلے بھی انسان ہوئے ہیں؟

اس بارگاہ عالی سے جواب آیا۔

اے میرے بندے آدم! تمہارا آنا مبارک ہو۔ میں تجھ سے کہتا

ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جس کو میں نے پیدا کیا ہے اور جس کا نام تو نے

دیکھا وہ تیرا ہی بیٹا ہے لیکن وہ آج سے سالوں بعد دنیا میں آئے گا

اور میرا پیغمبر ہوگا۔ اس کے لئے میں نے تمام چیزیں پیدا

کی ہیں۔ وہ جب آئے گا تو دنیا کو روشن کر دے گا۔

یہ وہی ہے جس کی روح تخلیق کائنات سے ساٹھ ہزار برس پہلے ایک

آسمانی نور کی شکل میں تھی۔^{۲۷}

حضرت آدم علیہ السلام نے یہ سن کر رب تعالیٰ کے حضور التجا کی کلمہ طیبہ کے دونوں

جزان کے دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں پر آجائیں۔ خدا کی شان سیدھے

ہاتھ کے انگوٹھے پر لا الہ الا اللہ اچانک ظاہر ہوا اور الٹے ہاتھ کے انگوٹھے پر

محمد رسول اللہ۔ آپ نے دیکھتے ہی بتیا بانہ اپنے انگوٹھے چوم لئے^{۲۸}

اور آنکھوں سے لگائے اور فرمایا۔

مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو^{۲۹}

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت آدم علیہ السلام کی اس سنت

پر عمل فرمایا اور آج مسلمانان عالم کی ایک کثیر تعداد اس سنت پر عمل کر رہی ہے۔

علامہ ابن جوزی نے سیدنا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے مزید

تفصیلات لکھی ہیں اور لکھا ہے :-

یہ نور مبارک آدم علیہ السلام کی پشت میں ودیعت رکھا گیا، پھر یہ نور پاک اور طاہر پشتوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ عبد اللہ کی پشت تک پہنچا اور پھر پیکر بشری میں ظاہر ہوا۔^{۳۰}

یہ نور دیکھنے والوں نے عبد اللہ کی پیشانی میں دیکھا پھر یہ نور حضرت آمنہ کے بطن میں منتقل ہو گیا۔^{۳۱}

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرما رہے ہیں :-

اللہ تعالیٰ نے مجھے صلب آدم میں زمین پر اتارا اور مجھے حضرت لوز کے ساتھ کشتی میں سوار کیا۔ اور مجھے صلب ابراہیم میں آگ میں ڈالا۔ میں اسی طرح اپنے والد حضرت عبد اللہ تک ایک صلب سے دوسری صلب کی طرف منتقل ہوا گیا۔^{۳۲}

انبیاء علیہم السلام آپ کی آمد آمد کا اعلان کرتے رہے اور آرزو میں کرتے رہے۔ تعمیر کعبہ کے بعد حضرت ابراہیم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا :-

اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں ایک رسول انھیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور نکتہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے؛ بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔^{۳۳}

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ آخری اعلان فرمایا :-

اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام "احمد" ہے۔^{۳۴}

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

میں تمہیں اپنے ابتدائے حال کی خبر دوں۔ میں دعائے ابراہیم ہوں

بشارت عیسیٰ ہوں۔۔۔۔۔ اپنی والدہ کے اُس خواب کی
تعبیر ہوگی جو انہوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا اور اُن کے لئے ایک
نورِ ساطع ظاہر ہوا جس سے ملک شام کے ایوان و قصور اُن کے لئے
روشن ہو گئے۔۔۔۔۔ ۳۵



وہ نور جو لاکھوں برس پہلے جھلملایا۔۔۔۔۔ جس کے دم سے کائنات جگمگائی
جو چلتا چلتا پشتِ آدم تک پہنچا اور پشتِ آدم سے صلبِ عبداللہ تک
ہاں آنے والے ہر پیغمبر نے اپنی اپنی قوم کو جس کی آمد آمد کی خوشخبریاں
سنائیں۔۔۔۔۔ جو سب کے لئے آیا تھا۔۔۔۔۔ جو ساری قوموں کے لئے آیا
تھا۔۔۔۔۔ جو سارے جہان کے لئے آیا تھا۔۔۔۔۔ سب انتظار کرتے رہے۔۔۔۔۔
سب راہ تکتے رہے۔۔۔۔۔ سینے، سینے قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

عنقریب نعمتوں کو ان کے لئے لکھ دوں گا جو ڈرتے اور نہ کوۃ دیتے ہیں
اور وہ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، وہ غلامی کریں گے اس سول بے پٹھے
غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو ریت
میں اور انجیل میں، وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا
اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا، اور گندی چیزیں
اُن پر حرام کرے گا اور اُن پر سے وہ بوجھ اور گلے کے بھندے جو اُن
پر تھے اتارے گا۔ تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں
اور اس سے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ
اترا، وہی با مراد ہوئے۔۔۔۔۔ ۳۶

شاہِ حبش نجاشی، حضرت عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار رضی اللہ
عنہم علماء یہود و نصاریٰ میں تھے، ان حضرات نے تو ریت اور انجیل کی پیش گوئیوں
کی تصدیق کی اور مشرف باسلام ہوئے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیات میں

اسی قسم کے حضرات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
بعثت نبوت سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے
بشارت دی :-

شیلون (بنی الامان) کے ہاتھ پر بنی اسرائیل کا ملک اور شریعت
ختم ہو جائے گی۔ ۳۷

ولادت نبوی سے دو ہزار برس پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کی
کی بشارت دی اور آپ کی مندرجہ ذیل نشانیاں بیان فرمائیں :-

- ① وہ غیب کی خبریں بتائیں گے
- ② حضرت اسماعیل کی اولاد میں ہوں گے
- ③ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کو منسوخ کریں گے
- ④ بے پڑھے ہوں گے
- ⑤ امانت دار ہوں گے
- ⑥ کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ ۳۸

اللہ اکبر! — یہ ساری علامتیں اور یہ ساری نشانیاں سرکارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم میں موجود تھیں۔

حضرت یعقوب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ حضرت اشعیاء، حضرت
دانیال، حضرت ارمیاء اور حضرت ہبقوق علیہم السلام نے بھی آپ کی آمد آمد کی عظیم
خوش خبریاں سنائیں۔ ۳۹ یہ بشارتیں ولادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے
قبل ایک سے ڈھائی ہزار برس کے درمیان سنائی گئیں۔

تاریخ نے ایک اور اہم واقعہ اپنے سینے میں محفوظ رکھا ہے۔ آپ بھی سینے اور
ایمان تازہ کیجئے۔

ولادت نبوی سے ہزار سال قبل دنیا کا حکمران تبتیح اول (جیمزین دروغ) چار ہزار
علماء و دانشور اور ایک فوج ظفر موج کے ساتھ سفر پر نکلا۔ وزیر خاص عمار بھی

ہم کاب تھا۔۔۔۔۔ جب صحرائے مدینہ سے گزر ہوا تو یہاں ایک خیمہ کے سوا کچھ نہ تھا۔
 مگر توریت و زبور کے عالم جانتے تھے کہ یہاں ایک آنے والا آنے والا ہے۔
 چار سو علماء نے عرض کیا: ”ہم کو یہیں رہنے دیں“۔۔۔۔۔ پوچھا، کیوں؟“
 حقیقت حال بیان کی گئی کہ یہاں ایک رسول امی مبعوث ہونے والا ہے
 جس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوگا، وہ ہجرت کر کے یہاں آئے گا اور یہیں
 بس جائے گا۔۔۔۔۔ تبیح اول نے یہ سن کر حکم دیا کہ مدینہ میں ایک بستی بسائی جائے
 اور چار سو مکان بنائے جائیں۔۔۔۔۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام ایک
 عریضہ لکھا اور ایک عالم کو دیا کہ جب اس رسول امی کا ظہور ہو تو ان کی خدمت میں
 یہ عریضہ پیش کر دینا۔۔۔۔۔ خدا کی شان جس عالم کو خط دیا تھا سرکارِ دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے میزبان اول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اسی عالم کی اولاد میں
 تھے۔۔۔۔۔ جب بعثت نبوی کا غلغلہ بپا ہوا تو مدینہ منورہ سے ابولیسلیٰ یہ عریضہ لیکر
 مکہ معظمہ گئے اور دربارِ نبوی میں حاضر ہوئے دیکھتے ہی فرمایا ”تم ابولیسلیٰ ہو؟“
 ابولیسلیٰ حیران رہ گئے۔۔۔۔۔ پھر فرمایا، ”تبیح اول کا خط لاؤ“
 ابولیسلیٰ نے خط پیش کیا۔۔۔۔۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم دیا کہ پڑھ
 کر سناؤ۔۔۔۔۔ آپ نے یہ خط پڑھ کر سنایا۔۔۔۔۔ سن کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا:۔

”نیک بخت بھائی، شاباش“۔۔۔۔۔

تاریخ کے اوراق میں اس خط کا پورا متن محفوظ ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی ایک

مبحثہ ہے۔۔۔۔۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً پانچ سو برس پہلے بدھ مت کا بانی اول
 گوتم بدھ ہندوستان میں پیدا ہوا۔۔۔۔۔ اس نے واضح الفاظ میں سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کئی پیش گوئیاں کی ہیں۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک
 یہ بھی ہے:۔

میرے بعد ایک اور پیغمبر ”میتریا“ آئے گا ۴۲

سنسکرت میں ”میتریا“ کے معنی رحیم، مہربان یا رحمت عالم اور مہربان عالم کے ہیں ۴۳۔ قرآن حکیم میں صاف لفظوں میں آپ کو ”رحمۃ للعالمین“ کہا گیا ہے جب گوتم بدھ کا انتقال ہونے لگا تو اس کے خادم نے پوچھا کہ اس کے بعد ان کی کون رہنمائی کرے گا؟۔ گوتم بدھ نے جو جواب دیا اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک نشانی بتادی تاکہ کسی شک کرنے والے کے دل میں شک نہ رہے۔ اُس نے کہا:-

● میں ہی اکیلا رسول نہیں ہوں جو دنیا میں آیا اور نہ میں آخری رسول

● ہوں ۴۵۔ اپنے وقت پر ایک سول آئے گا۔

● مقدس نور علی نور

● جو علم و حکمت کی تعلیم دے گا؛

● جو قدرت کے سارے غیبوں سے واقف ہوگا۔

● جو سراپا شان ہی شان ہوگا۔

● جو نوع انسانی کا ایک مثالی قائد ہوگا اور جن و انس کا معلم

● وہ الہی حقیقیں اس طرح کھولے گا جس طرح میں کھولتا ہوں

● وہ اپنے مذہب کی تبلیغ کرے گا

● حقیقت میں اس کا مذہب بہترین مذہب ہوگا

● وہ شان و شوکت اور فضل و بزرگی کی انتہائی بلندیوں تک پہنچ جائے گا

● وہ میری طرح سچائی کی زندگی گزارے گا

● اس کے پیروکار ہزاروں کے حساب سے بڑھیں گے

● وہ سراپا رحمت ہی رحمت ہوگا ۴۶۔

گوتم بدھ نے ایک ایسی بھی پیش گوئی کی ہے جو ہر شک کرنے والے کے دل سے شکوں

و شبہات کے سارے خس و خاشاک دور کر دیتی ہے۔ سنئے وہ کیا کہتے ہیں:-

اس کی وحی بڑی فصیح ہوگی، جو اس کو سنیں گے وہ سن سن کر کبھی نہ
تھکیں گے بلکہ زیادہ سے زیادہ سنا چاہیں گے۔

قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ بار بار پڑھا جاتا ہے اور بار بار سننے کو دل چاہتا ہے۔
— دنیا کی کسی کتاب میں یہ خوبی نہیں، ایک دو بار پڑھ کر جی اکتانے لگتا ہے

مگر قرآن بار بار پڑھا جاتا ہے، بار بار سنا جاتا ہے — ہیری، ڈرومن، چیمبر
اور پال وغیرہ ماہرین کتب مذاہب نے قرآن حکیم کی اس خوبی کا بطور خاص ذکر کیا

— ہے۔

۹۶ء میں سنیٹ پال نے اپنے مشاہدات و مکاشفات اس طرح بیان کئے :-

میں آسمان کھلا ہوا دیکھ رہا ہوں — دیکھو دیکھو ایک سفید

گھوڑا — جو اس پر سوار ہے اس کو ”صادق“ و ”امین“ کہا جاتا

ہے وہ سچائی سے انصاف کرے گا اور سچائی کے لئے جنگ کرے گا۔

علامہ ابن جوزی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد پر اپنے تاثرات

بیان کرتے ہوئے سیر و حدیث کی حقیقتوں کو کس خوبی سے سمیٹا ہے، وہ فرماتے ہیں :-

ہر ایک نبی اپنے رب کے حضور (اس لوز محمدی سے) توسل کر کے پناہ مانگتا

رہا — چنانچہ سیدنا آدم علیہ السلام کی توبہ انھیں کے وسیلے سے قبول ہوئی

اور حضرت ادریس علیہ السلام کو انھیں کی وجہ سے مقام بلند میں رف

کیا گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی میں انہیں کا وسیلہ پکڑا اور حضرت

یونس علیہ السلام نے اپنی دعا میں اسی وسیلے پر اعتماد فرمایا حضرت ابراہیم

خلیل اللہ علیہ السلام انھیں کو شفیع لائے اور حضرت ایوب علیہ السلام

نے انہیں کے واسطے سے تضرع و زاری کی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اپنی قوم کو انھیں کی منزلت اور مرتبت سے روشناس کرایا اور انہوں

نے رب سے دعا مانگی کہ میں ان کا وزیر اور امتی بنوں اور حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں کے وجود باجود کی بشارت دی اور آپ

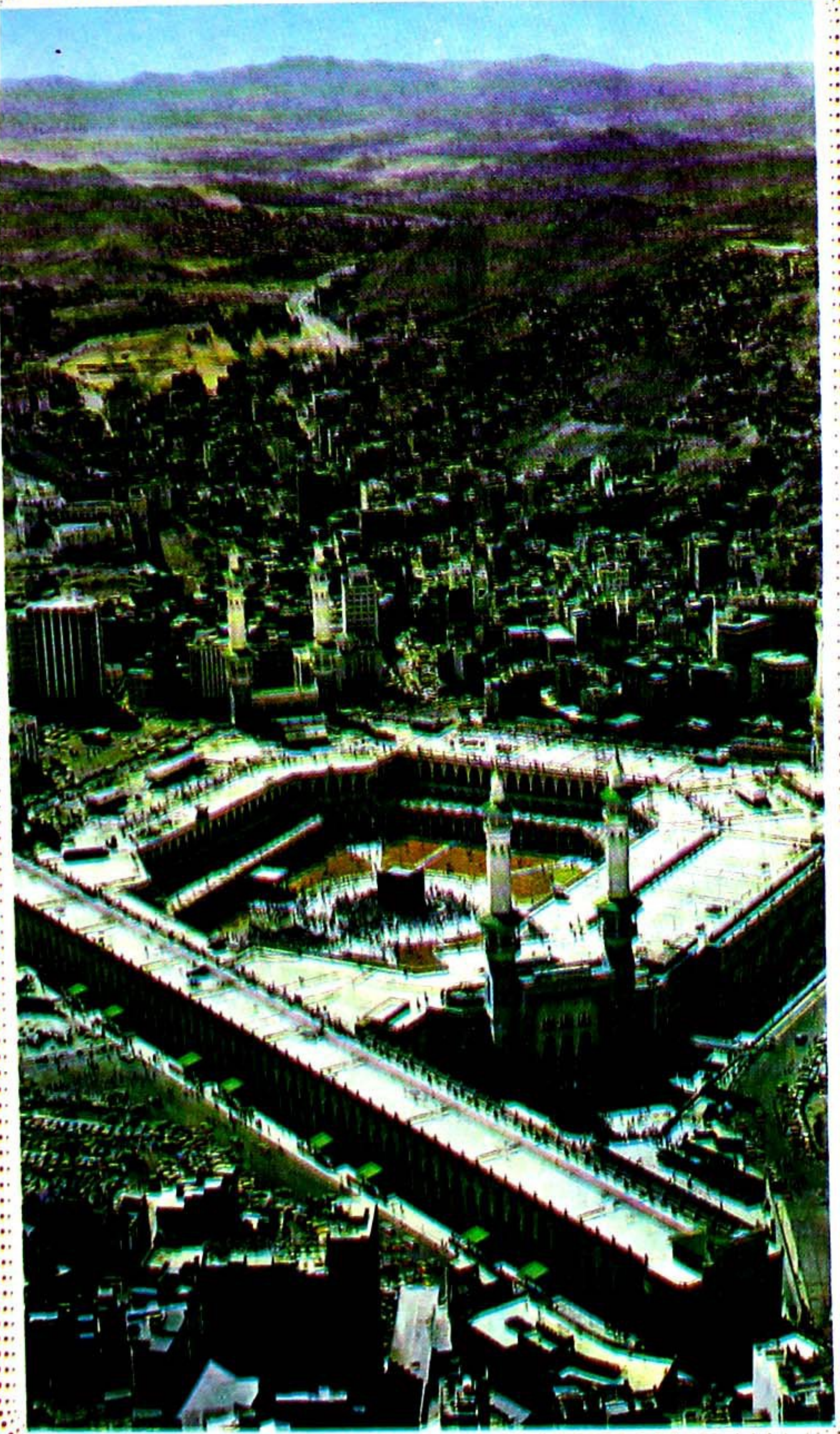
کی تشریف آوری کے زمانے تک قائم و زندہ رہنے کی مہلت
مانگی۔ اور استدعا کی کہ وہ آپ کے معاون و مددگار
بنیں؛

علماء یہود یعنی احبار نے آپ کی تشریف آوری کی خبریں
دیں اور اہل کتاب کے عابدوں اور راہبوں نے آپ کے ظہور سراپا
سرور کی بشارتیں دیں اور غیبی ہاتھوں نے آپ کے ذکر مبارک،
ولادت باسعادت کی منادی کی اور جنات آپ کی رسالت نبوت
پر ایمان لائے ۵۔

وَمَا أَرْسَلْنَا
رَبِّكَ إِلَّا
رَحِيمًا



ظہورِ قدسی



مکہ مُعَظَّمَه کا ایک فضائی منظر

Marfat.com



جس کی آمد آمد کے ذکر اذکار قرونوں سے چلے آ رہے تھے۔ جس کے لیے یہ سارا سنسار سجایا تھا۔ جس کا انتظار کرتے کرتے دنیا والوں کی آنکھیں پتھر گئی تھیں۔ جس کے لیے سارا عالم چشم براہ تھا۔ اب اس کی ولادت باسعادت کی گھڑی قریب آ رہی ہے۔ زمانہ کر ڈٹ بدل رہا ہے۔ ستارے چمک رہے ہیں۔ چاندنی کھل رہی ہے۔ سینے سینے۔ ملا کی نبی کیا فرما رہے ہیں :-

ہاں عہد کار رسول جس کے تم آرزو مند ہو آٹے گا پر اس کے آنے کے دن کی کس کو تاب ہے؟ اور جب اس کا ظہور ہوگا کون کھڑا رہ سکے گا؟

اور حضرت داؤد علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

وہ آ رہا ہے۔ وہ زمین کی عدالت کرنے کو آ رہا ہے۔ وہ صداقت سے جہاں کی اور اپنی سچائی سے قوموں کی عدالت کرے گا۔ ۲

اور سینے سینے اللہ کے برگزیدہ رسولوں کی یہ کیا آدازیں آ رہی ہیں :- آئے گا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے آسمانوں کو جمال سے چھپائے گا۔ اس کی ستائش سے زمین بھر جائے گی۔ ۳

رب سینا سے آیا۔ ساعیر سے چمکا اور جبل فاران سے ظاہر ہوا۔ ۵

اور سینے حضرت اشعیاہ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

- لے آسمان کان بن جا اور لے زمین خاموش ہو جا!
- لے پہاڑوں سب دم بخود ہو کر سنو!
- بنی اسماعیل میں سے ایک پیغمبر پیدا کروں گا جو پھرے کانوں کو سننے والا بنادے اور اندھی آنکھوں کو بینا کر دے۔
- جو دل پردے میں چھپے ہوئے ہیں ان کے پردے اتار پھینکے اور باہر لے آئے۔

● اس کی پیدائش کی جگہ مکہ ہوگی اور اس کی ہجرت کی جگہ طیبہ (مدینہ) ہوگی اور دیکھئے ویسا س جی کیا کہہ رہے ہیں :-

دس عرب میں ایک خوشنما ستارہ ہوگا۔ ان ہونی باتیں اس سے ظہور میں آئیں گی۔ ساتویں صدی میں پیدا ہوگا۔ اندھیری رات میں مثل چار آفتاب چمکے گا۔ اس کے چار خلیفہ ہوں گے۔ اس کی نسل بہت بھاری ہوگی۔ اس کے دین کے جاری رہنے تک جو کوئی خدا تک پہنچنا چاہے گا، بغیر محمد کے وسیلے کے پار نہ ہوگا۔ ہاں اس خوشنما ستارے کا سب قوموں کو انتظار تھا۔ حضرت علیؑ السلام مسلمانوں کے ایک مجمع میں تقریر فرما رہے ہیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی بشارت دے رہے ہیں، حاضرین جوش و خروش میں ہیں اور بے تابانہ التجا میں کہہ رہے ہیں، دعائیں کر رہے ہیں۔

اے اللہ! اپنے رسول کو بھجھئے! لے محمد! دنیا کی نجات کے لئے جلد آئیے۔

ہاں اُس دن کا انتظار ہے جو سب دنوں کا سرتاج ہے۔ وہ آپس میں مبارک بادیں دے رہے ہیں اور بیباختہ کہہ رہے ہیں :-
مبارک ہو وہ دن جس دن تو اس دنیا میں تشریف فرما ہو۔
ہاں گھڑی قریب آرہی ہے۔ عبدالمطلب خواب دیکھ رہے ہیں :-

ان کے ہاتھ میں ایک تناور درخت ہے جس کا سر آسمان سے لگا ہے۔۔۔ اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔۔۔ ایسی روشن و تابناک کہ کوئی روشنی اس سے زیادہ روشن نہ دیکھی۔۔۔ یہ روشنی آفتاب سے ستر گنا سے زیادہ روشن ہے۔۔۔ عرب و عجم اس کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔۔۔

خواب بہت طویل اور بڑا معنی خیز ہے۔۔۔ جب عبدالمطلب نے نجومیوں کے سامنے بیان کیا تو انھوں نے کہا:-

اگر تیرا خواب سچا ہے تو تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے زیر نگین مشرق و مغرب ہوں گے اور تمام انسان اس کے مطیع و فرمانبردار ہوں گے۔۔۔

ادھر دادا کو خواب میں بشارتیں مل رہی ہیں ادھر والدہ کو خواب میں خوش خبریاں مل رہی ہیں۔۔۔ خواب میں ایک آنے والا آیا جو یہ کہہ رہا ہے:-

● تمہارے بطن میں اس امت کا آقا ہے۔

● ان کے ساتھ ایک ایسا نور ظاہر ہوگا جس سے سر زمین شام کے مقام بصری کے محلات روشن ہو جائیں گے۔

● جب وہ تشریف لائیں ان کا نام محمد رکھنا۔

● ان کا نام توریت و انجیل میں احمد ہے۔

● تمام اہل زمین و آسمان ان کے مدحت سرا ہیں۔۔۔

حلیمہ بنت ابی ذریب نے دو سال دودھ پلایا۔۔۔ برکتوں اور رحمتوں

کو دیکھ کر اور رکھنے کو دل چاہا۔۔۔ مکہ جا کر آمنہ سے اجازت لیکر آئیں۔

شق صدر کا عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔۔۔ حلیمہ کھرا گئیں

ہیں بچے پر ادپری اثر نہ ہو۔۔۔ فوراً ساتھ لے کر واپس لوٹیں۔۔۔
 آئینہ حیران کہ کچھ دن نہ ہوئے تھے کہ اجازت لے کر گئیں نہ معلوم پھر کیوں لے
 آئیں۔۔۔ جلمہ نے واقعہ شوق صدر کچھ اس طرح سنایا جیسے وہ بچے سے
 ڈری ہوئی ہوں۔۔۔ آئینہ جلال میں آگئیں اور فرمایا :-

تم اس بچہ پر شیطان کا خوف کرتی ہو، ہرگز نہیں، خدا کی قسم
 جب یہ بچہ میرے شکم میں آیا تو میں نے دیکھا کہ ایک نور مجھ سے
 نکلا جس کی وجہ سے شام کے محل دکھائی دینے لگے ۱۳۔

یہ اس خواب کی تعبیر تھی جو ظہور قدسی سے قبل حضرت آئینہ نے دیکھا
 تھا۔۔۔ سنئے سنئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں :-

میں ابراہیم کی دعا اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔۔۔ میں جس
 وقت بطنِ مادر میں آیا، میری ماں نے دیکھا کہ اُن سے ایک نور
 ظاہر ہوا جس سے بصرائے شام چمک اٹھا ۱۴۔

ستارے چمک رہے ہیں، چاندنی رات ہے، ہر طرف سناٹا ہے، صبح اپنے
 چہرے سے گھونگٹ اٹھانے والی ہے کہ اچانک خاموش فضاؤں میں ایک آواز
 بلند ہوئی۔۔۔ سب نے سنی، سب متوجہ ہوئے۔۔۔ ایک عینی شاہد
 حضرت ابوالنعیم صحابی نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اس تاریخی واقعہ
 کا یوں ذکر فرمایا :-

میں سات برس کا تھا، ایک دن پچھلی رات کو وہ سخت آواز آئی کہ
 ایسی جلد پہنچنے والی آواز میں نے کبھی نہ سنی تھی۔ کیا دیکھتا ہوں
 کہ مدینہ کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں آگ کا
 شعلہ لئے چیخ رہا ہے۔۔۔ لوگ اُس کی آواز پر جمع ہو گئے
 وہ بولا :-

یہ احمد کے ستارے نے طلوع کیا۔۔۔ یہ ستارہ کسی نبی ہی

کی پیدائش پر طلوع ہوتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے
کوئی باقی نہیں ۱۵۔

قبیلہ بنی عبدالاشہل میں مالک بن سنان صحابی نے یوشع یہودی
کو یہی خوش خبری سنائی تھی۔ پھر وہ قبیلہ بنی قریظہ میں گئے تو وہاں
زبیر بن باطایہ بھی خوش خبری سنا رہا تھا ۱۶۔

غیص نامی ایک شامی راہب اس خیال سے مکہ مکرمہ میں آکر بس
گیا کہ آپ کی آمد آمد کا وقت قریب آ رہا تھا ۱۷۔ وہ آپ کے انوار سے
منور ہونا چاہتا تھا۔ حسن اتفاق سے جس روز آپ کی ولادت باسعادت
ہوئی اسی روز عبدالمطلب اس سے ملنے گئے۔ دیکھتے ہی کہنے لگا:

بیشک وہ لڑکا جس کے متعلق میں تمہیں باتیں سناتا تھا آج
پیر کے دن پیدا ہو چکا ہے اور بحیثیت نبی ان کی بعثت بھی
پیر کے دن ہوگی اور ان کا وصال بھی پیر کے دن ہوگا۔

اور آج کی رات ان کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔

پھر کہا:

”آپ اس کے جدا مجدد ہیں“ ۱۸

جب آپ عالم آب و گل میں تشریف لائے ایک نور پھوٹا۔
عبدالمطلب نے بچے کے بتوں کو سرنگوں ہوتے دیکھا۔
قصر کسریٰ کے چودہ کنگرے زمیں بوس ہوتے دیکھے گئے۔
آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا ان کی آن میں ٹھنڈا
ہو گیا ۱۹۔

ایک عاشق صادق، عارف کامل، فاضل اجل نے کیسی وارفتگی اور
شیفتگی کے ساتھ اور کس والہانہ پن سے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم
کی آمد آمد کا نقشہ کھینچا ہے۔ سنئے سنئے، وہ کیا کہہ رہا ہے:-

جب زمانہ ولادت کا قریب آیا، تمام ملک و مملکت میں میلادِ کھتی،
 عرش پر میلادِ کھتی — فرش پر میلادِ کھتی — ملائکہ
 میں مجلس میلاد ہو رہی تھی — خوشیاں مناتے حاضر آئے ہیں
 سر جھکائے کھڑے ہیں — جبرئیل و میکائیل حاضر ہیں
 — اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ
 ساری برات بنائی گئی ہے — سبع سہوت میں —
 عرش و فرش پر دھوم ہے۔ وہ عظیم مقتدر جو چھ ہزار برس
 پیشتر بلکہ لاکھوں برس سے ولادت محبوب کے پیش خیمے تیار فرما رہا
 ہے اب وقت آیا ہے کہ وہ مراد المرادین ظہور فرمانے والے ہیں۔
 (سید ریاست علی قادری: امام احمد رضا کے نثری شہ پارے، مطبوعہ کراچی، ص ۸۱)



ظہورِ قدسی مکہ معظمہ میں ہوا — حقیقت یہ ہے کہ اس شہر کو
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے شرف ملا — یہ زمین
 اللہ نے بنائی — ساری زمین اسی نے بنائی مگر اس زمین کو کیوں امتیاز
 بخشا گیا — ملائکہ کی اس طرف نظر — آدم علیہ السلام کی اس
 طرف نظر — ابراہیم علیہ السلام کی اس طرف نظر — پہلے فرشتوں
 نے یہاں بیت اللہ بنایا، پھر آدم علیہ السلام نے — پھر ابراہیم علیہ السلام
 نے — نشان مٹ رہا ہے لیکن بار بار بنوایا جا رہا ہے — بار بار حجاج
 کو پکارا جا رہا ہے — کوئی تو آنے والا ہے — یہ کس کا اہتمام ہے
 — اس سر زمین پر اب تک تو کوئی نبی اور رسول پیدا نہ ہوا — ہاں
 پھر وہ آیا جس کو آنا تھا — جس کے لئے اس شہر کو سارے عالم کا مرکز بنایا
 تھا — جب وہ آیا تو رب کریم نے محبت کی نظر ڈالی اور فرمایا:۔

مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو
تھکے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی قسم کہ تم ہو۔! ۲۰۔
سارے انبیاء بشارتیں دیتے آئے، سارے رشتی خوش خبریاں سناتے آئے،
حد تو یہ ہے کہ شہر مکہ کی نشاندہی ظہور اقدس سے ہزاروں سال پہلے کر دی گئی
ہاں اس دیار مقدس کو مشرف کرنا تھا کہ صاحب شرف آنے والا تھا
ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پراٹ کو دیکھئے وہ کیا کہہ رہی ہے۔
وہ ہم کو حیرت میں ڈال رہی ہے۔۔۔ ظہور قدسی سے پانچ چھ ہزار برس
پہلے کی بات ہے۔۔۔ آج یا کل کی بات نہیں۔۔۔ سنئے سنئے :-

پیغمبر کی ولادت امن والے شہر مکہ (شہنشل) میں سب سے بڑے
سردار (پروہت) کے ہاں ۱۲ ربیع الاول (شکل پیکچہ) کو ہوگی
باپ کا نام عبداللہ ۲۲ (ویشنویش) ہوگا، ماں کا نام آمنہ (سوئی)
ہوگا ۲۳۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے :-

هذا الشهر في الاسلام فضل
ربيع في ربيع في ربيع
ظهور في ظهور في ظهور
ومنقبه تفوق على الشهور
ونور فوق نور فوق نور
سرور في سرور في سرور ۲۵

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۵۶۹ھ ۲۶ (مطابق ۸۸۱ھ
اسکندرائی مطابق ۳۱۴ھ قبٹیہ) میں ہوئی۔۔۔ ابن ہشام لکھتے ہیں :-

سیدہ حضرت آمنہ کے ہاں دو شبینہ کی درخشندہ شب میں اس نور
کا ظہور ہوا۔۔۔ یہ نور واقعہ اصحابِ نبیل کے سال ماہ ربیع الاول
میں عالم تاب ہوا ۲۷۔

حضرت عثمان بن العاص نقضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

جس رات حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریف آوری ہوئی میری والدہ

حضرت آمنہ کے پاس حاضر تھیں، وہ بیان کرتی ہیں، گھر کی جس
چینر پر نظر ڈالتی وہ پر نور نظر آتی — میں ستاروں پر نگاہ
ڈالتی تو کیا دیکھتی کہ وہ اس گھر سے قریب آ رہے ہیں —
اس حد تک کہ میں بول پڑی کہ ستارے میرے اوپر ہی گر
پڑیں گے ۲۸ —

مخزوم ہانی مخزومی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں (جن کی عمر اس وقت ۱۵۰ برس کی
ہو چکی تھی) کہ جب وہ رات آئی جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور فرمایا:

- — ایوان کسری زلزلے میں آگیا
- — اس کے چودہ کنگرے گر پڑے
- — آتش فارس جو ہزار برس سے نہ بجھی تھی، بجھ کر رہ گئی
- — دریائے ساوہ خشک ہو گیا ۲۹ —

بیشک ظہورِ قدسی کی رات کوئی معمولی رات نہ تھی — علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری والی رات بڑی مقدس،
بڑی مبارک، بڑی عظیم اور بڑی پُر نور رات تھی ۳۰ —

علامہ ابن جوزی نے شبِ میلاد کو شبِ قدر سے بھی افضل فرمایا ہے، وہ فرماتے ہیں:
بے شک شبِ میلاد شبِ قدر سے بھی افضل ہے اس لئے کہ شبِ قدر حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کی گئی جب کہ شبِ میلاد خود آپ کے ظہور کی رات
ہے اور ظاہر ہے کہ جس رات کو ذاتِ اقدس سے شرف ملا وہ اس رات سے ضرور
افضل ہوگی جو آپ کو دینے جانے کی وجہ سے شرف والی ہے ۳۱ —

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتاب ماہیت بالسنة
میں امام قسطلانی سے یہی الفاظ نقل فرمائے ہیں ۳۲ —

شبِ ولادت خوشی کا عجب سماں تھا — جب ولادت باسعادت
کی خوشخبری سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو لہب کو اس کی کینز ثویبہ

نے سنائی تو ابو لہب نے خوشی میں اس کو آزاد کر دیا۔۔۔۔۔ جب ابو لہب
مرگیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا، ابو لہب نے بتایا کہ وہ
بہت تکلیف میں ہے لیکن پیر کے دن تھوڑا سا سیراب کیا جاتا ہے ۳۳۔۔۔ اس
کی وجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بتائی :-

یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے
اور ثورئیمہ نے ابو لہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی
خوش خبری سنائی تو ابو لہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا ۳۵۔۔۔

امام ابن جریری نے اس واقعہ سے بڑا لطیف نکتہ نکالا ہے۔۔۔ وہ
سُرا تے ہیں :-

شب میلاد کی خوشی کی وجہ سے جب ابو لہب جیسے کافر کا یہ حال ہے
(کہ اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے) حالاں کہ ابو لہب ایسا کافر
ہے کہ جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے امتی مومن و مومنین کا کیا حال ہو گا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور
طاقت کے مطابق خرچ کرتا ہے۔۔۔۔۔ قسم ہے میری زندگی
کے مالک کی کہ اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل
عمیم سے جناتِ نعیم میں داخل کرے ۳۶۔۔۔



ہاں جشن کی وہ رات، راتوں کی ستراج۔۔۔۔۔ رشکِ شب قدر۔۔۔
نازشِ لیلۃ القدر۔۔۔۔۔ ہاں اُس رات سنا کے چمک رہے تھے۔۔۔
چاندنی کھل رہی تھی۔۔۔۔۔ نور کی چادر پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ فضائیں مہک رہی
تھیں، ہوا میں چل رہی تھیں، خاموشیاں مسکرا رہی تھیں۔۔۔۔۔ وہ آنے والا

پیکر بشری میں آرہا تھا۔۔۔ ہاں رات گزر گئی، وہ آگیا۔۔۔ صبح ہو گئی، ہر طرف
چہل پہل ہے۔۔۔ ہر طرف خوشیاں ہی خوشیاں ہیں۔۔۔ ماں خوش ہو رہی
ہیں۔۔۔ دادا عبدالمطلب مسکرا رہے ہیں۔۔۔ چچاؤں کی دل کی کلیاں کھل
رہی ہیں۔۔۔ خوشی میں باندیوں کے بندھن کھل رہے ہیں۔۔۔ سدا کے ایسروں
کو آزادیاں مل رہی ہیں۔۔۔ اللہ اللہ! وہ پیارا، ماں کا دلارا، سیدہ کاروں
کا سہارا کیا آیا عالم میں بہار آگئی۔۔۔ اُس کی آمد آمد کی ساتویں دن خوشی منائی
گئی۔۔۔ دادا نے نام رکھا۔۔۔ محمدؐ۔۔۔ مگر یہ نام تو قرون پہلے
رکھا جا چکا تھا۔۔۔

سندھ کے مشہور عالم علامہ محمد ہاشم ترمذی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے
فانت الذی ستماک ربی محمدؐ واعطاک عفراً ناداراً المقامتہ
(تحفة الزائرین ج ۴، ص ۲۷۷)

دلوں پر نقش بنانے والے نے ہی نام نقش کیا جو اُس نے رکھا تھا۔۔۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :-

تخلیق کائنات سے پچاس ہزار برس قبل لوح محفوظ میں یہ لکھا گیا۔
”بیشک محمد خاتم النبیین ہیں“ ۳۸ (صلی اللہ علیہ وسلم)

جبھی تو آدم (علیہ السلام) نے جب آنکھ کھولی تو سر عرش ہی نام لکھا ہوا دیکھا،
اسی نام کے وسیلے سے اُن کی لغزش سے درگزر کیا گیا۔۔۔ ویدوں میں، پراٹوں میں
تندراؤستا میں، توریت میں، انجیل میں ہر جگہ اُس کا نام نامی ہے۔۔۔ اتھروید
میں یہ آواز گونج رہی ہے :-

اے لوگو! کان کھول کر سنو، ”محمدؐ“ لوگوں میں مبعوث ہوگا، اس کی

بلند و بالا حیثیت آسمانوں کو چھو لے گی اور آسمانوں کو نیچا کر دے گی ۴۰

رگ وید میں نام ”محمدؐ“ کی گونج سنائی دے رہی ہے ۴۱۔۔۔ اور بھوشیہ پراٹ

میں دنیا کو یہ پیغام دیا جا رہا ہے :-

_____ ایک بدیسی رسول اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئیرکا، اس کا نام ”محمد“ ہوگا ۴۲۔
 اور آتش پرستوں کی کتاب زنداوستا میں ہے:۔

اُس کا نام فاتح ہریان، اُس کا نام استوت اربتا (محمد) _____ وہ
 رحمت مجسم ہوگا، کیوں کہ وہ جہاں کے لئے رحمت ہوگا ۴۳۔
 ظہور قدسی سے تقریباً ڈھائی ہزار برس پہلے اُس وعدہ کرنے والے نے حضرت
 ابراہیم علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا جس کا وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا کہ اُن کے بیٹے
 اسماعیل (علیہ السلام) کی صلب سے شریعت لے کر ایک نبی آئے گا جس کا نام ”محمد“
 ہوگا ۴۴۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے جب سوال کیا گیا کہ آنے والے نبی کا کیا نام ہوگا۔
 _____ تو انھوں نے بتایا تھا:۔

اُس کا نام ”محمد“ ہوگا کیوں کہ اللہ نے جس وقت اُس کی روح پیدا
 کی یہی نام رکھا تھا ۴۵۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام ”احمد“ بھی ہے، یہ نام بھی ماضی کے
 دُھند لکوں میں چمکتا دملکتا نظر آ رہا ہے۔ _____ چنانچہ سَام وید میں نام ”احمد“
 موجود ہے ۴۶۔ اور انجیل میں بھی یہ نام موجود ہے جس کی تصدیق قرآن سے بھی ہوتی
 ہے ۴۷۔ انجیل میں لفظ فارقلیط ۴۸ آیا ہے جس کا ترجمہ عربی میں احمد بھی ہو سکتا
 ہے اور محمد بھی۔ _____ امام مالک، بخاری، مسلم، دارمی، ترمذی، نسائی وغیرہ نے
 ایسی روایات نقل کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام احمد بھی تھا ۴۹۔
 حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بھی نعتیہ شعر میں اس نام کو باندھا ہے، شعر کا ترجمہ ہے
 اللہ نے اور اس کے عرش کے گرد جھمکھا لگائے ہوئے فرشتوں نے اور
 سب پاکیزہ ہستیوں نے بابرکت ”احمد“ پر درود بھیجا ہے ۵۰۔

وہ نور جو خلیق کائنات سے پہلے _____ بہت پہلے پیدا ہوا تھا، جو اپنا
 طویل سفر طے کر کے پیکرِ بشری میں اس عالم آب و گل میں ظاہر ہوا تھا _____ جس کی

آمد آمد کا غلغلہ نہ معلوم کب سے بپا تھا۔ جس کا نام نامی کا چرچا نہ جانے کب سے ہو رہا تھا۔ ہاں احمد مجتبیٰ، ہاں وہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) جہانِ رنگ و بو میں تشریف لائے ہیں۔ حیاتِ طاہری کی منزلیں طے فرما رہے ہیں۔ بچپن، ماشاء اللہ! لڑکپن، سبحان اللہ! جوانی، نور علی نور۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس نورانی جوانی کا کیسا پیارا نقشہ کھینچا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کے جھرد کوں سے وہ عالم بالا میں جھانک رہے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے انھوں نے دو عالم کے دولہا کو دیکھا ہو۔ بیشک دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ میں نے دیکھا اور ہرنبی نے دیکھا ۵۱۔ سینے سینے دیکھئے دیکھئے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں، یوں محسوس ہوتا ہے صد کھچی ہے سامنے تصویر یار، کیا کہنا!

میرا دوست۔۔۔ نورانی، گندم گوں۔ ہزاروں میں سردار ہے۔۔۔
 اُس کا سر ہیرے کی طرح چمک دار ہے۔۔۔ اُس کی زلفیں مثل
 کوٹے کے کالی۔۔۔ اُس کی آنکھیں ایسی ہیں جیسے پانی کے کٹڈل پر
 کبوتر۔۔۔ دودھ میں دھلی ہوئی۔۔۔ ننگنے کے مانند جڑی ہوئی
 اُس کے رخسار ایسے ہیں جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھانی
 ہوئی اور چکلے پر خوشبودار گڑی ہوئی۔۔۔ اُس کے ہونٹ پھول
 کی پنکھڑیاں، جن سے خوشبو ٹپکتی ہے۔۔۔ اُس کے ہاتھ ہیں سونے
 سے ڈھلے ہوئے اور جواہر سے جڑے ہوئے۔۔۔ اُس کا پیٹ
 جیسے ہاتھی دانت کی تختی۔۔۔ جواہر سے لپی ہوئی۔۔۔ اُس کی
 پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے ستون، سونے کی بیٹھکی پر جڑے ہوئے
 اُس کا چہرہ مانند ماہتاب جواں۔۔۔ مانند صنوبر کے اُس
 کا گلا نہایت شیریں۔۔۔ اور وہ بالکل محمد (تعریف کیا گیا) ہے۔

یہ ہے مراد دست میرا محبوب ————— اے بیٹو !
یروشلم کی ! ۵۲ —————



حسن و جمال کا یہ دانا ————— جس نے سارے عالم کو حسن و جمال کی بھیک
بانٹی ————— جس کے صدقے کائنات کے ذرے ذرے پر نکھار آیا —————
جو کائنات کا سنگھار ہے ————— دیکھئے دیکھئے، آگے قدم بڑھا رہا ہے۔
رُخ سے پردہ اٹھانے والا ہے ————— جلوہ دکھانے والا ہے۔
مگر وہ تو آدم (علیہ السلام) کی تخلیق سے پہلے بھی نبی تھا —————
دیکھنے والوں نے اُسے دیکھا بھی تھا ————— مگر ہم نے نہ دیکھا تھا —————
ہم کو دکھایا جانا تھا ————— اسی لئے نہ معلوم کب سے اُس کی سالت
ختمیت کی بات ہو رہی تھی ————— اُس کے آنے سے صدیوں پہلے اُس کے آنے
کی خبریں دی جا رہی تھیں ————— ذرا ماضی کی طرف چلئے، دور —————
بہت دور ————— سینے سینے، نو عمری کا زمانہ ہے، چچا کے ساتھ
شام کے سفر پر جا رہے ہیں، اچانک بچرہ راہب کی نظر پڑتی ہے، بسیاختہ پکار
اٹھتا ہے کہ یہ بچہ وہی نبی ہے جس کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی ۵۳ —————
پھر جب جوانی میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تو لسطور راہب
کی نگاہ پڑ گئی وہ بھی پکار اٹھا آپ اس امت کے نبی ہیں ۵۴ ————— خود
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں :-

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک میں خاتم النبیین ہو چکا تھا اور
آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے ۵۵ —————

صحابہ نے عرض کیا، آپ کو نبوت کب عطا ہوئی ————— فرمایا :-
میں اُس وقت بھی نبی تھا جب کہ آدم (علیہ السلام) ابھی روح

اور جسم کے درمیان تھے ۵۶

کعبہ جبار یہودی عالم تھے جن کو صحابیت کا شرف ملا — وہ فرماتے ہیں کہ باپ نے تورات کی تعلیم دی مگر تورات کا ایک باب نہ پڑھایا، اس کو صندوق میں رکھ کر تالا ڈال دیا تھا، اُن کے مرنے کے بعد جب کھول کر دیکھا تو وہ تورات کا باب سفر تھا اور اس میں لکھا تھا:۔

○ — ایک پیغمبر آخر زمانے میں مبعوث ہوگا

○ — بال چھوڑے گا اور اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے گا

○ — اور سنگی کمر پر باندھے گا

○ — اس کی جائے پیدائش مکہ ہوگی

○ — اور ہجرت کا مقام طیبہ (مدینہ) ہوگا ۵۷

اللہ اللہ! کیسی واضح نشانیاں ہیں، ان علامتوں نے شک و شبہ کی گنجائش ہی

نہ چھوڑی — آپ کانوں کی لوتک سر کے بال رکھتے تھے، وضو فرماتے تھے، تہیند

باندھتے تھے — آپ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں ہوئی اور آپ نے

مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی — تاریخ و سیر میں یہ تمام باتیں ریکارڈ ہیں ۵۸ —

کعبہ جبار سے جب حضرت عطاء تابعی نے دریافت فرمایا کہ تورات میں سرکار

دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی بشارت ہے، تو انھوں نے فرمایا، ہاں —

— پھر یہ عبارت سنائی:۔

دیکھ میرا بندہ، جسے میں سنبھالتا، میرا برگزیدہ جس سے میرا جی راضی —

— میں نے اپنی روح اس پر رکھی — وہ قوموں کے درمیان

عدالت جاری کرے گا — وہ نہ چلائے گا، نہ اپنی صدا بلند کرے گا

اور نہ اپنی آواز بازاروں میں سنائے گا ۵۹ —

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وہ خوبی ہے جس کو محمد بن نے ریکارڈ کیا بلکہ آپ

کے حضور میں آنے والے ہر شخص کو قرآن حکیم نے ہدایت فرمائی کہ وہ آواز بلند نہ کرے ۶۰ —

یہودیوں کو توریت کی بشارتیں یاد تھیں جبھی تو وہ آنے والے پیغمبر کی حمایت سے کفار و مشرکین مکہ کو شکست دینے کی تدبیریں سوچتے تھے۔ حضرت عمر بن قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُن کے قبیلے کے لوگ بیان کرتے تھے کہ یہودیوں سے جب لڑائی ہوتی وہ کہتے جو پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے اُس کی بعثت کا وقت قریب آ گیا ہے ہم اُس کے ساتھ مل کر تم کو قوم عاد و ارم کی طرح تہس نہس کر دیں گے۔ ۶۱۔

سترآن حکیم نے بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہودیوں کے اس غائبانہ ایمان و یقین کا اس طرح ذکر فرمایا ہے :-

آپ کی تشریف آوری سے قبل (یہودی) آپ کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے ۶۲۔

توریت میں آپ کی بعثت کا ذکر ہے ہی مگر ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں جو بعثت محمدی سے ہزاروں برس پہلے مدون ہوئیں، آپ کی آمد آمد کا ذکر ہے چنانچہ بھوشیہ پراٹ میں ہے :-

○ — کل جگ میں "سرب انما" (محمد) پیدا ہوں گے

○ — جن کے سر پر بادل سایہ کرے گا

○ — اُن کے جسم کا سایہ نہ ہوگا

○ — اُن کے جسم پر مکھی نہ بیٹھے گی

○ — وہ زمین کو لپیٹ جائیں گے

○ — دنیا کے لئے کچھ تلاش نہ کریں گے

○ — تمام عمر کم کھائیں گے

○ — وہ اللہ کے محبوب ہوں گے ۶۳۔

اللہ اللہ! کیسی واضح نشانیاں ہیں، احادیث کو دیکھتے جائیے اور

ایک ایک خوبی گنتے جائیے۔۔۔ صرف ان علامات پر احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک وسیع مقالہ مرتب ہو سکتا ہے۔۔۔

مہادیو جی جب دنیا چھوڑ کر اپنی بیوی پاربتی جی کے ساتھ کیلاش پہاڑ پر جانے لگے تو پاربتی نے آنے والے پیغمبر کی نشانیاں پوچھیں، مہادیو جی نے جواب دیا:-

- — وہ اللہ کی پسندیدہ زمین پر پیدا ہوں گے
- — وہ ختنہ کئے ہوئے پیدا ہوں گے
- — صرف اُن کے منہ اور سر پر بال ہوں گے
- — جو پوجبا اُن کی قوم کرتی ہوگی، وہ نہ کریں گے
- — سوائے اللہ کے کسی طرف رجوع نہ کریں گے
- — اُن کی قوم اُن سے جدا ہو جائے گی
- — اُن کا سنہ لکھا جائے گا ۶۴

اللہ اللہ! آپ کی ذات قدسی میں ایک ایک علامت موجود تھی — آخری علامت سنہ ہجری ہے جو اب تک چلا آ رہا ہے اور نہ معلوم کب تک چلنا ہے گا۔ یونانی فلسفی سقراط نے جو پیش گوئی کی اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے آسمانی کتابوں کو یقین کی آنکھ سے دیکھا تھا اور دل سے مانا تھا، — وہ کہتا ہے:-

ایک ہدایت یافتہ پیغمبر ہماری دنیا کے لئے یکہ و تنہا ہو کر ظاہر ہوگا۔

— میں اسی کو مانتا ہوں، وہی ہمارا ہادی ہے ۶۵

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:-

اے قوم! اب میں نے تم کو سب کچھ بتا دیا ہے تاکہ کوئی ساری مخلوق کیلئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ظاہر ہونے اور مبعوث ہونے میں شک نہ کرے ۶۶

ایک مرتبہ اردن سے کچھ آگے جنگل میں نماز ظہر کے بعد مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے ایک آنے والے کی خبر دی — عرض کیا گیا، وہ آنے والے کون ہیں؟ — فرمایا:-

وہ محمد اللہ کے رسول ہیں، جب وہ دنیا میں آئیں گے تو جس طرح بارش سے پیاسی زمین پھل پھول لاتی ہے اسی طرح اُن کے آنے سے،

اُن ان گنت نعمتوں کے طفیل جو وہ اپنے ساتھ لائیں گے، نیکیوں کی بہار آتے گی۔۔۔۔۔ وہ اللہ کی رحمت کا بھرپور سفید بادل ہوں گے۔۔۔ جس طرح زمین پر بارش کا چھینٹا پڑتا ہے اسی طرح مسلمانوں پر اللہ کی رحمت کا چھینٹا پڑے گا ۶۷

اس تاریخی شہادت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرمان کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔۔۔۔۔ روم (اٹلی) کے گرجا گھر میں روایتی طور پر دو کرسیاں چلی آرہی تھیں جن میں سے ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری پطرس کی کرسی کہلاتی تھی۔ وہ خالی رہتی تھی۔ ۱۹۵۰ء میں جب نپولین بونا پارٹ نے روم کو فتح کیا اور پطرس کی کرسی کا معائنہ کیا گیا تو اس پر لکھا تھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۶۸

یہ وہی کلمہ ہے جو انجیل بزنا باس کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے

۶۹

فضائے بیست میں لکھا دیکھا تھا

ایران میں عہد گشتاسپ میں ۴۸۹ء میں حکیم جاماسپ گزے ہیں، انھوں نے اپنی کتاب جاماسپی میں غالباً زنداوستا کی بنیاد پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ پیش گوئی کی ہے:-

○۔۔۔ عرب کے دشت سے ایک مرد ظاہر ہوگا،

○۔۔۔ خوب رو، خوب گفتار، گندم گوں،

○۔۔۔ ٹوپی کی جگہ عمامہ سر پر رکھیں گے،

○۔۔۔ ۳۵ سال تیزی اور زیادتی میں ہوں گے،

○۔۔۔ ان کے داماد کے ہاں دو لڑکے ہوں گے،

○۔۔۔ ایک کونہ ہرنے کر ماریں گے، دوسرے کو ۲۷ تن کے ساتھ،

○۔۔۔ نینواد عراق، کربلا، میں قتل کریں گے۔

سبحان اللہ! کیسی واضح پیش گوئی ہے۔۔۔۔۔! ہر آسمانی اور

نہی کتاب میں بعثت محمدی کا ذکر موجود ہے، کوئی کتاب اس ذکر سے خالی نہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مجوسی باپ کے بیٹے تھے۔۔۔ زنا دوستا

اور توریت و انجیل کی پیش گوئیاں ان کے کان میں پڑ چکی تھیں، ایران میں رہتے تھے مگر

دل اچاٹ ہو گیا، مصیبتیں جھیلنے بالآخر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ

علیہ وسلم کا آوازہ سنا، خدمت میں حاضر ہوئے، ایک ایک نشانی کو پرکھا، ایک

ایک نشانی کو دیکھا، قدموں پر گر گئے، اسلام لے آئے،۔۔۔ ان کے واقعات

بہت ہی رقت انگیز ہیں۔۔۔ اسی طرح کے اور بہت سے واقعات ہیں مثلاً

ایک یہودی عالم کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے چند دینار قرض تھے۔۔۔

مطالبہ کے لئے آیا، سرکار نے معذرت کی، وہ اڑ کر بیٹھ گیا کہ لے کر جاؤں گا،

جب تک تم نہ کہو گے، جا، نہ جاؤں گا۔۔۔ آپ نے اس سے نہ کہا کہ جا۔۔۔

۔۔۔ وہ بیٹھا رہا۔۔۔ صبح سے شام ہو گئی، شام سے رات، پھر رات سے

صبح۔۔۔ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا کیوں چمٹا ہوا ہے، چلا جا۔۔۔ اس عالم

کو توریت کی پیش گوئی اپنی آنکھوں سے دیکھنی تھی، دیکھ لی اور سلمان ہو گیا

۔۔۔ احادیث میں آتا ہے کہ جو ملنے آتا ہے جب تک وہ خود نہ جاتا آپ اس سے

نہ فرماتے چلا جا۔۔۔ جو مصافحہ کے لئے ہاتھ ملاتا، جب تک وہ ہاتھ نہ چھوڑتا

۔۔۔ آپ نہ چھوڑتے۔۔۔ جو بات کہنے آتا جب تک وہ بات کر کے پیٹھ نہ

پھیر لیتا، آپ پیٹھ نہ پھیرتے۔۔۔ توریت ان عادات شریفہ کی تصدیق کر رہی تھی،

وہ یہودی عالم یہی دیکھنے اور پرکھنے آیا تھا۔۔۔ اس نے دیکھ لیا، اس نے پرکھ

لیا۔۔۔ ہاں اس نے دل دے دیا اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

کو اپنا بنا لیا۔۔۔ ایک عیسائی عالم جارودین علاء آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور انجیل کے آئینے میں جب سیرت پاک کو دیکھا تو مشرف باسلام ہو گئے، ۳۷

ایک یہودی لڑکا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم تھا، بیمار ہو گیا۔

آپ عیادت کے لئے تشریف لے گئے، باپ سرہانے کھڑا تھا، آپ نے باپ سے قسم

The claim is advanced here in the Holy Qur'án that all the prophets had prophesied the advent of a world Prophet, who, in his turn, would verify the truth of all the prophets who had appeared in the world before him.

Prophecies in the Old Testament (Torah)

There are many prophecies regarding the Holy Prophet, both in the Old and the New Testaments. Deuteronomy, the Book of Moses, speaks very clearly of the rising of a prophet (who shall be the like of Moses) from among the brethren of Israelites, i.e. the Ishmaelites or the Arabs. The passage in question reads:

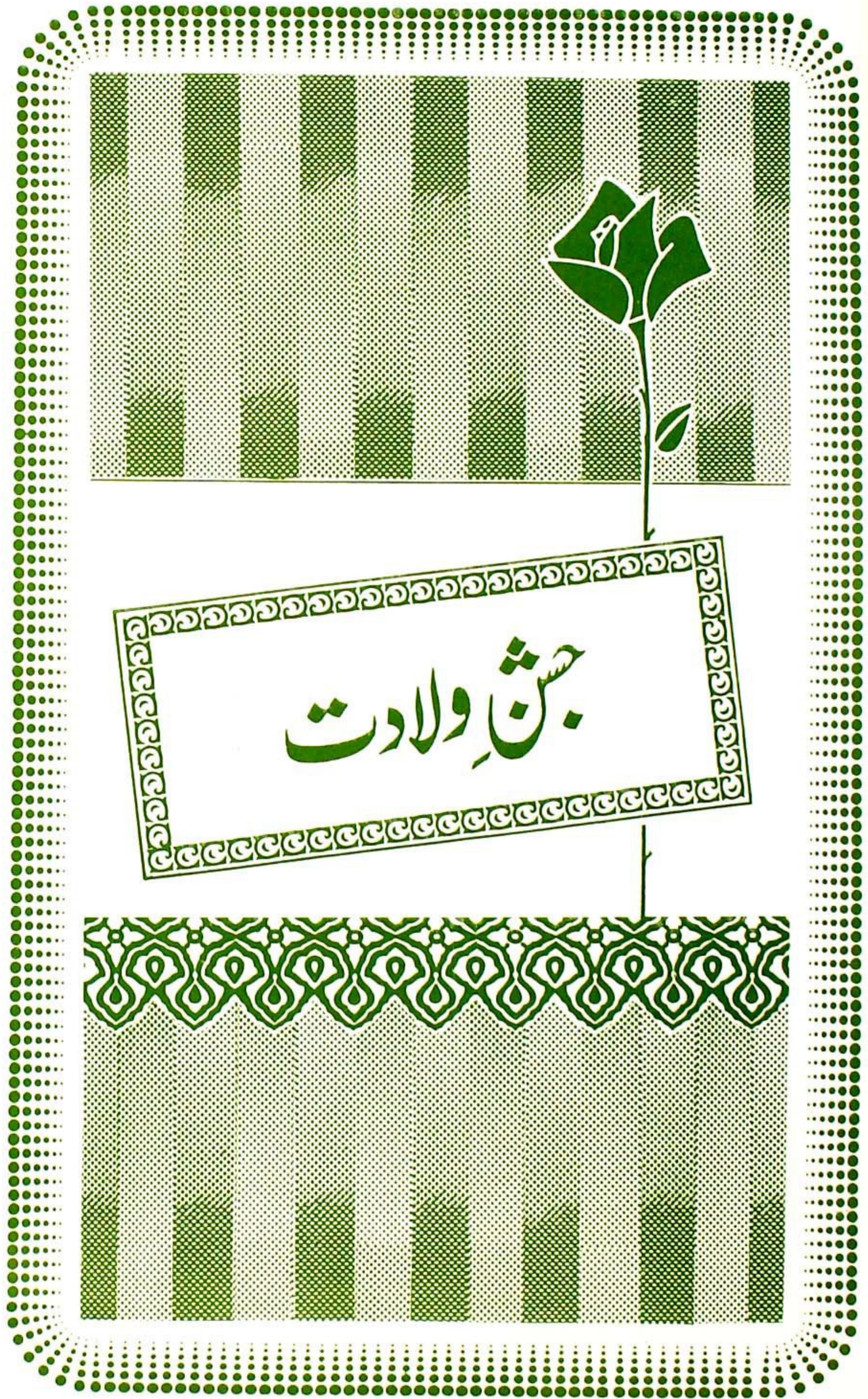
ORIGINAL HEBREW TEXT

וְנָבִיא מִקִּרְבְּךָ מֵאַחֶיךָ טו
 16 כָּמֹנִי יָקִים לְךָ יְהוָה אֱלֹהֶיךָ אֶלְיוֹ תִשְׁמָעוּן: כָּכֵל אֲשֶׁר-
 שָׁאַלְתָּ מֵעַם יִשְׂרָאֵל בְּחֹרֵב בְּיוֹם הַקָּהָל לֵאמֹר
 לֹא אֶסָּף לִשְׁמֹעַ אֶת-קוֹל יְהוָה אֱלֹהֵי וְאֶת-דְּוֹאֵשׁ הַגִּדְלוֹה
 הַזֹּאת לֹא-אֶרְאֶה עוֹד וְלֹא אָמוּת: וַיֹּאמֶר יְהוָה אֵלַי 17
 הִיטִיבוּ אֲשֶׁר דִּבְרוּ: נָבִיא אֶקִּים לָהֶם מִקִּרְבֵּי אַחֲדֵיהֶם 18
 כַּמֹּד וְנִתְּנִי דְבָרִי בְּפִי וְדִבֶּר אֶלֵיהֶם אֵת כָּל-אֲשֶׁר
 אֶצְוֶה:

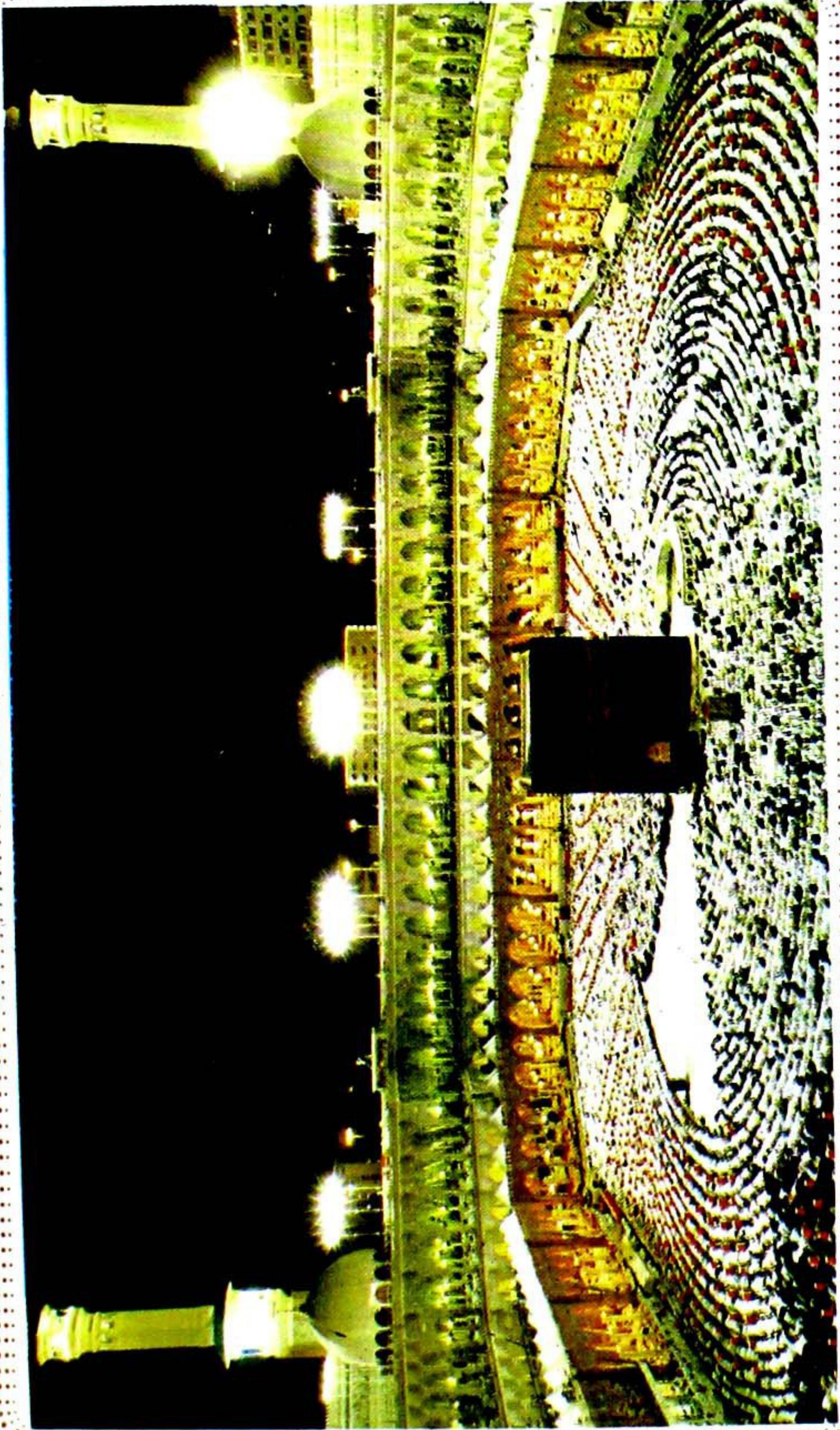
Deut XVIII, 15-18

Translation:

“The Lord thy God will raise up unto thee a prophet from the midst of thee, of thy brethren, like unto me; unto him shall ye harken. According to all that thou desiredst of the Lord thy God in Horeb in the day of assembly, saying, Let me not hear again the voice of the Lord my God, neither let me see this great fire any more, that I die not. And the Lord said unto me, They have well said that which they have spoken. I will raise them up a prophet from among their brethren, like unto thee, and I will put my words in his mouth; and he shall speak unto them all that I shall command him.” (Deuteronomy, 18:15-18.)



كعبه شريف ميں نماز عشاء کا خوبصورت منظر



جب رسالت اور ختمیت کا تاج آپ کے فسرقِ مبارک پر دکھا گیا تو سارے
عالم کی نگاہیں آپ کی طرف پھر گئیں۔ ہر کوئی آپ کو دیکھنے لگا۔ اب
راز کھلا۔ اب معلوم ہوا کہ چالیس برس پہلے جو ایک چاندنی رات میں
دو عالم کا دوٹھا آیا تھا۔ وہ رات معمولی رات نہ تھی۔ وہ ایک عظیم
انقلاب کی تہید تھی۔ وہ ایک ناقابلِ فسر اموش گھڑی تھی۔ وہ
ایک یادگار رات تھی۔ وہ ایک یادگار دن تھا۔ ہاں یادوں کے دریچے
کھول دیئے گئے۔ دل بچھا دیئے گئے۔

بے حجابانہ در آند در کاشانہ ما

کہ کسے نیست بجز درد تو در خانہ ما

اللہ نے بندوں پر بہت سے احسانات فرمائے، بہت سے انعامات فرمائے
۔ پھر فرمایا ان کو گنتے گنتے تھک جاؤ گے، گن نہ سکو گے۔ مگر اتنے
احسانات میں اتنے سارے انعامات میں صرف ایک انعام کو جتایا گیا۔
کوئی توبات تھی، کوئی تو راز تھا۔ سنئے سنئے ارشاد ہو رہا ہے :-

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ ان میں ایک رسول بھیجا۔

ہاں ان کا آنا محض ایک بشر کا آنا نہ تھا، پیکر بشری میں ایک نور کا آنا تھا

۔ صادق و امین کا آنا تھا۔ رؤف رحیم کا آنا تھا۔ خاتم النبیین

کا آنا تھا۔ شافعِ محشر کا آنا تھا۔ جیہی تو فسر آن حکیم نے آپ کے

یوم ولادت کو یادگار بنا دیا اور آپ کی آمد آمد پر خوشیاں منانے، شادیاں

رچانے کا حکم فرمایا۔ دیکھئے دیکھئے قرآن حکیم کیا کہہ رہا ہے :-

اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور

دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔

آپ فرمادیں گے کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت (سے ہے) اس پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔
 بیشک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ایک ایسی نعمت ہے جس کی کوئی قیمت نہیں۔ جو انمول ہے۔ جو بے بہا ہے۔
 ساری کائنات ایک طرف اور یہ نعمت ایک طرف۔ جیسی تو حضرت داؤد علیہ السلام فرما رہے ہیں :-

اس سلطان کی مدح گاؤ۔ اس کا نام زمر زمر کرو۔
 سوار عرب کیلئے راہ ہموار و صاف کرو جس کا نام خدا کے نام کے ساتھ ہوگا۔ اس کے سامنے خوشی کرو۔

اور دانیال علیہ السلام فرما رہے ہیں :-

ان کا نعمت ساری دنیا میں پھیلا ہے۔
 اور تیرا ان حکیم کہہ رہا ہے :-

قریب ہے کہ تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

ہاں سب خوشیاں منا رہے ہیں، سب تعریف کر رہے ہیں، سب نعمت پڑھ رہے ہیں، سب شادیاں رچا رہے ہیں۔ سنئے سنئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

میرے بعد رسول موعود آئے گا جو اللہ کی طرف سے ساری دنیا کے لئے بھیجا جائے گا۔ اس کے لئے اللہ نے دنیا بنائی، پھر ساری دنیا میں اللہ کی عبادت اور پرستش کی جائے گی اور رحمت نازل ہوگی اس قدر کہ جو بلی کا سال جو ہر سو سال بعد آتا ہے وہ اس رسول موعود کے طفیل ہر سال اور ہر جگہ منایا جائے گا۔

اللہ اللہ! جو بلی کا جشن جو ہر سو سال بعد منایا جاتا تھا، یہ جشن تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اور ان کی آمد آمد کی خوشی میں ہر سال اور ہر جگہ منایا جائے گا۔ اللہ کے رسول کی پیش گوئی تھی، اس کو پورا ہونا تھا، یہ پوری ہو کر رہی ولادت باسعادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے آپ کی آمد آمد کی خوشی میں عقیقہ کیا تھا۔ لیکن ذرا توجہ فرمائیں اور غور سے سنیں۔

جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رسالت و نبوت کا اعلان فرمایا تو پھر آپ نے عقیقے کی تجدید فرمائی اور دوبارہ عقیقہ کیا ۸۔ یہ ایک اشارہ تھا۔ آئیہ کریمہ میں خوشی منانے کا حکم دیا گیا تھا، آپ نے اپنی ولادت کی خوشی منا کر اس جشن کا آغاز فرمایا جس کی خوشخبری صدیوں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سنا چکے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا نسب شریف اور اپنی ولادت باسعادت کا ذکر مبارک منبر پر کھڑے ہو کر خود بیان فرمایا ۹۔ اپنی ولادت کے ساتھ ساتھ دوسرے انبیاء و رسل کا بھی ذکر فرمایا ۱۰۔ بعض صحابہ کو آپ نے خود حکم دیا اور انہوں نے تعجیل ارشاد میں آپ کے فضائل و شمائل بیان فرمائے ۱۱۔ شعراء آپ کی بارگاہ میں نعت اور نعتیہ قصائد پیش کرتے، آپ انہیں انعام و اکرام سے نوازتے، دعاؤں سے سرفراز فرماتے، خوش ہوتے ۱۲۔ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو بارگاہ رسالت میں نعتیہ قصیدہ پیش کیا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، موتیوں کی طرح دندان مبارک نظر آنے لگے ۱۳۔ قوم جتنا میں ایک صحابی عمر رضی اللہ عنہ نے قصیدہ جنیہ پیش کیا ۱۴۔ اور تو اور درویش نوفل اور آپ کے چچا حضرت ابوطالب نے بھی آپ کی شانِ قدس میں قصائد کہے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ

عنہ کے لئے منبر رکھتے، چادر مبارک پچھاتے اور پھر حسان بن ثابت اس پر کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و فضائل بیان فرماتے، آپ کی مدافعت کرتے اور مفاخرت فرماتے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، "اے حسان! رسول اللہ کی طرف سے جو اب دو۔۔۔ اے اللہ! روح القدس کے ذریعے حسان کی مدد فرما! ۱۵۔۔۔ ۹۳۳ھ میں غزوہ تبوک سے جب تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا، اجازت ہو تو آپ کی صفت و ثنا بیان کروں۔۔۔ فرمایا کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔۔۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اشعار پیش کئے۔۔۔ اشعار کیا ہیں ذکر میلاد مبارک ہے۔۔۔ اور میلاد کی یہ وہ محفل ہے جس میں خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور سماعت فرما رہے ہیں۔۔۔ آپ بھی ان اشعار کا ترجمہ سماعت فرمائیں۔۔۔

① آپ پہلے سایوں میں تھے اور منزل مخصوص میں تھے جہاں پتوں سے بدن ڈھانپا گیا

② پھر آپ بلاد میں اترے اس وقت آپ نہ بشر تھے، نہ گوشت پوست، نہ جما ہوا خون

③ بلکہ وہ آب صافی جو کشتی پر سوار تھا، جب طوفان نے بت لنگر کے پوجنے والوں کو ڈبویا

④ آپ صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتے رہے، یوں ایک عالم سے گزر کر دوسرے عالم میں آتے رہے

⑤ آپ آتش خلیل میں چھپے چھپے داخل ہوئے، جب ان کی صلب میں تھے تو وہ کیوں کر جلتے؟

⑥ تا آن کہ آپ کا محافظ وہ عظیم الشان گھرانہ ہوا جو بلب تھلا

⑤ جب آپ پیدا ہوئے، آپ کے نوز سے زمین چمک اٹھی اور آفاق روشن ہو گئے۔

⑧ تو اب ہم اس ضیاء نوز میں ہیں اور ہدایت کے راستوں پر چل رہے ہیں ۱۶۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بطور خاص میلاد پاک کا ذکر فرمایا اور وہ بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور! — یقیناً یوم ولادت باسعادت تمام دنوں میں ایک اہم دن ہے — ہم اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ سب دن ایک جیسے ہیں لیکن سب ایام ایک جیسے نہیں ۱۷۔ سب اقوال ایک جیسے نہیں — سب ادیان ایک جیسے نہیں — سب انسان ایک جیسے نہیں — سب اعمال ایک جیسے نہیں — سب فلاک ایک جیسے نہیں — سب احجار ایک جیسے نہیں — سب اشجار ایک جیسے نہیں، حتیٰ کہ ایک ہی درخت کے دو پتے بھی ایک جیسے نہیں تو پھر سب دن ایک جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟

واقعات و حادثات دنوں کو اور دنوں سے ممتاز کر دیتے ہیں — بلکہ ایک زمانہ کو دوسرے زمانہ سے ممتاز کر دیتے ہیں — یہ ایک فطری عمل ہے — یہ ایک فطری بات ہے — اسلام دینِ فطرت ہے اس نے فطرت کے ان تقاضوں کا پورا پورا خیال رکھا ہے — سنئے سنئے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں :-

مجھے نوزِ انسانی کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا — زمانے پر زمانے گزرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے اس زمانہ میں رکھا گیا جس میں موجود ہوں ۱۸۔

شخصیاتِ زمانے کو متاثر کرتی ہیں، عموماً ایامِ کارِ مرکب نہیں، راکب ہے قلندر۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانہ پر چھا گئے اور وہ زمانہ سب زمانوں میں

بہترین زمانہ قرار پایا۔۔۔ جن ذوات عالیہ سے زمانہ کو عزت و عظمت ملتی ہے انہیں ذوات عالیہ سے دلوں کو بھی فخر نصیب ہوتا ہے۔۔۔ خود حق تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے رسول حضرت کچی علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے :-

اور سلامتی ہے اس دن جس دن پیدا ہوا۔۔۔ اور جس

دن مرے گا۔۔۔ اور جس دن مردہ اٹھایا جائے گا ۱۹۔۔۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی آغوشِ مادر میں ایک شیرِ خوار بچہ ہی ہیں مگر زبانِ فیضِ ترجمان سے فرما رہے ہیں :-

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن پیدا ہوا۔۔۔ اور جس دن

مروں۔۔۔ اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں ۲۰۔۔۔

ان دونوں آیات میں نہ صرف یومِ ولادت کا بطورِ خاص ذکر کیا گیا بلکہ دو اول

اہم دنوں کا ذکر کیا گیا۔۔۔ یومِ وصال اور یومِ بعثت۔۔۔ حق تبارک و

تعالیٰ کے نزدیک انبیاء علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے یہ تینوں دن اہم ہیں

پھر ان کی اہمیت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ جس دن کوئی فضیلت

والا واقعہ پیش آیا اس دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نیکی اور خیرات

زیادہ فرماتے تھے۔۔۔ یہ آپ کی عادتِ شریفہ تھی۔۔۔ چنانچہ جب

مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو عاشورہ محرم کا روزہ رکھتے

دیکھا۔۔۔ ان سے دریافت فرمایا یہ روزہ کیوں رکھتے ہو؟۔۔۔ انھوں

نے جواب دیا، یہ دن نہایت مقدس اور مبارک ہے۔۔۔ اس دن اللہ تعالیٰ

نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات بخشی۔۔۔ ہم تعظیماً

اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۔۔۔ ہم موسیٰ (علیہ السلام) کا دن منانے کے تم سے زیادہ حقدار ہیں

۔۔۔ آپ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو بھی روزہ

رکھنے کا حکم دیا ۲۱۔ اور آپ نے ایک روزے کے بجائے دو روزے رکھے یعنی اس دن کی تعظیم و تکریم میں زیادتی فرمائی۔ اللہ اللہ! جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوم نجات کی اتنی خوشی منائی اور فرمایا کہ موسیٰ (علیہ السلام) کا ہم پر یہودیوں سے زیادہ حق ہے۔ تو ذرا غور فرمائیں کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلمانوں پر کیا حق ہے؟ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ”پیر“ کے متعلق پوچھا گیا، فرمایا: اس میں میں پیدا ہوا اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی ۲۲۔

ایک روز اپنے پیارے موزن بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں دو شنبہ ہی کے دن پیدا ہوا ہوں اور دو شنبہ ہی کے دن مجھ پر وحی نازل ہوئی اور دو شنبہ ہی کے دن ہجرت کی ہے ۲۳۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں:-

آپ دو شنبہ کو پیدا ہوئے، دو شنبہ ہی کو آپ کی بعثت ہوئی، اسی دن ہجرت کی اور دو شنبہ ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے ۲۴۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خبر آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کینزہ گویبنا نے دی تو اس نے خوشی میں آکر کینزہ کو اسی وقت آزاد کر دیا، اللہ کو یہ عمل ایسا پسند آیا کہ ہر ہفتے یوم ولادت کو اس کے عذاب میں ذرا تخفیف ہو جایا کرتی تھی۔ یہ بات خواب میں اس نے اپنے بھائی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کو بتائی۔ چنانچہ آپ تخفیف عذاب کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ۲۵۔

حقیقت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن آزادی کا دن ہے، نجات کا دن ہے، عید کا دن ہے ۲۶۔ اسی لئے عرفار اور فقہار نے اس دن کا روزہ رکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ محمد بن عبدالرحمن المعروف بہ خطاب مالکی (م۔ ۹۵۴ھ) نے لکھا ہے کہ شیخ وزدق شرح قطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو ایسے لوگوں نے جو کہ ان کے زمانے کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے، مکروہ قرار دیا ہے کیوں کہ وہ مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے، چاہیے کہ اس روز روزہ نہ رکھیں ۲۷۔



تابع تابعین کے سردار، امام المحدثین حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۹۳ھ - ۱۷۹ھ) جن کی ولادت باسعادت پہلی صدی ہجری میں ہوئی ۲۸۔ جنہوں نے ۹ سو سے زیادہ تابعین اور مشائخ و علماء سے علم دین حاصل کیا ۲۹۔ جنہوں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ احادیث تحریر فرمائیں۔ جنہوں نے برسہا برس درس حدیث دیا۔ جنہوں نے فن حدیث پر باقاعدہ سب سے پہلی کتاب لکھی۔ جن کی زندگی کی کوئی رات ایسی نہ گزری جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ ہوئی ہو۔ جن کی تعریف میں امام اوزاعی، حضرت سفیان بن عیینہ، امام شافعی، امام نسائی رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر محدثین و فقہا رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ ہاں اس جلیل القدر، مستی کے حضور جب کوئی طالب حدیث رسول علیہ التحیۃ والتسلیم سننے آتا تو بڑا اہتمام فرماتے، محبوب کی باتیں سننا سنانا، ہنسی کھیل نہیں۔ عاشق صادق کے لئے یہ گھڑیاں بڑی مبارک گھڑیاں ہیں۔ اللہ اللہ محبوب کی یادیں، محبوب کی باتیں!۔ سنئے سنئے حرمِ جاناں میں حاضری کا سلیقہ سیکھیے۔ ذرا یہ اہتمام تو ملاحظہ ہو

پہلے غسل فرماتے، خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے، طلیان اور مٹھے اور عمامہ باندھتے، چادر سر مبارک پر رکھتے۔۔۔ ان کے لئے ایک تخت مثل عروس بچھایا جاتا۔۔۔ اس وقت باہر تشریف لاتے اور نہایت خضوع و خشوع سے اس پر جلوس فرماتے اور جب تک حدیث بیان فرماتے اگر سلکاتے اور اس تخت پر اسی وقت بیٹھتے تھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنی ہوتی ۳۱۔

عرض کیا گیا آپ اتنا اہتمام کیوں فرماتے ہیں؟ فرمایا: مجھے تعظیم رسول سے پیار ہے، میں بغیر وضو اور سکون و وقت اور کے حدیث بیان نہیں کرتا ۳۲۔

عرفاء اور اہل اللہ کو سرکارِ دو عالم کے اذکار سے پیار ہے، ان کے یوم ولادت اور تاریخ ولادت سے پیار ہے۔۔۔ علامہ امام یافعی قادری رحمۃ اللہ علیہ فترة الناظر و خلاصة المفاخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سال میں ربیع الآخر کی گیارہ تاریخ کو سرکارِ دو عالم کی نیاز دلویا کرتے تھے، یہ نیاز اتنی مقبول ہوئی کہ پھر آپ ہر ماہ کی گیارہویں کو اہتمام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز دلواتے۔۔۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز اب خود حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز قرار پائی، حالانکہ آپ کا وصال ایک روایت کے مطابق ۷ ربیع الآخر کو ہوا ہے اور ربیع الآخر کو نہیں ۳۳۔ گیارہویں شریف حقیقت میں بارہویں شریف ہے، حضرت محی الدین غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے نو سو برس پہلے جس کا آغاز فرمایا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک خلفائے راشدین نے کیا، صحابہ نے کیا، تابعین نے کیا، تبع تابعین نے کیا، عرفاء نے کیا، صلحاء نے کیا کہ ان کا ذکر محبوب اور مقصود رب العالمین ہے۔۔۔ اُن کا ذکر کہاں نہیں، ان کے ذکر

سے آسمان و زمین گونج رہے ہیں۔ اُن کا ذکر اُن کے مولیٰ نے بلند کیا اور اتنا
 بلند کیا، اتنا بلند کیا کہ خود بلندیاں اُس بلندی کو نہیں چھو سکتیں۔ فرمایا۔
 اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا ۳۴
 پھر اپنے حبیب کریم علیہ التیجۃ والتسلیم سے خود دریافت فرماتے ہیں :-
 آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کا ذکر کیسے بلند کیا؟
 عرض کرتے ہیں :-

اللہ بہتر جانتا ہے۔

فرمایا :-

اس طرح بلند کیا کہ جب میرا ذکر کیا جائے، آپ کا میرے ساتھ ذکر کیا جائے ۳۵
 سبحان اللہ! عذ یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
 اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عطار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-
 میں نے آپ کو اپنا ذکر بنا دیا جس نے آپ کا ذکر کیا اس نے میرا
 ذکر کیا ۳۶۔ سبحان اللہ!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلندی ذکر یہ ہے کہ اذان
 میں، تکبیر میں، تشہد میں اور منبروں پر خطبوں میں ہر جگہ آپ کا ذکر مبارک
 ہے ۳۷۔ پھر یہ ذکر بھی خالصتاً آپ کے لئے ہے اسی لئے فرمایا ”تمہارے
 لئے“۔ کہیں کسی شک کرنے والے کو یہ گمان نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے
 ذکر کی بلندی کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند کیا، مقصود
 سرکار کا ذکر بلند کرنا نہیں۔ اس خیال خام کو اس طرح رد فرمایا اور
 صاف صاف فرما دیا کہ محبوب تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا گیا ہے، کوئی ہم
 نے اپنی خاطر تمہارا ذکر بلند نہیں کیا۔

پھر بلندی ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اہتمام کہ خود ذکر فرمایا،
 فرشتوں کو حکم دیا اور ہر مسلمان پر واجب کر دیا کہ وہ آپ کا ذکر جمیل کرتا رہے،

ارشاد ہوتا ہے :-

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی (عین بتانے والے) پر لے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو، بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا و آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۳۸۔

اللہ اللہ! کس اہتمام سے درود و سلام واجب کیا، شان محبوبیت کو چار چاند لگ گئے۔ ساتھ ہی ساتھ اس بد نصیب کے لئے وعید سنائی جو نہ خود درود و سلام پڑھتا ہے اور نہ دوسروں کو پڑھنے دیتا ہے اور اس طرح اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے۔ اس محبوب رب العالمین کو یاد کرنے والوں کی بھی عجب شان ہے۔ سچ ہے جو بلندیوں کے ساتھ چلتا ہے، بلند ہوتا جاتا ہے۔ سبحان اللہ! ارشاد فرماتا ہے :-

وہی ہے درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیروں سے اُجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے ۳۹۔

اللہ اللہ! جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نوازا تو ان کے غلاموں، اُن کے یاد کرنے والوں، اور ان کے عاشقوں کو بھی نوازا دیا۔ کہاں ہم اور کہاں اُس کا اور اُس کے فرشتوں کا درود و سلام!

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوبوں سے بہت پیارا ہے۔ عجز فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ عبادات بھی محبوبوں کی اداؤں کی نشانیاں ہیں۔ ارکان حج پر نظر ڈالیں تو عجب نظارہ سامنے آتا ہے۔ طوافِ کعبہ ہزاراں ہزار محبوبوں کی یاد۔ دقون عرفات آدم و حوا (علیہما السلام) اور ابراہیم و ہاجرہ (علیہما السلام) کی یادگار۔ سستی صفا مروہ ہاجرہ (علیہما السلام) کی یادگار ۴۰۔ رجمی جبار ابراہیم (علیہ السلام) کی یادگار ۴۱۔ قرآنی ابراہیم و اسماعیل (علیہما السلام) کی یادگار ۴۲۔

اللہ اکبر! محبوبوں کی اداؤں کو عبادت بنا دیا۔

ہاں ذکر تھا محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا۔ اُن کا ذکر کہاں نہیں
مولوی شرف علی تھانوی نے ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دل پذیر جائزہ پیش کیا ہے
۴۳ وہ کہتے ہیں:-

نماز کے اندر ہر قعدے میں السَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ موجود ہے۔
اور قعدے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء میں دو دو ہیں اور فجر میں ایک
توکل نو قعدے ہوتے۔ اور سنن مؤکدہ اور وتر میں
سیحے۔ ظہر میں مغرب میں ایک عشاء میں تین اور صبح میں
ایک۔ توکل سترہ قعدے ہوتے۔ پس یہ سترہ مرتبہ
حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہوا۔ پھر پانچواں وقت فرالضواؤ
سنن و وتر کے قعدہ اخیرہ میں۔ کل گیارہ مرتبہ درود شریف بھی
پڑھا جاتا ہے۔ پس سترہ اور گیارہ کل اٹھائیس بار تو لا محالہ ہر
ہر مسلمان کو آپ کا ذکر مبارک کرنا روزانہ ایسا ضروری ہے کہ اس
سے کسی طرح مفر ہی نہیں۔

پھر پانچوں وقت اذان و تکبیر ہوتی ہے، اس میں اشہد ان محمدًا
الرسول اللہ موجود ہے جس کو موزن اور سننے والا دونوں کہتے ہیں
۔ پھر ہر نماز کے بعد دعا بھی سب ہی مانگتے ہیں۔
اور دعا کے آداب میں سے کر دیا گیا ہے کہ اس کے اول و آخر درود
شریف ہو۔ غرض اس حساب سے اٹھائیس سے بھی زیادہ تعداد
حضور کے ذکر شریف کی ہوگی۔

اور یہ تو وہ مواقع ہیں کہ ان میں پڑھے بے پڑھے سب شامل ہیں۔ اور
جو طالب علم حدیث پڑھتے ہیں وہ تو ہر وقت حضور ہی کے ذکر میں ہتے
ہیں۔ اس لئے کہ ہر حدیث کے شروع میں آپ کے نام مبارک

کے ساتھ درود شریف موجود ہے — اور درمیان میں بھی
 جہاں کہیں بھی حضور کا اسم مبارک آیا ہے وہاں بھی درود شریف موجود
 ہے — گویا حضور کے ذکر کو ایسا گوندھ دیا ہے کہ بغیر ذکر کے
 مسلمان کو چارہ نہیں ۴۴

خود قرآن حکیم بھی بقول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم ہی کا ذکرِ فکر ہے ۴۵ — اس کی حفاظت کا ذمہ خود حق تبارک تعالیٰ
 نے لیا اور فرمایا:

بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن اور بیشک ہم خود اس کے نگہبان ہیں ۴۶
 اور اس ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کا ادب یہ بتایا:
 اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو کہ
 تم پر رحم ہو ۴۷

رحم کیوں نہ ہو کہ اس میں رحمتہ للعالمین کا ذکر و فکر ہے — اس کی
 حفاظت، ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ہے — فضاؤں میں اس
 کی گونج، ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گونج ہے — اللہ اللہ! ذکرِ مصطفیٰ
 صلے اللہ علیہ وسلم کی رفعت و بلندی اور حفاظت و صیانت کا کیا اہتمام
 فرمایا ہے —! اللہ اکبر!

یہی نہیں بلکہ اس محبوبِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے
 جلوے، آسمان و زمین اور بحر و برہر جگہ نظر آتے رہتے ہیں اور بھولنے والے
 انسانوں کو اس کی یاد دلاتے رہتے ہیں —

① ایک صحابی یا تابعی کلیب بن وائل رضی اللہ عنہ ہندوستان
 تشریف لائے اور یہاں انھوں نے ایک ایسا درخت دیکھا جس کے
 سرخ رنگ کے پھول پر سفید حروف میں ”محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا
 — تاریخ نے اس مشاہدے کو ریکارڈ کیا ہے ۴۸

۲) ۱۹۲۷ء میں جبل پور اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں آسمان پر نورانی قلم سے ”محمد“ لکھا ہوا ایک عالم نے دیکھا۔ اس دل ربا منظر کی خبریں معاہدہ اخباروں میں شائع ہوئیں ۴۹۔

۳) ۱۹۲۱ء میں ٹنڈو سائیں داد (سندھ، پاکستان) میں پیلو کے پتوں پر نام ”محمد“ لکھا ہوا دیکھا اور دیکھنے والوں میں عارف کامل، فاضل اجل خواجہ محمد حسن جان سرہندی علیہ الرحمہ بھی تھے۔ یہ پتے راجستھان (بھارت) کے جہاں ایک اور عارف کامل شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ نے اس کی زیارت کرائی ۵۰۔

۴) ۱۹۳۰ء سے قبل نئی دہلی میں تعمیراتی مقصد کے لئے جب سنگ مرمر کو تراشا گیا تو اس پر قلم قدرت سے نام نامی محمد لکھا ہوا دیکھا گیا، یہ پتھر عام زیارت کے لئے عجائب خانے میں رکھوا دیا گیا ۵۱۔

۵) ۱۹۵۲ء میں خراسان کے ایک پہاڑ پر نام نامی محمد ایک گز لمبے پتھر پر حکم گارہا تھا ۵۲۔

۶) خود راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے کتب خانے میں دو ایسے پتھر محفوظ تھے جس پر قلم قدرت سے نام نامی محمد لکھا ہوا تھا۔ راقم نے بھی پارہا زیارت کی ۵۳۔

۷) بعض سواحل پر ایسی مچھلی دیکھی گئی جس کے ایک پہلو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ یہ مچھلی مسالہ لگا کر لندن کے عجائب خانے میں رکھی گئی تھی ۵۴۔

اور تو اور تنہا میں ہندوستان میں ایک محیر العقول واقعہ پیش آیا، واقعہ تاریخی ہے اور شیخ فرید بھکری مورخ نے لکھا ہے کہ راوی مرزا محمد سعید جس نے یہ واقعہ آنکھوں سے دیکھا ایسا سچا ہے کہ اس کی صداقت پر شک کرنا بھی گناہ سمجھتا ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر اس واقعہ میں شک شبہ کی گنجائش نہیں۔ یہ واقعہ

کیا ہے، ہزار برس گزر جانے کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد اس طرح تازہ کی گئی کہ دنیا والے اس طرف دیکھنے لگیں اور ایک ایک کا منہ تکنے لگیں۔

واقعہ یہ ہے کہ گورنر لاہور، قلیچ محمد خاں کی جو پنور کے علاقے میں ایک زمین بھٹی ————— جب مکان تعمیر کرنے کے لئے اس کو کھودا گیا تو اچانک ایک کلس نکلتا نظر آیا ————— اور کھودا گیا تو ایک گنبد نظر آیا ————— اور کھودا گیا تو پورا گنبد نکل آیا ————— کھودتے کھودتے ایک ہفتہ گزر گیا، دن رات کھدائی ہوتی گئی۔ ————— یہاں تک کہ گنبد کا دروازہ بھی نکل آیا ————— دروازہ کا قفل ایک من وزنی ————— توڑا گیا، دروازہ کھولا گیا ————— کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دھان پان سا آدمی، ہڈیوں کی مالا، آلتی پالتی بیٹھے مراقب ہے ————— سر جھکائے ہے۔ ————— غل شور کی آواز سن کر سراٹھایا اور ہندی زبان میں کچھ سوالات کئے۔ ————— آخری سوال یہ کیا ہے۔

کیا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں ظاہر ہو گئے؟

جواب دیا گیا ہے۔

ہزار سال ہوئے آپ تشریف لائے اور پردہ فرما گئے ۵۵ ————— پھر اس نے کہا مجھے نکالو ————— نکالا گیا، باہر خیموں میں رکھا گیا، وہ مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتا رہا، چھ ماہ بعد اس نے انتقال کیا ————— یہ شخص کون تھا؟ ————— کب سے یہاں سر جھکائے بیٹھا تھا —————؟ سوالات سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ہزاروں برس سے اس خلوت خانے میں محفوظ تھا ————— اس کو معلوم تھا کہ وہ کب نکالا جائے گا ————— جب وقت آیا وہ نکال لیا گیا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سائے عالم میں روشن کر گیا اور یہ بتا گیا کہ سما، وسمک اور بحر و بران کے ذکر سے خالی نہیں ————— ان کا آنا ایک حقیقت تھا ————— وہ حقیقت عالم آشکار ہوئی تو سب نے دیکھا —————

پھر جب اسلام نے سندھ میں قدم رکھا تو جاننے والوں کو معلوم تھا کہ وہ آنے والا آگیا۔۔۔۔۔ سندھ کے راجہ داہر کا دادا سیلاج، برہمن آباد کے ایک مندر میں پجاری تھا، ویدوں، اپنشدوں، پراٹوں کی پیش گوئیوں کا اُسے علم تھا۔۔۔۔۔ داہر کا باپ سچ بھی اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔۔۔ داہر کا بیٹا جے سنگھ بھی جانتا تھا اسی لئے جب خلیفہ اسلام حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے دعوت اسلام پیش کی تو جے سنگھ مشرف باسلام ہو گیا ۵۶۔۔۔۔۔ اور تو اور جب دیبل کا محاصرہ کیا گیا تو سٹا روز بعد ایک برہمن خفیہ طور پر اسلامی لشکر میں آیا، محمد بن قاسم سے ملا اور کہا:۔۔۔۔۔ مجھ کو اپنی کتابوں کے مطالعہ سے پتہ چلا ہے یہ ملک اسلام کے زیر دست ہوگا۔ یہ وہی وقت ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس ملک کو فتح کرنے والا تو ہے اس لئے میں تیری رہنمائی کے لئے آیا ہوں۔ ۵۷۔۔۔۔۔ بات سے بات نکلتی چلی جاتی ہے ذکر تھا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذکار کا، ان کی تجلیات کا، ان کے نام نامی کی جلوہ ریزیوں کا۔۔۔۔۔ خدا کی شان دیکھئے ان کی تعریف و توصیف، صنف ادب میں نعت قرار پائی اور نعتیہ قصائد اور نعتوں کا ایک سیلاب امنڈ پڑا۔۔۔۔۔ نعتیہ شاعری پر ڈاکٹر سٹ کی ڈگریاں ملنے لگیں ۵۸۔۔۔۔۔ عربی، فارسی، اردو اور پاک و ہند کی مقامی زبانوں میں ہزاروں نعتیں اور نعتیہ قصائد ملتے ہیں مگر چین بھی سمجھنے رہا۔۔۔۔۔ خاندان مینگ کے بادشاہ ٹائی چو کی نعت صد حروف چھ سو برس قبل ایک کتبہ پر کندہ کی گئی تھی ۵۹۔۔۔۔۔ اور نہ معلوم عاشقان خستہ جگر اور عندلیبان سوختہ دل نے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں کیا کیا کہا ہوگا۔۔۔۔۔ عرض یہ کرنا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔۔۔۔۔ تو وہ ذکر بلند ہوتا گیا حتیٰ کہ یہ خدمت ادب کی ایک صنف کو سونپ دی گئی ۶۰۔۔۔۔۔ اور شاعر کیا ناشر کیا سب اس کے نرغزہ خواں ہو گئے۔۔۔۔۔ سبحان اللہ! نعتیہ شاعری کا وجود میں آنا سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اعجاز ہے۔



ہاں اُن کا ذکر بار بار کیوں کیا جا رہا ہے۔۔۔ اُن کی یاد بار بار کیوں
 دلائی جا رہی ہے۔۔۔ اُن کا اعلان بار بار کیوں کیا جا رہا ہے۔۔۔
 اُن کا نام نامی بار بار کیوں لکھا جا رہا ہے۔۔۔ اُن کے گیت بار بار کیوں گائے
 جا رہے ہیں۔۔۔ اُن کے نغمے بار بار کیوں الاپے جا رہے ہیں۔۔۔ ہاں
 اس لئے کہ دل محبتِ مصطفیٰ سے جلنے لگیں۔۔۔ ہاں اس لئے کہ سینے عشقِ
 مصطفیٰ سے پھکنے لگیں۔۔۔ اُن کو محض عام بشر بنا کر نہیں آئے، محبوب بنا کر بھیجا
 گیا۔۔۔ ارض و سموات سے اُن کی محبت اور اُن کی تعظیم و توقیر کا مطالبہ
 کیا گیا^{۶۲}۔۔۔ اُن پر مرٹنے کا حکم دیا گیا۔۔۔ نہ معلوم ہم کس دنیا میں
 کھوئے ہوئے ہیں۔۔۔ ہمیں کچھ نہیں معلوم۔۔۔ ہمیں معلوم ہونا
 چاہیے۔۔۔ دل و دماغ کو خس و خاشاک سے پاک ہونا چاہیے۔۔۔
 دیوانگی و جنوں سے عقل بے مایہ کو شرمانا چاہیے۔۔۔ سنئے سنئے
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کیا فرما رہے ہیں :-

وہ سب کو محبوب ہو گا اور سب بنی آدم اس کو محبوب ہونگے^{۶۳}
 حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مصر سے آرہے ہیں، عیسائی رہائش
 سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کی یہ شان
 بتائی :-

اُن کے اصحاب اُن کے ادنیٰ اشارے پر جان فدا کرنے کے لئے
 تیار ہوں گے۔۔۔ اُن کو اپنی اولاد، ماں باپ اور بھائیوں سے
 بھی زیادہ عزیز سمجھیں گے^{۶۴}۔

ہاں سنئے سنئے قرآن کیا کہہ رہا ہے۔۔۔ یہ کیسی آواز آرہی ہے :-
 تم فرادو، اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان — یہ سب چیزیں اللہ، اُس کے رسول اور اُس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، راہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا ۶۵

اللہ اللہ! — ایک ایک کر کے وہ سب چیزیں گناہیں، دنیا میں آنے والے ہر انسان کا دل جن میں الجھتا ہے — ایک ایک چیز اپنی طرف کھینچتی ہے — ایک ایک چیز دل لبھاتی ہے — مگر ارشاد ہو رہا ہے کہ اگر اللہ اور اس کے رسول کی غلامی منظور ہے تو یہ سب چیزیں چھوڑنی ہونگی سب چیزوں سے دل ہٹانا ہوگا — جان کی بازی لگانا ہوگی — محبت ہنسی کھیل نہیں — سب کچھ لٹانا ہوگا — اگر یہ منظور نہیں تو تم سرکش ہو، تم باغی ہو — اللہ کے عذاب کا انتظار کرو، — اور سنئے سنئے — تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود کیا فرما رہے ہیں :-

اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے تمام اہل و عیال، مال و دولت اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں ۶۶

اور دیکھئے کیا فرما رہے ہیں :-

کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں ۶۷

حقیقت میں ”محبت و عشق“ نام ہے ”چمچن“ کا — جب محبوب کا ذکر ہو تو دل جلنے لگے اور سینہ پھکنے لگے — اور جب اس کی جناب میں کوئی زبان درازی کرے تو خون کھولنے لگے — دماغ پھٹنے لگے ۶۸ — سینے

نیئے وہ کیا فرماتے ہیں :-

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ دیکھنے والا یہ نہ کہنے لگے کہ یہ تو دیوانہ ہے ۶۹۔ ہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیوانہ۔
آئیے ذرا چند دیوانوں کو دیکھیں :-

① حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں سواری پر سوار نہ ہوتے پاپیادہ چلتے، فرماتے مجھے شرم آتی ہے کہ جس زمین پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہوں اس کو جانور کے سُموں سے روندوں!
② سلمیٰ بن احمد فضلیہ زاہد غازی رضی اللہ عنہ نے جب سنا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک میں کمان لی تھی تو انھوں نے کمان کو بے وضو کبھی ہاتھ نہ لگایا۔

③ بعض صالحین چالیس چالیس برس مقیم رہے مگر کبھی حرمِ محترم میں حاجاتِ ضروریہ سے فارغ نہ ہوئے۔

④ بعض صالحیٰ مدینہ طیبہ حاضر ہوئے، روضہ رسول کی دور سے ہی زیارت کر کے واپس ہو گئے۔ پوچھا حاضر کیوں نہ ہوئے؟
فرمایا مجھ جیسا گنہگار اس لائق کہاں کہ اس بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو۔

⑤ سردار ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے نماز کے قعدے کے علاوہ کبھی نہ بیٹھے، برابر کھڑے رہے۔

⑥ حال ہی میں ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عالم و عارف مولانا ابوالسعد سالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا انھوں نے وصیت فرمائی، خاکِ روضہ اقدس جنابِ سالتِ مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر بعد از موت خود من در چشم ما قدرے خاکِ پاک انداختہ بشود، لہے فستمت! اے

(ترجمہ) اگر میرے مرنے کے بعد روضہ اقدس جنابِ سالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم

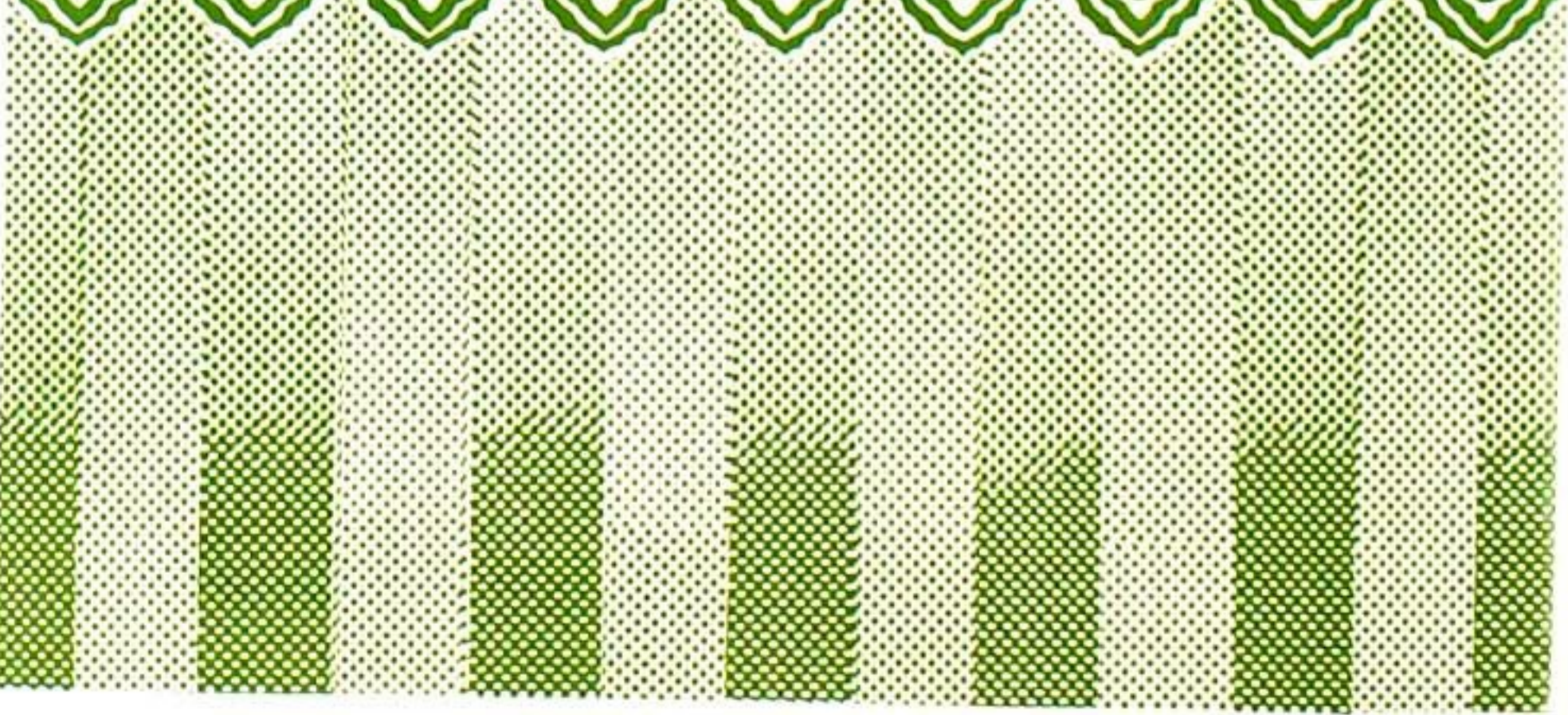
کی خاکِ پاک میری آنکھوں میں ڈال دی جائے تو زہے قسمت !
 اللہ اللہ! آرزو کرنے والے خاکِ پاک درِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آرزو
 کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ ہاں یہ کیسی تمنا ہے، یہ کیسی آرزو ہے!۔۔۔۔۔ یہ کیسی یونانی
 ہے، یہ کیسا جنون ہے!۔۔۔۔۔ آپ نے محبت کرنے والوں کی محبت دیکھی،۔۔۔۔۔
 آپ نے ادب کرنے والوں کا ادب دیکھا۔۔۔۔۔ آپ نے عشق کرنے
 والوں کا عشق دیکھا!۔۔۔۔۔ محبت کرنے والوں کی کیا بات!۔۔۔۔۔ عشق
 کرنے والوں کی کیا شان!۔۔۔۔۔ سنئے سنئے ایک عاشق رسول کیا کہہ رہا
 ہے :-

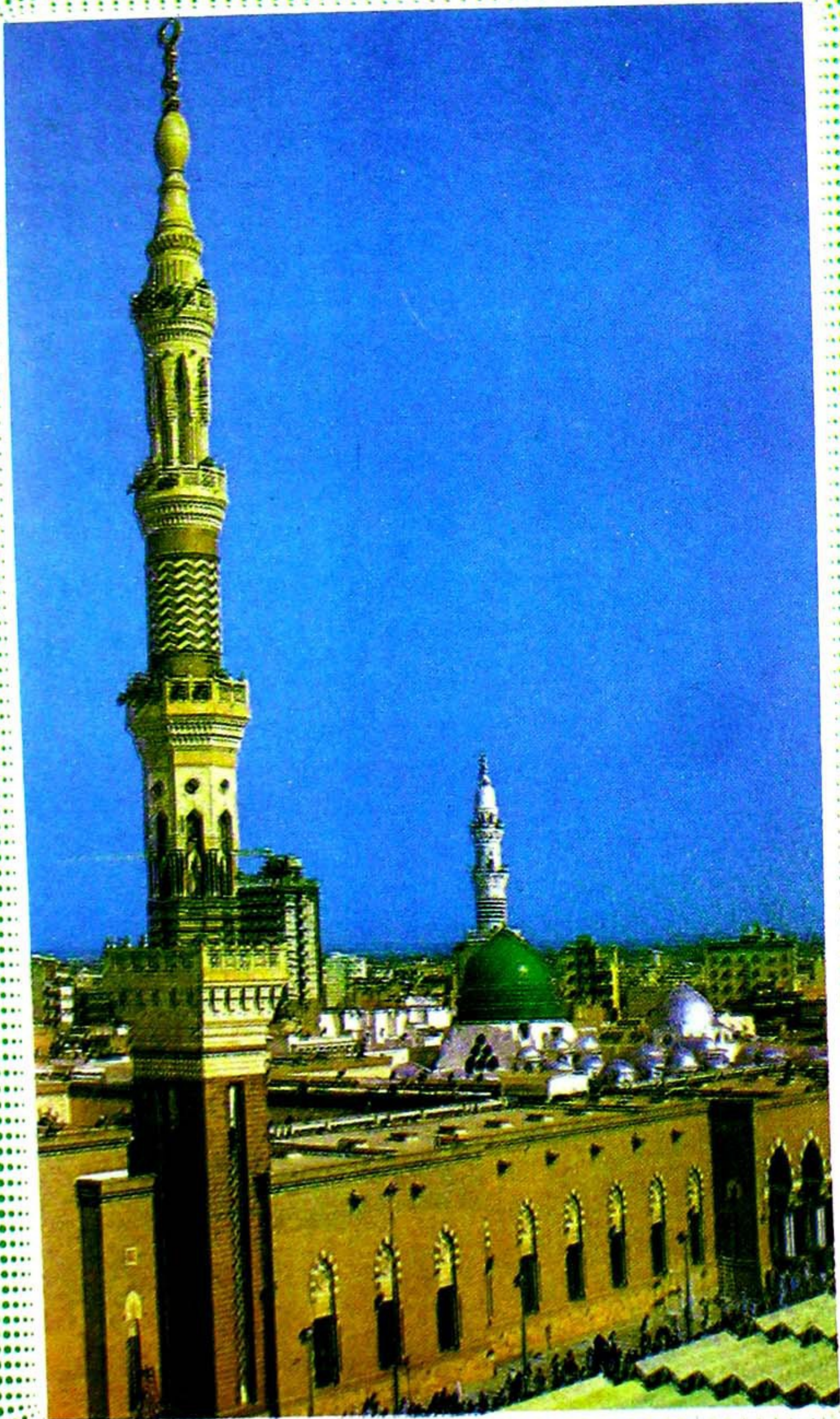
خاورِ دمد از شہم بایں تیرہ شبی
 کوثر چکد از لبم بایں تشنہ لبی
 اے دوست ادب کہ در حریم دل ماست
 شاہنشاہ کونین رسولِ عربی ۷۲

بَلِّغُوا الْحَقَّ بِكَمَالِهِ
 كَلِّمُوا الْجَاهِلِينَ بِحَيْمَانِهِ
 حَسِّنُوا كَلِمَاتِكُمْ بِمَصَالِحِهِ
 صَلِّوا خَلْقِي بِرِزْقِهِ



حسبِ ولادتِ ابتداء و
انتہا





مَسْجِدِ نَبَوِيِّ كَا اِيك فِضَائِي مَنْظَرُ

۴

اس کائناتِ رنگ و بو کا یہ ضابطہ اور قاعدہ ہے کہ جو وجود میں آتا ہے، رفتہ رفتہ وجود میں آتا ہے پھر آہستہ بڑھتا ہے اور پھلتا پھولتا ہے۔۔۔ انجیل میں بڑے دلکش انداز میں اس حقیقت کو سمجھایا گیا ہے، سینے :-

آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کی مانند ہے۔۔۔ جیسے ایک شخص نے اپنے کھیت میں بویا، وہ سب بیجوں میں چھوٹا ہے، پر جب اگتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا پیڑ ہوتا ہے کہ ہوا کی چڑیاں آکر اس کی ڈالیوں میں بسیرا کریں!۔

عادت الہی یہی ہے۔۔۔ ہر شے ابتداء سے انتہا تک مختلف مرحلوں سے گزرتی ہے۔۔۔ مختلف منزلوں کو عبور کرتی ہے۔۔۔ حتیٰ کہ جذبات انسانی کا بھی یہی حال ہے۔

گاہ بچیدگی بردگاہ بزورمی کشد
عشق کی ابتداء، عجب عشق کی انتہا عجب

خود حضرت انسان ہی کو لیجئے۔۔۔ کہاں سے چلتے ہیں اور کہاں جا پہنچتے ہیں!۔۔۔ قطرے سے خون بستہ۔۔۔ پھر خون بستہ کا ہڈیاں بننا۔۔۔ ہڈیوں پر بوٹیاں چڑھنا۔۔۔ اس کے بعد ہڈیوں اور بوٹیوں کا صورت و شکل اختیار کرنا۔۔۔ پھرن سنور کر عالم آب و گل میں جلوہ گر ہونا۔۔۔ اور نئی نئی منزلیں طے کرنا۔۔۔ شیرخوارگی و طفلی۔۔۔ پھر لڑکپن۔۔۔ پھر بلوغ کی طرف قدم۔۔۔ پھر جوان رعنا بن کر قطرے سے دریا ہو جانا اور بحر و بر پر چھا جانا۔۔۔ کشمکش حیات میں شریک ہو کر وہ وہ گل کھلانا کہ چمن عالم بھی انگشت بندناں رہ جائے۔۔۔ اور ایک بیج کو دیکھئے۔۔۔ ننھا سا بیج کیا کیا گل کھلاتا ہے۔۔۔

کس طرح بڑھتا اور پروان چڑھتا ہے پہچانا نہیں جاتا۔ سینہ گیتی
کو چیرتا ہے۔ سر اٹھاتا ہے، فضائے بسیط کی ہوا کھاتا ہے۔ بڑھتا ہے
اور دھیرے دھیرے درخت بن جاتا ہے۔ پتے نکلتے ہیں۔ پھول آتے ہیں
پھل آتے ہیں۔ یہ ساری بہاریں ایک ننھے سے بیج کی ہیں۔ کوئی سوج
بھی نہیں سکتا۔ پھر ہی نہیں وہ درخت ہزاروں لاکھوں بیجوں کو جنم دیتا
ہے اور وہ بیج ہزاروں لاکھوں درختوں کو۔ یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے اور
نہ کھنسنے والا سیلاب امنڈتا رہتا ہے۔ مگر لاحقین کا سابقین سے تعلق ہے
اور ان سب کا اس ایک بیج سے گہرا رشتہ ہے جس کے یہ سب نسلوں نے ہیں۔
کوئی ایسا معقول انسان نظر نہیں آتا جو پھلتے پھولتے درخت کو دیکھ کر
یہ کہے۔

یہ کنچھیاں جو اب پھوٹیں، جب کہاں تھیں؟ یہ پتیاں جو
اب نکلیں، پہلے کیوں پنہاں تھیں؟ یہ پتلی پتلی ڈالیاں جو اب
جھومتی ہیں، نو پیدا ہیں۔ یہ ننھی کلیاں جو اب مہکتی ہیں، تازہ
جلوہ نما ہیں۔ اگر ان میں کوئی خوبی پاتے تو اگلے کیوں چھوڑ
جاتے؟ تو اس کی حماقت پر اس الہی باغ کا ایک ایک
پھول قہقہہ لگائے گا۔

تحریر کو لیجئے۔ بات تصویروں سے چلی تھی۔ تصویروں نے رفتہ
رفتہ حروف کا روپ دھارا۔ حروف سے الفاظ بنے۔ الفاظ سے
جملے بنے اور جملوں سے عبارتیں بنیں۔ پھر عبارتوں سے مضامین بنے،
مقالات بنے اور کتابیں بنیں۔ اور کتابوں سے کتب خانے بھر گئے۔
پھر علم و دانش کا وہ سیلاب امنڈا کہ دنیا دیکھ دیکھ کر حیران ہوئی جاتی ہے،
صدیاں بتیں جو یہ بہا رہیں آئیں۔ اور آ رہی ہیں۔
اور ستران کو دیکھئے۔ ایت آیت اترا ۵۔ بوند بوند برسلا۔

منتشر ورقوں پر لکھا گیا۔۔۔ ایک ایک ورق الگ الگ۔۔۔ پھر ورق ورق جمع ہونے لگے، کتاب بننے لگی۔۔۔ ماں کتاب بن گئی ۴۔۔۔ اب نقلیں تیار ہونے لگیں۔۔۔ پھر وہ نقلیں پھیلنے لگیں۔۔۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے جو بوند بوند اترتا تھا، سیلاب بن کر پھیلنے لگا۔۔۔ پھر خطاطوں نے، فنکاروں نے، جلد سازوں نے، قلمکاروں نے اس میں چار چاند لگائے۔۔۔ جب پریس ایجاد ہوا۔۔۔ جب نئی نئی سائنسی ایجادات ہوئیں تو یہی قرآن کہاں سے کہاں پہنچا۔۔۔ عقل حیران ہے۔۔۔ جو فرمایا تھا کہ ہم نے ذکر اتارا۔۔۔ رب ذوالجلال کا ذکر، محمد رسول اللہ کا ذکر۔۔۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے ۸۔۔۔ یہ فرمان سچ ہو کر رہا۔۔۔ عالم اسلام میں اول اول صرف قرآن تھا، کوئی کتاب نہ تھی۔۔۔ پھر اسی قرآن سے علوم کے دریا بہنے لگے۔۔۔ اور رفتہ رفتہ ایسا سماں بندھا کہ عقل حیران رہ گئی۔۔۔

ایک دیدہ و رعاشق صادق نے ان بہاروں کا کیا خوب نقشہ کھینچا ہے :-
 بے خلش صرصر و اندیشہ سموم اور ہی آبیا ریاں ہونے لگیں، فکر صبا
 نے زمین تدقیق میں نہریں کھودیں، ذہن روان نے زلال تحقیق
 کی ندیاں بہائیں، علماء اور اولیاء کی آنکھیں ان پاک مبارک نئی بہاؤں
 کے لئے تھالے بنیں۔۔۔ خواہاں دین و ملت کے انفاس
 مبرک نے عطر بنیاں سرمائیں۔۔۔ یہاں تک کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا باغ ہرا بھرا، پھولا پھلا، لہلہاتا اور اس کے بھینے پھولوں،
 سپہانے پتوں نے چشم و کام، دماغ پر عجب احسان فرمایا۔۔۔
 والحمد للہ رب العالمین ۹۔۔۔

نمازوں کو دیکھیں رفتہ رفتہ انھوں نے یہ صورت اختیار کی اور عہد نبوی ہی
 میں شباب تک پہنچیں۔۔۔ پھر ترویج عہد نبوی سے چل کر عہد فاروقی میں
 شباب تک پہنچی۔۔۔ پھر اذان جمعہ عہد نبوی سے عہد عثمانی میں شباب تک

پہنچی — پھر اذان کے بعد درود کا سلسلہ رواں ہوا جو کہاں سے کہاں تک پہنچا
خود درود ہی کو لیجئے — درود پڑھنے کا حکم آیا — گویا اس حبیب لبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کی ثنا خوانی کا حکم آیا — عرض کیا گیا ہم کو ثنا خوانی کا سلیقہ بتائیے —
— وہ تو اپنے غلاموں پر کرم فرماتے ہیں — درود ابراہیمی تلقین فرمایا —
— پھر کیا تھا اشارہ پاتے ہی عاشقوں نے دھوم مچادی اور درودوں کی ایسی برسات
ہوئی کہ کھمبائے نہیں کھمتی — ایک اُمّی عاشق صادق کے سینے سے جو سیلاب امنڈا
درود پاک کے اتنے صیغے لکھے کہ دو ضخیم جلدیں تیار ہو گئیں — جس کو کچھ نہ آتا
تھا جب عشق مصطفیٰ نے زبان کھولی تو وہ بولتا ہی چلا گیا — سچ ہے درود و سلام
اُسی نے القا فرمائے جس نے درود و سلام پڑھنے کا حکم فرمایا — وہی رزق
بانٹنے کا حکم دیتا ہے اور وہی رزق عطا فرماتا ہے — کیسا کریم، کیسا رحیم ہے
اپنا ہی مال اپنے غلاموں سے لٹواتا ہے۔

ارشاد فرمایا — ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کیا —
مگر جب یہ کہا گیا اُن کا ذکر سارے عالم میں نہ پھیلا تھا — ہاں اذانوں اور
تمازوں میں اُن کے چرچے ضرور تھے — پھر رفتہ رفتہ اُسی ضابطے کے تحت،
اُسی قاعدے کے تحت ذکر مصطفیٰ کا یہ پودا تناور درخت بن کر سارے عالم پر چھا گیا —
— اور اس بلندی تک پہنچا کہ آج تک کوئی نہ پہنچا — جو چرچے عہد نبوی
میں شروع ہوئے تھے، رفتار زمانہ کے ساتھ ساتھ وہ منتظم ہونے لگے — وہ
ایک شکل و صورت اختیار کرنے لگے — وہ ایسے حسین و جمیل ہو گئے کہ سب کا دل
کھینچنے لگا — سب کا دل ترپنے لگا —

آپ پڑھ چکے ہیں کہ سرکارِ دو عالم نے برسِ منبرِ خود اپنا ذکر فرمایا اور اپنے احوال
بتائے — آپ پڑھ چکے حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) نے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے آپ کی صفت و ثنا کی — آپ پڑھ چکے حضرت عباس بن عبدالمطلب
رضی اللہ عنہ نے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ذکر و ولادت فرمایا —

آپ پڑھ چکے ہیں۔ حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ جب ذکر رسول فرماتے تو کیا کیا اہتمام فرماتے۔ اور آپ پڑھیں گے کہ عارف کامل فاضل اجل امام تقی الدین سبکی رضی اللہ عنہ، علماء کی مجلس میں تشریف فرماتے۔ ذکر مصطفیٰ سننا تھا کہ سب کے سب سرود کھڑے ہو گئے، ۱۲۔ وہ کیا کھڑے ہو گئے آج سارا عالم کھڑا ہو گیا۔ ہاں محفل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بکھرے ہوئے جلوے تھے جو رفتار زمانہ کے ساتھ ایک نقطے پر مرکوز ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ سمٹنے لگے۔ پھر اپنے شباب کو پہنچے۔ رعنائیاں قدم چومنے لگیں۔ تجلیاں بلائیں لینے لگیں۔ عیدوں کی عید آرہی ہے۔ بہاروں کی بہار آرہی ہے۔ آرزوں کی آرزو آرہی ہے۔ تمناؤں کی تمنا آرہی ہے۔ خوشیاں مچل رہی ہیں۔ کہ ایام اللہ کی دھوم مچ رہی ہے ۱۳۔



جب انسان خوش ہوتا ہے، خوشی منانے کو دل چاہتا ہے، شادی رچانے کو دل چاہتا ہے۔ یہ اس کی فطرت ہے، یہ اس کی امنگ ہے۔ دیکھ دیکھ کر مسکراتا ہے۔ دوستوں اور یاروں سے مل کر پھولا نہیں سماتا۔ ایک ایک سے گلے ملتا ہے۔ مبارک باد دیتا ہے اور مبارک بادیں لیتا ہے۔ ہر مذہب و ملت میں اسی جذبے نے عیدوں کو جنم دیا۔ انسان جذبات کا ایک دریا ہے، احساسات کا ایک سمندر ہے۔ اس میں طوفان بھی آتا ہے، اس میں تلاطم بھی آتا ہے۔ خوشیوں میں خوش ہوتا ہے، غموں میں آنسو بہاتا ہے۔ شادی رچانا، سوگ منانا اس کی عادت ہے، اس کی فطرت ہے اور فطرت کے تقاضوں پر کوئی پابندی نہیں لگا سکتا۔ زندگی غموں کے سہارے سنورتی ہے اور خوشیوں کے سہارے آگے بڑھتی ہے۔ سچی خوشیاں زندگی کی بہاریں ہیں یہ نہ ہوں تو جنت، جہنم ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو اللہ نے ہدایت دی اور ایمان لے آئے

مگر طمانیت قلب کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ دعا فرمائیں آسمان سے پکے پکائے کھانوں کے خوانِ نعمت اتریں۔۔۔۔۔ خود کھائیں اور دوسروں کو کھلائیں کہ کافر ایمان لائیں۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا:-

اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے خوان اتر کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی، اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے!۔۔۔۔۔

دعا میں جواری بھی شریک تھے، مطلب یہ تھا کہ جس دن خوانِ نعمت اترے اس دن خوشیاں منائیں۔ اس دن کی تعظیم و تکریم کریں اور اس دن کو ہمیشہ عید بنا کر یادگار بنا دیں۔ اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ جس دن آسمان سے خوانِ نعمت اتر جب وہ دن عید بنایا گیا تو اس دن کیا عالم ہو گا جس دن محبوب بے لعالمین تشریف لائے! صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔۔۔ کھانا نفس کا سرور ہے اور آپ کا تشریف لانا روح کا سرور!

ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آیت کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم الایہ اگر ہم پہ نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔۔۔۔۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔۔۔۔۔ یہ آیت عید کے دن ہی نازل ہوئی ہے،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت یوم جمعہ اور یوم عرفہ کو نازل ہوئی ۱۵۔۔۔۔۔ اس واقعہ سے ایک طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی اہم اور خوشی کے دن عید منانا انسانی فطرت کا تقاضا ہے اور دوسری طرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فطرت کے اس تقاضے کو تسلیم فرمایا اور جواب میں فرمایا

یہ آیت عید کے دن ہی نازل ہوئی ہے ۱۶۔۔۔۔۔

کھانا اتر انبی پر۔۔۔۔۔ آیت اتری رسول پر۔۔۔۔۔ جب وہ دن عید منائے جاسکتے ہیں تو جس دن جانِ نعمت اتری وہ دن تو عیدوں کی عید ہے، فرمایا:-

اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

امام بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں؛ یہاں اُن کے ذکر مبارک کے اشارے ہو رہے ہیں۔ ابتداء میں آپ پڑھ چکے کہ سارا عالم نورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھکاری ہے۔ بیشک وہی اللہ کی نعمت ہیں اور نعمتوں کی اصل۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث روایت فرمائی ہے :-

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوں، فرشتے اُن کا احاطہ

کر لیتے ہیں ۱۹۔

تو اس کے ذکر کا کیا عالم ہوگا جس کا ذکر خود اللہ تبارک و تعالیٰ فرما رہا ہے۔ قرآن ہی فرما رہا ہے کہ درود پڑھنے والوں پر درود و سلام پڑھے جاتے ہیں۔ گویا ذکرِ مصطفیٰ اتنا مرغوب و محبوب ہے کہ ذکر بھی مذکور بن جاتا ہے، طالب بھی مطلوب بن جاتا ہے، محب بھی محبوب بن جاتا ہے، عاشق بھی معشوق بن جاتا ہے۔ ابن عباد نے رسائلِ کبریٰ میں کیا خوب فرمایا :-

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقاریب میں سے ایک تقرب ہے اور وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ولادت کے دن مباح ہے مثلاً روشنی کرنا، اچھا لباس پہننا، جا لوزوں پر سواری کرنا۔ اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ۲۰۔

محفل میلادِ صلی اللہ علیہ وسلم منانے والوں کو علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

دعائیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمتیں فرمائے جس نے ولادت کی مبارک رات کو خوشی و مسرت کی عیدیں بنا لیا تاکہ یہ میلادِ مبارک کی عیدیں سخت ترین علت و مصیبت ہو جائیں اُس پر جس کے دل میں مرض و عیب

ملا علی قاری رضی اللہ علیہ ابن جوزی کا یہ قول نقل فرماتے ہیں :-
 جب لڑائی اپنے نبی کی پیدائش کی رات کو عید اکبر مناتے ہیں تو اہل
 اسلام کو ان سے زیادہ اپنے نبی کی تکریم و تعظیم کرنی چاہیے۔
 عرض کیا جا چکا ہے کہ عادت الہی یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے اور ہر فرد
 عمل رفتہ رفتہ آگے بڑھتا ہے پھر شباب تک پہنچتا ہے۔ کوئی چہرہ
 اچانک ابتداء سے انتہا تک نہیں پہنچ جاتی۔ صدیاں لگتی ہیں۔
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، تابعین، تبع تابعین
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور صلحاءِ اُمت رحمہم اللہ تعالیٰ کی سنتوں اور
 طریقوں کو اپنے دامن میں لئے ہوئے ولادت باسعادت کی خوشیاں بھی فتنہ
 سمٹ کر ایک نقطے پر آگئیں اور پھر باضابطہ اور باقاعدہ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
 وسلم کی محفلیں سجنے لگیں۔ اور ان کو سچنا تھا۔ ویدوں میں
 اشارے ہو رہے تھے، توریت میں اشارے ہو رہے تھے، انجیل میں اشارے ہو رہے
 تھے، اور قرآن میں صاف صاف ہدایت کی جا رہی تھی، حکم دیا جا رہا تھا۔
 تو پھر شباب کی وہ گھڑی کب آئی؟ سید سلیمان ندوی نے
 لکھا ہے :-

میلاد کی مجلسوں کا رواج غالباً چوتھی صدی سے ہوا ہے۔
 اور علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تین صدیوں تک محفل میلادِ مصطفیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم ضابطہ میں نہ آئی پھر جو اس کا سلسلہ شروع ہوا تو آج تک
 قائم ہے، وہ لکھتے ہیں :-

اس کے بعد سے برابر تمام ملکوں اور شہروں میں اہل اسلام عید
 میلاد مناتے رہے ہیں، اس رات لوگ مختلف صدقہ دیتے ہیں،
 اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات
 سناتے ہیں جس کے برکات ان پر ظاہر ہوتے آئے ہیں۔

علامہ سخاوی کے بیان سے یہ تصدیق ہوگئی، محفل میلاد کا باقاعدہ سلسلہ چوتھی صدی ہجری سے شروع ہوا اور بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ذکر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آغاز ہوا تھا وہ انتہا تک پہنچا، ایک ضابطہ قائم ہو گیا اور ایک مستقل صورت و شکل نکل آئی۔

علامہ ابن جوزی نے جن کا تعلق چھٹی صدی ہجری سے ہے، اپنے زمانے سے قبل کا ایک تاریخی واقعہ قلم بند کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ بغداد میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجاتا تھا اور یوم ولادت باسعادت مناتا تھا۔ پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا۔ ہر سال جشن بہاراں دیکھ کر اس کی بیوی کو ٹوہ لگتی، خاوند سے کہا، نہ معلوم ہمارے پڑوسی کے ہاں ہر سال کیا ہوتا ہے جو یہ جشن مناتا ہے۔ خاوند نے جواب دیا:

غالباً یہ مسلمان یہ گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی اس مہینے میں پیدا ہوئے ہیں، ان کی پیدائش کی خوشی میں یہ سب کچھ کرتا ہے کہ اس سے اس کے نزدیک وہ مسرور اور خوش ہوتے ہیں ۲۵۔

یہودیہ بد عقیدہ تھی اس نے انکار کیا، اس کو یقین نہ آیا۔ رات ہوگئی، یہودیہ سوگئی۔ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، اس نے سلام کیا، آپ نے جواب دیا۔ جبران ہوگئی کہ یہودیہ ہوتے ہوئے یہ کرم کیسے فرمایا! مگر اس کو معلوم نہ تھا کہ اس کی قسمت پلٹ گئی ہے، اس کا مقدر کھل گیا ہے۔ اخلاق کریمانہ سے اتنی متاثر ہوئی کہ مسلمان ہوگئی۔ اب معلوم ہوا کہ آپ نے ایک مسلمہ کو سلام کیا تھا، جب سلام کا جواب دیا تو وہ یہودیہ سے مسلمہ ہو چکی تھی۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ اگر میں نے صبح کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گی اور آپ کی محفل میلاد منعقد کروں گی ۲۶۔

خدا کی شان اسی رات اُس کے خاوند نے بھی خواب دیکھا اور صبح وہ بھی مسلمان اٹھا، پھر دونوں نے مل کر میلاد کی محفل سجائی۔

یہ واقعات تاریخ نے ریکارڈ کئے ہیں۔ مگر یہ تو شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ہے۔۔۔ شاہانِ اسلام بھی آپ کے غلامانِ غلام ہیں۔۔۔ جشنِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایانِ شان یہی تھا کہ بادشاہ آپ کی غلامی کا حق ادا کریں اور آنے والے بادشاہوں کے لئے روشن مثالیں قائم کر دیں تاکہ وہ بھی غلامی کا دم بھرتے رہیں۔

معلومہ تاریخ کے مطابق عوامی سطح پر عمر بن ملاً محمد موصلی نے باضابطہ محفلِ میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم قائم کی، یہ ایک نیک اور متقی انسان تھے اور ان کا شمار علمائے امت میں ہوتا تھا۔۔۔ پھر جس بادشاہ نے ان کی پیروی کی اور سرکاری سطح پر جشنِ ولادت باسعادت منایا وہ سلطانِ اربل ملکِ معظم ابو سعید مظفر الدین تھے، جن کا شمار جلیل القدر بادشاہوں میں ہوتا ہے۔۔۔ ابنِ خلکان اربلی شافعی (م۔ ۶۸۱ھ / ۱۲۸۲ء) نے جو اس جشنِ مقدس کے عینی شاہد ہیں جشن کا آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے جس سے مندرجہ ذیل تفصیلات کا کا علم ہوتا ہے :-

① اس جشن میں شرکت کے لئے ہر سال قریب جو ار کے شہروں سے بکثرت لوگ آتے تھے، جن میں علماء، صلحاء، واعظین، حفاظ و شعراء سب ہی ہوتے تھے۔

② آغازِ محرم سے ربیع الاول کے آغاز تک آنے والوں کا اتنا بندھا رہتا تھا۔

③ سلطان ایک وسیع و عریض میدان میں لکڑی کے خوبصورت قُبے اور چیمے بنواتا تھا جن میں امراء اور ارکانِ حکومت قیام کرتے تھے۔

④ ولادت باسعادت کی رات بکثرت جانور ذبح کرتا، قسم قسم کے کھانے پکواتا

⑤ ۱۲ ربیع الاول کی شب یعنی ولادت کی رات مغرب کے بعد قتلہ میں مجلس منعقد ہوتی۔

④ بادشاہ شمع بردار جلو س کے ساتھ محفل میں آتا۔

⑥ ساری رات محفل ہوتی اور صبح کو فریش و فروش بچتے اور محتاجوں کو کھانا کھلایا جاتا۔ عوام و خواص سب ہی کھاتے اور یہ سلسلہ عصر تک جاری رہتا۔ ۲۹

تاریخ مرآة الزماں کے مطابق اس جشن پر اس زمانے میں تین لاکھ دینار صرف کئے جاتے تھے جو آجکل کے کروڑوں روپوں کے برابر ہوں گے۔ ۳۰

اس جشن نے عالم اسلام میں سلطان اربل ابو سعید منظر الدین کا نام روشن کر دیا، اُس کا شہرہ سن کر اُس وقت کے ایک جلیل القدر عالم ابوالخطاب عمر بن حسن دجیہ کلبی اندلسی بلنسی ۳۲ (۲۰۳ھ / ۱۲۳۲ء) نے میلاد پاک پر کتاب لکھی جو غالباً اس موضوع پر پہلی کتاب تھی، اس سے پیشتر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت باسعادت کے حالات قرآن و حدیث اور کتب تاریخ و سیر میں منتشر تھے۔ عالم موصوف نے سب کو جمع کیا اور اس مجموعہ کا نام:

دوالتنویر فی مولد السراج المنیر،

رکھا۔ اس کتاب کا دوسرا نام ”التنویر فی مولد البشیر والنذیر“ بھی ملتا ہے۔ ۳۳
۶۰۴ھ / ۱۲۰۶ء میں عالم مذکور سلطان اربل کے دربار میں حاضر ہوئے اور یہ کتاب پیش کی۔ بادشاہ بہت ہی خوش ہوا اور خوشی میں عالم موصوف کو ایک ہزار دینار یا ایک ہزار اشرفیاں بطور انعام نذر کیں ۳۴۔ سبحان اللہ کیسے کیسے دل والے تھے، کیسے کیسے محبت والے تھے۔ سچ تو یہ ہے۔
دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب کچھ لٹانا عین سعادت ہے۔ جب وہ سامنے ہوں تو پھر کس کے لئے بچا کے رکھیں؟

۸۵ھ / ۱۳۸۳ء میں شاہ مصر نے دھوم دھام سے جشن میلاد پاک منایا

اُس نے ایک عظیم الشان شامیانہ بنوایا جس کے نیچے بارہ ہزار آدمی آتے تھے، بارہ ربیع الاول کی رات لگایا جاتا تھا باقی دنوں لپیٹ کر رکھ دیا جاتا تھا کہ وہ اسی جشن کے لئے مخصوص تھا ۳۵۔ علامہ ابن جریری اس جشن میں شریک ہوئے ہیں، انہوں نے جو چشم دید حالات لکھے ہیں ان سے یہ تفصیلات ملتی ہیں:-

- ① محفل کی شان و شوکت دیکھ کر علامہ ابن جریری حیران رہ گئے۔
- ② اس محفل میں دس ہزار مثقال سونا خرچ کیا گیا ۳۶۔
- ③ کھانے پینے کی چیزیں، خوشبوئیں، شمعیں اتنی دافر مقدار میں تھیں کہ

سبحان اللہ، ماشاء اللہ!

- ④ صرف تران پڑھنے والے چھوٹی عمر کے لڑکوں کے پچیس حلقے تھے ۳۷۔
- باقی تفصیلات اپنی جگہ۔

سلطان ابوحمز موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹبری شان و شوکت سے منایا کرتے تھے جیسا کہ ان کے زمانے اور ان سے قبل مغرب اقصیٰ اور اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے ۳۸۔ اس جشن کی تفصیل حافظ سعید ابو عبد اللہ تونسلی ثم تلمسانی نے اپنی کتاب راح الارواح میں بیان کی ہے ۳۹۔ اس جشن کی خاص خاص باتیں یہ ہیں:-

- ① انواع و اقسام کے کھانے پکوائے جاتے اور خاص عام کی دعوت ہوتی۔
- ② اعلیٰ قسم کے قالین اور پھول دار چادریں بچھائی جاتی تھیں۔
- ③ بڑے بڑے شمع دان روشن کئے جاتے تھے۔
- ④ بڑے بڑے بخوردان جلانے جاتے، خوشبوؤں سے فضائیں مہک جاتیں۔
- ⑤ علمائے کرام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت و ثنا کرتے اور فضائل و شمائل بیان کرتے ۴۰۔

علامہ ابن جوزی جو پانچویں صدی ہجری ختم ہوتے ہی چھٹی صدی ہجری میں ۱۱۵۰ء پیدا ہوئے، جشن ولادت باسعادت پر ان کے زمانے میں عالم اسلام میں جو کچھ ہوتا تھا

اس کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

یہ عمل ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ میں، مصر و یمن و شام تمام بلادِ عرب اور مشرق و مغرب ہر جگہ کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی

①۔ خوشیاں مناتے

②۔ غسل کرتے

③۔ عمدہ عمدہ لباس پہنتے

④۔ زیب و زینت اور آراستگی کرتے

⑤۔ عطر و گلاب چھڑکتے

⑥۔ سرمہ لگاتے۔

اور ان دنوں خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہوتا ہے نقد و جنس وغیرہ میں سے، خوب دل کھول کر لوگوں پر خرچ کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اور میلاد مبارک کے سننے اور پڑھنے پر زیادہ تزک و احتشام کرتے ہیں۔۔۔۔۔ اور اس اظہار مسرت و خوشی کی بدولت خوب اجر و ثواب و درخیر و برکت، سلامتی و عافیت، کسادگی رزق، مال و دولت، اولاد، پوتوں نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے ۴۱۔۔۔۔۔ اور آباد شہروں میں امن و امان اور سلامتی اور گھروں میں سکون و قرار نبی کریم کی محفل میلاد کی برکت سے رہتا ہے ۴۲۔۔۔۔۔

عالم اسلام میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سماں آج سے تقریباً نو سو برس پہلے تھا۔۔۔۔۔ اللہ اللہ! محبت والے کب سے اپنی محبوب کی یاد مناتے چلے آ رہے ہیں!۔۔۔۔۔ حافظ ابوالخیر سخاوی نے لکھا ہے مصر، اندلس، مغرب کے بادشاہ بڑی شان و شوکت سے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے چلے آ رہے

ہیں ۴۳۔ اور لوز الدین ابو سعید بوزانی نے لکھا ہے کہ اس مبارک موقع پر اطرافِ جوانب کے علمائے جمع ہوتے ہیں اور یہ شان و شوکت دیکھ کر کافر و گمراہ لوگ جلتے ہیں ۴۲۔



آپ نے ملاحظہ فرمایا کچھ کم ہزار برس ہو گئے، میلاد کی محفلیں مسلسل سبھی چلی آ رہی ہیں۔ اور اس سے پہلے بھی چار سو برس تک سبھی رہیں۔ مگر تاریخ نے ایک دل آویز اور جاں نواز واقعہ ریکارڈ کیا ہے جس نے محافل میلاد میں چار چاند لگائے۔ عشق و محبت اور سوز و ساز کی ایک نئی جوت جگائی۔

سات سو برس قبل عالم اسلام کے ایک جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی شافعی کے دولت کدے پر مجلس جمعی تھی، علماء کا اجتماع تھا۔ یہاں علم و دانش اور عشق و محبت کے سوا کچھ نہ تھا۔ یہاں جہالت کی تاریکی نہ تھی، یہاں علم و دانش کا اجالا تھا۔ ہاں اس اجاے میں ایک عاشق رسول نے کسی عاشق صادق کا یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ ہے۔

عزت و شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر
صف بہ صف یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جاتے ہیں۔

نہ معلوم شاعر نے کس دل سے یہ بات کہی تھی، دلوں کے پار ہو گئی، سنتے ہی امام تقی الدین سبکی اور اس مجلس کے سارے علماء سر و قد کھڑے ہو گئے، اللہ اللہ وہ کیا کھڑے ہوئے سارا عالم کھڑا ہو گیا۔ عجب کیف کا عالم تھا، جس نے محبت کی ہو وہ ان رموز کو اچھی طرح جانتا ہے۔

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامہ، سجدوں چہ کشاید؟

عقل والے حیران ہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا وہ زندہ ہیں جو ہم کھڑے ہو رہے ہیں۔ ہم تو زندوں کے لئے ہی کھڑے ہوتے ہیں اور وہ بھی جب وہ آمنے سامنے ہوتے ہیں۔ کیا وہ ہمارے سامنے ہیں یا ہم ان

کے سامنے ہیں؟ — مگر نہیں ہم مردوں کے لئے بھی کھڑے ہوتے ہیں —
 آپ نے سنا ہوگا جب کوئی بڑا آدمی مرجاتا ہے تو دنیا کی اسمبلیوں اور
 پارلیمنٹوں میں ایک دو منٹ خاموش کھڑے ہو کر مرحوم کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا
 ہے — وہ تو سامنے نہیں ہوتا، اپنی قبر میں ہوتا ہے — اور تو اور ہم
 کھڑے ہو کر جھنڈے کو سلامی دیتے ہیں اور سلامی لیتے ہیں — ہم کھڑے
 ہو کر قومی ترانے سنتے ہیں بلکہ ایسا بھی ہوا ہے کہ آزادی کے دن ایک وقت خاص
 قومی ترانہ بجا کر سامنے ملک کو کھڑا کیا گیا اور سب کھڑے ہو گئے — کسی نے چوں
 چرانہ کی — تو کھڑا ہونا دور جدید کے انسان کے لئے کوئی نئی بات نہیں
 بلکہ اب تو عادت سی ہو گئی ہے، ماتحت افسر کے سامنے کھڑا رہتا ہے حد تو یہ ہے کہ
 صدیوں ہم نے بیٹھ کر کھانا کھایا، اب ہم بڑے شہروں میں کھڑے ہو کر کھانا کھاتے
 ہیں — پرانے وقتوں میں قیام ضرور نئی بات ہوگی مگر انھوں نے یہ دیکھا
 کہ نام کس کا لیا جا رہا ہے — جس کا نام فرشتے بھی کھڑے ہو کر لیتے ہیں، ہم
 تو پھر بھی انسان ہیں، جب امام وقت کھڑا ہو گیا تو ہم کیوں نہ کھڑے ہوں
 — اور پھر دو جہاں کے سردار، ہمارے اور آپ کے آقا سرکار دو عالم
 صلی اللہ علیہ وسلم تو زندہ ہیں، بلکہ سارا عالم ان کے طفیل زندہ ہے، آپ پڑھ
 چکے ان ہی کے لئے یہ زمین و آسمان سجائے گئے — اب پھر دیکھتے اب
 پھر سنتے، ہاں —

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

وہ زندہ تھے، وہ زندہ ہیں — سنئے سنئے حضرت عیسیٰ نبینا و علیہ السلام

کیا فرما رہے ہیں :-

یقین کرو کہ میں نے اس کو دیکھا ہے اور اس کے حضور خراج عقیدت

پیش کیا ہے اسی طرح جس طرح ہر پیغمبر نے اس کو دیکھا —

— اور دیکھتے وقت اللہ نے اُن کو، اُس کی آمد آمد کی خبر دی ۴۵ —
یہی نہیں بلکہ وہ اپنے حواریوں کو بشارت دے رہے ہیں :-

وہ تمہیں فارقلیط بخشے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا ۴۶ —
اور دیکھتے حواری یحییٰ سے کیا فرما رہے ہیں :-

وہ مجھ پر اور تم پر گواہ ہے ۴۷ —
اب قرآن حکیم کو دیکھتے اور سنئے کہ اُن کا آقا و مولیٰ ان کی شان عالی میں
کیا ارشاد فرما رہا ہے :-

(اے محبوب) ہم نے تمہیں (تمہاری امت کے اعمال پر) گواہ بنا کر
بھیجا اور (مسلمانوں کو) خوشی اور (کافروں کو) ڈر سنانے والا بھیجا تاکہ
اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور
اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرو ۴۸ —
اور سنئے، وہ فرما رہے ہیں :-

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گواہ اٹھیں میں سے اٹھائیں گے۔
کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے ۴۹ —
اور سنئے، کیا فرما رہا ہے :-

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب
تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں ۵۰ —
مندرجہ بالا آیات کریمہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ”شاہد اور گواہ“
کہا گیا — شاہد اور گواہ کے لئے ضروری ہے کہ جس واقعہ کی شہادت دے
جب وہ واقعہ وقوع پذیر ہوا ہو اُس وقت وہ :-

- — زندہ بھی ہو
- — موجود بھی ہو
- — دیکھتا بھی ہو

اگر یہ تینوں یا ان میں سے ایک بات بھی معدوم ہو تو اس کو شاہد نہیں کہا جاسکتا
 نہ اس کی گواہی مقبول و معتبر ہوگی۔۔۔۔۔ اس لئے یہ آیات کریمہ اس حقیقت کی
 شہادت دے رہی ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ہر آن
 اپنی امت کے اعمال کی نگرانی فرما رہے ہیں جبھی تو آپ کو شاہد بنایا جائے گا اور آپ
 کی شہادت پر فیصلہ کیا جائے گا۔ مولانا جلال الدین رومی نے کیا خوب فرمایا ہے:

در نظر بودش مقامات العباد

زیر سبب نامش خدا شاہد بہاد ۵۱

نماز کے قعدے میں تشہد کی تلقین خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمائی۔۔۔۔۔ اس میں الفاظ
 ملتے ہیں :-

السلام علیک ایہا النبی ورحمت اللہ وبرکاتہ ۵۲

اے نبی! آپ پر ہر طرح کا سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں!

نماز میں یہ خطاب اس وقت بھی کیا اور اب بھی کیا جاتا ہے، روزانہ نماز پڑھنے والا
 مسلمان یا بار بار اسی طرح خطاب کرتا ہے اور شاید اس کو پتہ نہیں کہ کسی عظیم ہستی کو خطاب
 کہا ہے۔۔۔۔۔ عربی گرامر کے لحاظ سے جب کسی موجود اور حاضر شخص کو خطاب کریں
 تو علیک کہتے ہیں (یعنی آپ پر یا تم پر)۔۔۔۔۔ کسی غائب اور غیر موجود شخص کے لئے
 یہ لفظ استعمال نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ صحابہ کرام کا یہ معمول تھا کہ جب کسی مسجد
 میں داخل ہوتے تو فرماتے :-

صلی اللہ تعالیٰ و ملائکتہ علی محمد السلام علیک ایہا النبی ۵۲

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔

۔۔۔۔۔ اے نبی! آپ پر اللہ کی رحمت اور سلام ہو۔

صحابہ کرام کو ہر دم آپ کی حیات مبارکہ کا احساس تھا۔۔۔۔۔ نواب صدیق حسن

خاں نے تشہد میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کی حکمت پر اظہار خیال

کتے ہوئے کیا خوب لکھا ہے :-

بچوں کہ ممکنات کی ہر شے اور موجودات کے ہر ایک ذرے میں حقیقت
محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جاری و ساری ہے اس لئے تشہد میں حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا گیا ہے۔ پس آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)
نمازیوں کے وجود میں حاضر ہیں اس لئے نمازی پر واجب ہے کہ اس
حقیقت سے باخبر رہے اور اس مشاہدے سے غافل نہ رہے تاکہ انوار قرب
اور اسرار معرفت سے وہ روشن و سرفراز ہو، ہاں یہ

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعای فرستمت ۵۵

ہم نظر سے محروم ہیں، نہیں دیکھ سکتے، مگر وہ تو ہم کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ دیکھ
رہے ہیں، سنئے سنئے، وہ خود فرما رہے ہیں :-

بیشک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے اور وہ کچھ سنتا
ہوں جس کو تم نہیں سنتے ۵۶

ایک اور حدیث میں یوں فرمایا :-

بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا اور
جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے، سب ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے
کہ اپنی ہتیلی کو دیکھتا ہوں ۵۷

بیشک وہ زندہ ہیں، وہ دیکھ رہے ہیں، وہ سن رہے ہیں، موجود ہیں۔
جس بھی تو ان کے حضور آج تک بلند آواز سے بات نہیں کی جاتی

کہ ان کے آقا و مولیٰ نے ان کے غلاموں کو یہ ادب سکھایا اور ارشاد فرمایا :-

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس نبی کی آواز سے اور ان
کے حضور بات چلا کر نہ کرو ۵۸

صدیاں بیت گئیں، کسی کو جرأت نہیں کہ بلند آواز سے گفتگو کرے

یہ ادب اس محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جو زندہ ہے اور ہمارے اعمال کا نگران ہے۔

صاحب تفسیر روح البیان علامہ اسمعیل حقی فرماتے ہیں کہ آپ نے ہر اس چیز کو ملاحظہ فرمایا جو عدم سے وجود میں آئی، کوئی چیز آپ کی نظروں سے اوجھل نہ رہی۔ یہ وہ نعمت ہے جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں۔ کوئی چیز آپ کی نظروں سے ایک لمحہ غائب نہیں ہوئی، حتیٰ کہ آدم علیہ السلام پر جو کچھ گزری آپ سب ملاحظہ فرمائیے پختے ۵۹

مولانا محمد قاسم نانوتوی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر آب حیات کے نام سے مستقل ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کا تعارف کرتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں :-

یہ تقریر اول مثبت حیاتِ خلاصہ موجودات علیہ اعلیٰ آرا افضل الصلوٰۃ والتسلیمات ہے۔ دوسرے اس اثبات سے اس مردہ دل کو امید زندگانی جاودانی ہے۔ اس رسالے کا نام آب حیات رکھا ہے۔^{۶۰} اسی کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ آیاتِ کریمہ النبی اولیٰ بالمومنین الایہ، اور أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ الْآيَةَ اور مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا رَسُولَ اللَّهِ الْآيَةَ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوام حیات پر دلالت کرتی ہیں۔^{۶۱} مولانا اشرف علی تھانوی نے آیہ کریمہ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ کا ترجمہ یوں کیا ہے :- یعنی اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی حیات اور جان کی قسم ہے ^{۶۲} پھر لکھا ہے :-

اس قسم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیات شریف کی عظمت شان بیان فرمادی ہے۔^{۶۳}

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ کی عظمت و جلالت تو اس آئینہ سے ایسی روشن و تابناک ہے کہ کسی کلام کی گنجائش ہی نہیں، یہ بار بار ٹپھٹی

جاتی ہے اور بار بار سننے کو جی چاہتا ہے۔۔۔۔۔ اس کی گہرائی میں جائیں گے تو کائنات کی وسعتیں سمائی ہوئی نظر آئیں گی۔۔۔۔۔ سنئے سنئے :-

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے مسلمانو! تم

بھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو ۶۴۔

اللہ اکبر!۔۔۔۔۔ اللہ بھی درود بھیج رہا ہے اور فرشتے بھی درود بھیج رہے ہیں

۔۔۔۔۔ کس کیفیت و حالت میں بھیج رہا ہے، کچھ نہیں معلوم۔۔۔۔۔ وہ تو ہر دن

ایک ہی شان میں ہے کل یوم ہونی شان ۶۵۔۔۔۔۔ عرش پر جلوہ گر ۶۶۔

الرحمن علی العرش استوی۔۔۔۔۔ مگر اس کے فرشتے صف بہ صف کھڑے ہیں،

درود پڑھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ اور رب ذوالجلال اُن کی قسم کھا رہا ہے سبحان اللہ!

وَالصَّفَّتْ صَفًّا ۶۶۔

اُن صف بستہ فرشتوں کی قسم

عرش اٹھانے والے فرشتے بھی کھڑے ہیں :-

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے

ساتھ اس کی پاکی بولتے ۶۸۔

وہ تو قیامت کے دن بھی کھڑے ہوں گے :-

(الف، جس دن جبرئیل کھڑا ہوگا اور سب فرشتے پر اباندھے (کھڑے ہونگے)

کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمن نے اذن دیا اور اُس نے ٹھیک بات کہی ۶۹۔

رحب، اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب

کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ۷۰۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر! یہ فرشتے، یہ فرشتے کہیں صف بہ صف کھڑے ہیں، کہیں عرش

اٹھائے کھڑے ہیں، کہیں پر اباندھے کھڑے ہیں، کہیں عرش کے آس پاس حلقہ کئے

کھڑے ہیں۔۔۔۔۔ انہیں فرشتوں کے لئے تو خالق عالم فرما رہا ہے :-

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں ۷۱۔

ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جب کھڑے ہوتے تھے، صحابہ اس وقت تک کھڑے رہتے تھے جب تک آپ حجرہ شریف میں داخل نہ ہو جاتے ۷۲۔
اب آپ امام تقی الدین کی مجلس میں آئیے۔۔۔۔۔ کون امام تقی الدین؟
مجتہد و محدث وقت۔۔۔۔۔ جن کو مولانا عبدالحق مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان القاب سے یاد فرمایا ہے :-

عالم الامر و مقتدی الامر دیناً و ورعاً ۷۳۔

ہاں امت کے آل امام، اور اماموں کے اس پیشوا کے حضور علماء وقت جمع ہیں۔۔۔۔۔ امام تقی الدین کے صاحبزادے شیخ الاسلام ابو نصر عبدالوہاب ابن ابی الحسن تقی الدین سبکی، طبقات کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ علماء کی اس مجلس میں کسی نے امام صصری کے اشعار پڑھے۔۔۔۔۔ وہ امام صصری جن کے متعلق علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی نے سبل الہدی والرشاد میں حسان وقت اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق صادق لکھا ہے۔۔۔۔۔ ہاں انھوں نے جب یہ شعر پڑھا :-

وان تنهض الاشراف عند سماعه

قیاماً صنفوا فاجتبا علی الרכب ۷۴۔

(ترجمہ) بیشک عزت و شرف والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف یہ صف کھڑے ہو جاتے ہیں یا گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جاتے ہیں۔
۔۔۔۔۔ یہ شعر سننا تھا عجب کیف کا عالم طاری ہو گیا۔۔۔۔۔ پوری محفل جھوم گئی۔
۔۔۔۔۔ امام سبکی اچانک کھڑے ہو گئے، وہ کیا کھڑے ہوئے سائے علماء کھڑے ہو گئے۔
۔۔۔۔۔ یہ کھڑے ہونے والے وہ مقدس خضرات تھے جن کے ذہنوں میں عظمتِ مصطفیٰ کے دینے جل رہے تھے۔۔۔۔۔ جن کے دلوں میں عشقِ مصطفیٰ کے چراغ جل رہے تھے۔
۔۔۔۔۔ جن کی نگاہوں کے سامنے محبوبِ ب العالمین کا سراپا تھا۔۔۔۔۔ ان کی نظر قرآن پر بھی تھی۔۔۔۔۔ ان کی نظر حدیث پر بھی تھی۔۔۔۔۔ سب عالم و فاضل تھے، کوئی عامی و جاہل نہ تھا۔۔۔۔۔ یہ مجلس یگانہ و یکتا تھی۔۔۔۔۔ عاشقِ رسول

کے نعتیہ اشعار عاشق صادق نے سنائے اور عاشقوں نے سُننے اور سب کے سب سرود کھڑے ہو گئے۔۔۔۔۔ رب العالمین کو یہ ادا ایسی پسند آئی کہ سارا عالم کھڑا ہو گیا۔۔۔۔۔ وہ اپنے محبوبوں کی اداؤں کو عبادت بنا دیا کرتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے۔۔۔۔۔ وہ اپنے پیاروں سے بہت پیار فرماتا ہے۔۔۔۔۔

امام لقی الدین سبکی شافعی (۶۸۳ھ / ۱۲۸۲ء تا ۷۶۶ھ / ۱۳۵۵ء) آج سے سات سو برس پہلے مجلسِ علماء کے ساتھ کیف و سرور کے عالم میں کھڑے ہوئے۔۔۔۔۔ کیسی مبارک ساعت تھی بارگاہِ الہی میں مقبول ہوئی اور سب کھڑے ہونے لگے۔۔۔۔۔ تمام علماء اور صلحاء امت نے اس ادا کو پسند فرمایا اور پھر یہ ان کا معمول بن گیا۔

پاک ہند کے مشہور و معروف محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م. ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء) (فنِ حدیث میں جن کے کمال اور علمی تبحر کا ہر مسک فکر کے اکابر کو اعتراف ہے) کس عاجزی و انکساری، درد مندی اور دل سوزی کے ساتھ اپنے مولیٰ کے حضور البتائیں پیش کر رہے ہیں اور صلوٰۃ و سلام کے وسیلے سے اپنی بخشش و مغفرت کی دعائیں مانگ رہے ہیں۔۔۔۔۔ سینے سینے وہ کیا فرما رہے ہیں:-

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال، فساد نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری ہی عنایت سے اس قابل ہے۔۔۔۔۔ اور وہ یہ ہے کہ مجلسِ میلاد کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت و خلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ!۔۔۔۔۔

وہ کونسا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟۔۔۔۔۔

اس لئے اے ارحم الراحمین! — مجھے پکا یقین ہے کہ
میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ تیسری بارگاہ
میں قبول ہوگا اور جو کوئی دُرد و سلام پڑھے اور اس
کے ذریعے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی؛

شیخ عبدالحق محدث دہلوی
اخبار الاحیاء، ص ۶۲۲ مطبوعہ کراچی

سید جعفر بزرگنجی نے اپنے رسالے عقد الجواہر فی مولد البنی الا زہرہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں لکھا ہے کہ صاحب درایت و روایت اماموں نے ذکر ولادت
کے وقت قیام کو مستحسن سمجھا ہے ۷۶۔ سچ ہے عوام الناس کی پسند کی بات
ہوتی تو اور بات تھی (حالانکہ عوام الناس کی بات کو بھی شریعت نے نظر انداز نہیں
فرمایا بلکہ بعض حالات میں قانون کی شکل دی ہے۔ تفصیل آئندہ اوراق میں
آئے گی انشاء اللہ)

جعفر بن اسمعیل بن زین العابدین علوی مدنی نے رسالہ مذکور کی شرح لکھی
جس کا عنوان ہے۔

الکوکب الازہر علی عقد الجواہر

اس میں بھی ذکر ولادت کے وقت قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ کس کس کا نام
لکھا جائے۔ پھر بھی چند علماء و فضلاء کے نام پیش کئے جاتے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔
(۱) حافظ ابوشامہ شیخ النووی (۲) علامہ نصیر الدین مبارک (۳) امام ظہیر الدین
(۴) ابو عبد الرحمن بن اسمعیل (۵) امام صدر الدین مویوب بن عمر الجزری (۶) عبد اللہ
سراج حنفی محدث (۷) مفتی حنفیہ عبد اللہ سراج مکی (۸) فقیہ عثمان بن حسن
دمیا مکی شافعی محدث (۹) ابو ذر عہ عراقی (۱۰) علامہ مدنی (۱۱) امام مصر حنبلی،

(۱۲) عبداللہ بن محمد المیر غنی الحنفی مفتی مکہ مکرمہ (۱۳) مفتی مالیکہ حسین بن ابراہیم
مکی (۱۴) مفتی شافعیہ عمر بن ابی بکر مکی (۱۵) مفتی حنابلہ محمد بن یحییٰ ۷۸
(۱۶) علامہ ابو زید (۱۷) سید احمد زین احلان مکی (۱۸) مفتی حنفیہ علامہ
جمال بن عبداللہ بن عمر مکی (۱۹) علامہ انباری (۲۰) شیخ صدیق بن عبدالرحمن
کمال مکی (۲۱) مولانا محمد بن محمد کبھی مکی (۲۲) مولانا حسین بن ابراہیم مکی
مالکی مفتی مالیکہ (۲۳) مفتی مالیکہ حسین ابراہیم مکی (۲۴) مولانا محمد بن محمد
عرب شافعی (۲۵) مولانا عبدالکریم بن عبدالحکیم حنفی مدنی (۲۶) فقیہ
جلیل مولانا عبدالجبار حنبلی بصری (۲۷) مولانا ابراہیم بن خیار حنبلی شافعی
مدنی (۲۸) مفتی حنابلہ مولانا حسن (۲۹) مفتی مالیکہ مولانا محمد شرفی (۳۰) مولانا
احمد فتاح (۳۱) مولانا محمد بن سلیمان (۳۲) مولانا احمد جلس (۳۳) مولانا
محمد صالح (۳۴) مولانا احمد بن عثمان (۳۵) مولانا احمد بن عجلان (۳۶) مولانا
محمد صدوق (۳۷) مولانا عبدالرحیم بن محمد زبیدی (۳۸) مولانا یحییٰ بن مکرم
(۳۹) مولانا علی شامی (۴۰) مولانا علی بن عبداللہ (۴۱) مولانا محمد بن داؤد
بن عبدالرحمن (۴۲) مولانا محمد بن عبداللہ (۴۳) مولانا احمد بن محمد بن خلیل
(۴۴) مولانا عبدالرحمن بن علی حضرمی ۷۹ وغیرہ وغیرہ؛ کہاں تک نام
گنائے جائیں، ایک عالم نہیں۔ ایک عالم قیام کو مستحسن سمجھتا ہے۔
علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی جن کا ۱۹۸۱ء میں ۱۰۴ برس کی عمر میں مدینہ منورہ
میں وصال ہوا ہے ان کے شیخ طریقت محدث بدر الدین حسن شامی مسجد نبوی شریف
میں باب حمت پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے ۸۰۔۔۔ اقبال جیسے
فلسفی اور سرسید جیسے عقل پرست بھی میلاد کی محفلوں میں خلوص دل سے کھڑے ہوتے
تھے ۸۱۔۔۔ مولانا ممتاز علی دیوبندی نے صلوٰۃ و سلام کے وقت قیام کے

بارے میں صحیح فرمایا:-

مگر جو کرتے ہیں وہ بُرا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں ۸۲۔۔۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :-

جب ہم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے آنے کا ذکر کرتے ہیں تو
میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے
احاطہ رویت و سماعت میں آجاتے ہیں۔۔۔۔۔ پس اگر آپ کی نگاہ او
سماعت میں آگئے تو وہی آپ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت
میں ہماری حاضری ہے ۸۳۔

ایک حدیث میں خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔۔ ”میں ہر اس
شخص کے ساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے“ ۸۴۔ سبحان اللہ! جب آپ سُن
رہے ہیں جب آپ دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔ جب آپ ساتھ ہیں تو تقاضائے محبت
کے خلاف ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ کھڑے ہوں ۸۵۔ اکابرین دیوبند کے
شیخ طریقت حضرت حاجی شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۱ھ / ۱۸۹۲ء)
کا یہ معمول تھا کہ وہ محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے اور صلوٰۃ و سلام کے
وقت قیام فرماتے چنانچہ آپ فرماتے ہیں :-

اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکت
سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں ۸۶۔
ایک مرتبہ آپ کھڑے ہوئے تو کیف و سرور کے عالم میں سلام ختم ہونے کے بعد
کافی دیر تک کھڑے رہے۔۔۔۔۔ سچ ہے ۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

مندرجہ بالا تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ ذکر و ولادت کے وقت صلوٰۃ و سلام کے لئے

قیام کا سلسلہ گزشتہ سات سو برس سے جاری ہے۔۔۔۔۔ صاحب ’انسان العیون‘

علامہ برہان الدین حلبی تحریر فرماتے ہیں :-
اکثر و بیشتر لوگوں کی یہ عادت جاری ہو گئی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیدائش کا ذکر سنا فوراً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے گھڑے
ہو گئے ۸۷



الغرض علماء اور صلحاء امت صدیوں سے محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرتے اور صلوٰۃ و سلام کے لئے قیام کرتے چلے آتے ہیں۔ شروع ہی سے مکہ معظمہ میں آپ کی جائے ولادت کو مقدس مقام کی حیثیت حاصل ہو چکی تھی اور یہاں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا تھا۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کے مقالہ نگار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں :- — آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش تمام مسلمانوں کے لئے محترم اور متبرک مقام ہے۔ یہ مقام ابتداء یعنی پہلی صدی ہجری میں اپنی اصلی حالت میں ایک مکان اور گھر کے طور پر برقرار رہا تھا تا آن کہ ہارون الرشید کی والدہ خیزران (م ۱۳۱ھ / ۷۴۹ء) نے اسے ایک زیارت گاہ بنا دیا۔ لوگ عقیدت مندی و حصول برکات کے لئے آپ کے مولد کی زیارت بھی کرنے لگے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس بڑھتی ہوئی عقیدت مندی کا اظہار بافتاعہ طور پر شاندار اور مناسب تعمیر کی صورت میں بھی ہو گیا۔ اب یہاں ایک کتب خانہ قائم ہے ۸۸

اور مکہ معظمہ میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے مقالہ نگار لکھتے ہیں :-

مکہ مکرمہ کی بابت ہمیں ابن جبیر (م ۳۱۳ھ / ۹۲۴ء) کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں انفرادی رسوم کے علاوہ ایک عام جشن سال گرہ اس دن منایا جاتا تھا۔ ابن جبیر اسے اس طرح بیان کرتا ہے کہ گویا ایک بہت دنوں سے قائم شدہ رسم ہے جو مکہ مکرمہ میں ان کے سامنے منائی گئی

اس تقریب کی نمایاں خصوصیت صرف یہ ہے کہ زائرین مولدہ کی تعداد میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اس غرض کے لئے دن بھر کھلا رہتا

ہے ۸۹

ابن تیمیہ نے بھی مجالس میلاد منعقد کرنے پر محتاط خیالات کا اظہار کیا ہے، اُن کے خیالات سے مندرجہ ذیل نکات ملتے ہیں :-

- ① بعض لوگوں کو میلاد منعقد کرنے پر ثواب ہوتا ہے۔
- ② محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کہتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کرنے والے کے لئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے نیز اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم ہے ۹۰۔

مالکی اور شافعی فقہاء نے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل کو مستحسن، باعث اجر و ثواب و خیر و برکت قرار دیا ہے۔ مثلاً زین العراقی، علامہ جلال الدین سیوطی، ابن حجر الحقیقی، علامہ سخاوی، علامہ ابن جوزی وغیرہ۔ مولانا رشید احمد گنگوہی کے استاد حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

حق یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح مبارکہ کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے ۹۱۔

محدثین و فقہاء اس حقیقت کی توثیق فرماتے ہیں کہ مجالس میلاد مبارک عالم اسلام میں ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہیں۔ چنانچہ شارح بخاری علامہ قسطلانی تحریر فرماتے ہیں :- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے پہنچنے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کھاتے رہے اور سرور و ظاہر کرتے چلے آئے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ یادتی

کرتے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنا لیا ۹۳

اور اس مبارک موقع پر مکہ معظمہ میں جو کچھ ہوتا تھا وہ شیخ قطب الدین الحنفی اور شیخ جمال الدین محمد بن جار اللہ بن طہیرہ رحمہما اللہ تعالیٰ کی زبانی سنئے، شیخ قطب الدین الحنفی اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

بارہ ذیح الاول کی رات ہر سال باقاعدہ مسجد حرام میں اجتماع کا اعلان ہو جاتا تھا۔۔۔۔۔ تمام علاقوں کے علما، فقہاء، گورنر اور چاروں مذاہب کے قاضی، مغرب کی نماز کے بعد مسجد حرام میں اکٹھے ہو جاتے۔۔۔۔۔ ادائیگی نماز کے بعد سوق اللیل (بازار) سے گزرتے ہوئے مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (وہ مکان جس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی) کی زیارت کے لئے جاتے۔۔۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں کثیر تعداد میں شمعیں، فانوس، اور مشعلیں ہوتیں (گویا وہ مشعل بردار جلوس ہوتا) وہاں لوگوں کا اتنا کثیر اجتماع ہوتا کہ جگہ نہ ملتی۔۔۔۔۔ پھر ایک عالم دین وہاں خطاب کرتے، تمام مسلمانوں کے لئے دعا ہوتی اور تمام لوگ پھر دوبارہ مسجد حرام میں آجاتے۔۔۔۔۔ واپسی پر مسجد میں بادشاہ وقت، مسجد حرام اور ایسی محفل کے انتظام کرنے والوں کی دستار بندی کرتا۔۔۔۔۔ پھر عشر کی اذان اور جماعت ہوتی، اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے

یہ اتنا بڑا اجتماع ہوتا کہ دور دراز کے دیہاتوں، شہروں، حتیٰ کہ جدہ کے لوگ بھی اس محفل میں شریک ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے تھے؛ (الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام، ص ۱۹۶)

اور شیخ جمال الدین محمد بن جار اللہ بن طہیرہ رحمۃ اللہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ہر سال مکہ شریف میں ۱۲ ربیع الاول کی رات کو (اہل مکہ کا) معمول ہے کہ قاضی مکہ جو کہ شافعی ہیں، مغرب کی نماز کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر کے ساتھ مولد شریف کی زیارت کے لئے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ان لوگوں میں تینوں مذاہب فقہ کے ائمہ، اکثر فقہاء، فضلاء اور اہل شہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں فانوس اور بڑی بڑی شمعیں ہوتی ہیں، وہاں جا کر مولد شریف کے موضوع پر خطبہ ہوتا ہے اور پھر بادشاہ وقت امیر مکہ اور قاضی شافعی (منتظم ہونے کی وجہ سے) کے لئے دعا کی جاتی ہے اور یہ اجتماع عشر تک جاری رہتا ہے اور عشر سے تھوڑا پہلے مسجد حرام میں آجاتے ہیں۔۔۔۔۔ مقام ابراہیم علیہ السلام پر اکٹھے ہو کر دوبارہ دعا کرتے ہیں اس میں بھی تمام قاضی اور فقہاء شریک ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ پھر عشر کی نماز ادا کی جاتی ہے اور پھر الوداع ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔

(الجامع اللطیف فی فضل مکة و اہلبیہا و نبار البیت الشریف بحوالہ القول لفضل)

مطبوعہ ریاض ۱۹۶۹ء، ص ۱۲۵-۱۲۶

اسی قسم کی ایک مبارک محفل میں پاک ہند کے عظیم محدث حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م۔ ۱۱۶۷ھ / ۱۷۶۲ء) جو فن حدیث میں مسلک اہل سنت، مسلک اہل حدیث، مسلک دیوبند وغیرہ کے اکابرین کے امام اور استاذ الاساتذہ ہیں شریک ہوئے ہیں، وہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

مکہ معظمہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے دن میں ایک ایسی

محفل میلاد میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ درود و

سلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے

موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے

ہوا۔۔۔۔۔ تو اچانک میں نے دیکھا کہ اس محفل میں انوار و تجلیات کی بارش

شروع ہو گئی۔ انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کا ہوش نہیں کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے۔ بہر حال جو بھی ہو میں نے غور و خوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجالس میں شرکت پر مامور کئے گئے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول بھی ہوا ہے، (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین ص ۸۱۸۰)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے کہ اہل اسلام میلاد کے زمانے میں ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں ۹۴۔۔۔ مندرجہ بالا تمام تاریخی حقائق و شواہد کی روشنی میں، انسائیکلو پیڈیا کے مقالہ نگار نے مجالس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مسلمہ عالمی حقیقت قرار دیا ہے، وہ لکھتے ہیں: مولد (میلاد) کی تقریب کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسن عقیدت کے اظہار کا بہترین ذریعہ عموماً تمام عالم اسلام میں تسلیم کر لیا گیا ہے۔ ۹۰۔۔۔

ہندوستان کے متاخرین محدثین بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل میں شریک ہوتے اور خود بھی مناتے رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے مبارک موقع پر کھانا پکوا کر کھلایا کرتے تھے۔ ایک سال قحط کی وجہ سے بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہیں آیا، وہی چنے تقسیم کر دیئے، رات کو خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور دیکھا کہ آپ وہی چنے نوش فرماتے ہیں ۹۶۔۔۔ سچ ہے اس دربار عالی میں تو اخلاص کی پوچھ ہے۔۔۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب مکہ معظمہ حاضر ہوئے تو وہاں میلاد مبارک کی محفل میں شریک ہوئے، اس وقت حاضرین محفل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت باسعادت کا ذکر ہو رہا تھا اور وہ خوارق بیان کئے جا رہے تھے جو آپ کی ولادت کے وقت ظاہر ہوئے تھے۔۔۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں:۔

میں نے میلاد کی اس مجلس میں انوار و برکات دیکھے ۹۸۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحب زادے اور محدث وقت حضرت شاہ

عبدالغزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا کہ

① ۱۲ ربیع الاول کو ان کے ہاں لوگ جمع ہوتے، درود کا دورہ

پھر شاہ صاحب آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل اور

بعض احادیث سناتے۔

② اس کے بعد ذکر ولادت، رضاعت، حلیہ شریف اور آثار وغیرہ

کا ذکر ہوتا۔

③ پھر جو کچھ سامنے ہوتا کھانا یا مٹھانی اس پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین

مجلس میں تقسیم کر دی جاتی۔

④ موت مبارک کی زیارت بھی کرائی جاتی۔

(الدر المنظم، ص ۸۹)

الغرض یہ محفلیں یہ مجالس برابر منعقد ہوتی چلی آ رہی ہیں۔ شیخ محمد رضا

مصری نے ۱۹۳۲ء میں اپنی کتاب محمد رسول اللہ، لکھی۔ اس میں وہ لکھتے ہیں

ہمارے زمانے میں بھی مسلمانانِ عالم اپنے اپنے شہروں میں میلاد

کی محفلیں منعقد کرتے ہیں ۹۹۔

پھر اس مبارک موقع پر مصر میں جس طرح جشن منایا جاتا ہے اس کی تفصیلاً

دی ہیں۔ مثلاً

① پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ ظہر کے بعد پیادہ جلوس نکالا

جاتا ہے۔

② وزراء و حکام، شاہ وقت سب شریک ہوتے ہیں۔

③ علماء و مشائخ کا بادشاہ خود استقبال کرتا ہے پھر ذکر میلاد سنتا

ہے، خلعتیں تقسیم کرتا ہے اور مٹھانی تقسیم ہوتی ہے۔

مولانا عبدالحسی لکھنوی نے بھی محافل میلاد میں مٹھانی تقسیم کرنے کا ذکر فرمایا ہے

یہ مجلس مبارکہ ناسازگار حالات کے باوجود مدینہ منورہ میں برابر منائی جاتی رہی مگر نجی طور پر۔۔۔۔۔ مدینہ منورہ میں فاضل جلیس، عارف کامل حضرت مفتی محمد ضیاء الدین ہباجہ مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانے پر یہ محافل اکثر ہوتی تھیں، چنانچہ ۱۹۵۵ء کی ایک محفل کا ذکر کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں :-

۱۹۵۵ء سے ہر دوسرے سال حج پر اور امسال عمرہ پر رمضان المبارک کے مقدس موقع پر میرے مخلص قلبی و زوجی دوست شیخ طریقت شاہ محمد فاروق رحمانی الملقب محبوب رحمانی بڑے اخلاص اور بڑے ذوق و شوق سے فقیر کے ہاں محافل لغت میں تشریف فرما ہوتے، حسب دستور سابق امسال بھی فقیر کے زیر اہتمام انھوں نے ایک عظیم جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرایا جس کی نظیر فی زمانہ کم ملتی ہے ۱۰۳

حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کا دولت کدہ گنبد خضرا کے بالکل سامنے تھا۔

اللہ اکبر! اس محفل پاک میں کیا لطف و سرور ہوگا؟

سبک روانی، اشک و خنک نسیم کرم

نشاط درود بیقرار، کیا کہنا!

اس میں شک نہیں کہ سر زمین حجاز میں عوامی سطح پر جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے اور بعض خواص بھی مناتے ہیں گو حکومت سعودیہ کی نظر میں یہ عمل گمراہی ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔۔۔۔۔ حجاز کے ایک قلمکار عاتق بن عیث الیلادی جو حکومت وقت کے ہم خیال نظر آتے ہیں اصل حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہیں، اہل حجاز کی محبت رسول علیہ التمجید والتسليم کا عالم دکھاتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنا فتویٰ بھی سناتے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ ملاحظہ فرمائیں

۱۲ ربیع الاول حضور علیہ الصلوٰۃ والتسليم کا یوم ولادت ہے جیسا کہ تاریخ

میں آیا ہے کہ آپ کی ولادت سال قبل میں ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔
— یہ مذہبی عیدوں میں سے ایک عید ہے جس میں مسلمان اجتماع
کرتے ہیں لیکن یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

⑤ ولادت کی رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت پیش کرتے ہیں
جس کا آغاز آپ کے ذکر ولادت سے ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی
سعد میں آپ کی کفالت اور معجزات وغیرہ بیان کرتے ہیں، جب ذکر
کرتے کرتے کسی خاص مقام پر پہنچتے ہیں تو اس عقیدے کے ساتھ
کھڑے ہو جاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے وقت بنفس نفیس
تشریف لاتے ہیں۔

⑥ اپنے ساتھ پانی سے بھرا ہوا ایک ٹمکا رکھتے ہیں، جب ذکر اذکار
سے فارغ ہوتے ہیں تو اس ٹمکے سے پانی پیتے ہیں اور اس عقیدے
کے ساتھ سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے تشریف آوری کے بعد اس ٹمکے سے پانی نوش فرمایا ہے۔

⑦ مال دار لوگ صدقہ کے طور پر جانور ذبح کرتے ہیں، روپے پیسے،
جوڑے تقسیم کرتے ہیں، بعض لوگ غلام آزاد کرتے ہیں اور مخالف کے
ساتھ تسامح کرتے ہیں حالانکہ یہ دین کے خلاف ہے جس میں کوئی شبہ نہیں۔

(عالتق بن عیث البلادی: الأدب الشعبي فی الحجاز، العادات والتقالید (الأعیاد) مطبوعہ
مکہ المکرمہ، ۱۹۸۲ء، ص ۱۷۵)

ہندوستان کہنے کو ایک سیکولر ملک ہے مگر وہاں ملک کے طول و عرض میں
بڑی شان و شوکت سے یہ جشن منایا جاتا ہے حتیٰ کہ مسلمان اعیان مملکت بطور خاص جشن
مناتے ہیں، چنانچہ ہندوستان کے سب سے بڑے صوبے اتر پردیش (یو۔ پی) کے راج
بھون (گورنر ہاؤس) میں ۴ جنوری ۱۹۸۸ء کو ترک احتشام سے جشن میلاد النبی منایا
گیا جس میں چہراغاں کیا گیا اور گورنر الحاج محمد عثمان عارف صاحب نے یگر اعیان سلطنت

کے ساتھ شریک ہوئے۔ محفل کا اختتام حسب معمول صلوٰۃ و سلام پر ہوا۔ یہ جشن ۱۹۴۸ء سے ۱۹۷۱ء تک برابر منایا گیا پھر بند ہو گیا تو موجودہ گورنر نے اس کا احیاء کیا۔ ۱۹۷۱ء ہمارے ملک عزیز پاکستان میں عوامی سطح پر بڑے ترک احتشام سے یہ دن منایا جاتا ہے بلکہ پورا ماہ ربیع الاول ہی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے، سرکاری سطح پر وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان عین ۱۲ ربیع الاول کو یہ جشن مناتی ہے اور دو روز تک سلسلہ چلتا ہے، افتتاحی اور اختتامی اجلاس کے علاوہ تین اور اجلاس ہوتے ہیں، پورے ملک بلکہ بعض مرتبہ پوری دنیائے اسلام سے مندوبین اور محققین و علماء شریک ہوتے ہیں، صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان اپنے تمام وزراء اور فوجی افسروں اور دوسرا راکین سلطنت اور راکین اسمبلی کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور خوشی و مسرت کا عجیب رٹا ہوتا ہے۔۔۔۔۔ یہ جشن دارالسلطنت اسلام آباد میں منایا جاتا ہے، راقم بھی شریک ہوتا ہے۔

الغرض پوری دنیا میں جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منایا جاتا ہے۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں :-

سارے جہاں میں آپ کی ولادت کے دن خوشی کرتے ہیں اور اس جشن

میں مشرق و مغرب سب خوشیاں مناتے ہیں ۱۰۵

اور انسائیکلو پیڈیا آن اسلام کے مقالہ نگار یہ تاریخی فیصلہ سناتے ہیں :-

عملاً پوری دنیا میں اسلام میں اس روز خوشی اور مسرت کا سماں ہوتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں :-

آج تمام اسلامی دنیا میں جشن میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) متفقہ

طور پر منایا جاتا ہے ۱۰۶

اگر آپ غور فرمائیں تو جو کچھ محافل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوتا ہے فرداً

فرداً سب کے احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں، مثلاً :-

جالس مبارکہ کو روشنیوں سے جگمگایا جاتا ہے، قمقموں سے سجایا

جاتا ہے۔۔۔۔۔ روشنی کرنا اظہارِ مسرت کا ایک فطری انداز ہے،
سارے عالم پر نظر ڈالیں، آپ کو خوشیوں میں روشنیاں ہی و شنیان
نظر آئیں گی۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں ولادت باسعادت پر خوشی منانے
کا حکم موجود ہے ۱۰۸۔

● محافل مبارکہ کو پھولوں، اگر بتیوں، عطریات وغیرہ سے مہر کا یا جاتا
ہے۔۔۔۔۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو بہت ہی پسند تھی
۔۔۔۔۔ ہر وقت خوشبوؤں میں بسے رہتے تھے۔۔۔۔۔ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہ جب خوشبو کی دھونی لیتے تو لوبان کے ساتھ کافور
بھی ملا لیا کرتے اور فرماتے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دھونی
لیتے لوبان میں کافور ملا لیا کرتے تھے ۱۱۰۔

● مجالس مبارکہ میں قرآن خوانی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ تلاوت قرآن کا حکم
خود قرآن حکیم میں موجود ہے ۱۱۱ اور احادیث میں تلاوت قرآن
کی تاکید اور فضیلت آئی ہے ۱۱۲۔

● محافل مبارکہ میں درود پڑھا جاتا ہے۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں
درود کا حکم موجود ہے ۱۱۳۔۔۔۔۔ درود و سلام حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی مرغوب تھا، احادیث میں اس کی بڑی
فضیلت آئی ہے ۱۱۴۔۔۔۔۔ پھر خلوتوں میں درود پڑھنے کی بڑی
فضیلت ہے تو جلوتوں میں کیوں نہ ہوگی۔۔۔۔۔ بلکہ سرکارِ دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ فرماتا ہے، میں کہ جب مجھے کوئی یاد کرتا
ہے، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں ۱۱۵۔

● مجالس مبارکہ میں نعت خوانی ہوتی ہے۔۔۔۔۔ احادیث میں موجود
ہے کہ صحابہ کرام نعتیہ قصائد و اشعار پیش کرتے تھے اور سرکارِ عالم
صلی اللہ علیہ وسلم خود سماعت فرماتے ۱۱۶۔۔۔۔۔ پھر سارا قرآن سیرت و

اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے، قرآن کو خوش الحانی سے پڑھنے کی تاکید احادیث میں موجود ہے ۱۱۷۔ یہ بھی لغت مصطفیٰ ہی ہے تو لغتوں کو خوش الحانی سے پڑھنا بھی عین منشا، شریعت کے مطابق ہے۔

● — مجالس مقدسہ میں ذکر ولادت باسعادت ہوتا ہے، آپ کے محامد و محاسن اور فضائل و شمائل کا ذکر ہوتا ہے، آپ کے معجزات کا چمچا ہوتا ہے۔ قرآن کریم، احادیث شریفہ اور کتب قدیمہ میں یہ سب ذکر اذکار موجود ہیں ۱۱۸۔ خود حضور الہی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ذکر فرمایا، صحابہ کرام سے سن کر خوش ہوئے ۱۱۹۔ یہ ذکر اللہ کو مرغوب ہے، یہ ذکر آپ کو محبوب ہے۔

● — ذکر اذکار ختم ہونے کے بعد بعض مجالس و محافل مبارکہ میں حاضرین مجلس کھڑے ہو کر دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام پیش کرتے، سلام کا ادب یہی ہے کہ کھڑے ہو کر پیش کیا جائے جب کہ سلام لینے والا دیکھ بھی رہا ہو اور سن بھی رہا ہو۔ پھر یہ تو اللہ کے فرشتوں کی سنت ہے، اللہ کے نیک بندوں کی سنت ہے۔ اس میں نیک بندوں اور عاشقوں کا ہی کلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ کسی کافر فرنگ کی سنت نہیں نہ اس میں کسی دشمن رسول اور گستاخ رسول کا کلام پڑھا جاتا ہے۔ جب ہم اپنی نجی اور اجتماعی زندگی میں کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے طور طریقے اپنا رہے ہیں تو اللہ کے فرشتوں و نیک بندوں کا زیادہ حق ہے کہ ان کے طور طریقے اپنائے جائیں۔

● — محافل مبارکہ میں شیری تقسیم کی جاتی ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدھا چھوڑا رہے کہ دوزخ کی

آگ سے بچو ۱۲۰۔ جب آدھے چھوڑے کی یہ قدر و منزلت ہے تو پھر شیرینی کی کیوں نہ ہوگی خصوصاً جب کہ وہ ولادت باسعادت کی خوشی میں تقسیم کی جا رہی ہو۔

● مجالس مبارکہ میں کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ کھانے کا حکم قرآن حکیم میں جا بجا موجود ہے ۱۲۱۔ احادیث میں بھی اسکی فضیلت آئی ہے اور تاکید کی گئی ہے۔ دعوت کھلانا سنت بھی ہے ۱۲۲۔ الغرض ابتداء سے انتہاء تک مجلس میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر ڈالیں گے تو کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف نظر نہ آئے گی۔ ہاں آجکل بعض باتیں حلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایسی نظر آتی ہیں جو تفریح طبع کے ذیل میں آسکتی ہیں سو اس کے لئے یہ حدیث مبارکہ سامنے رکھیں جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے وقت انسانی نفسیات کے پیش نظر رعایت فرمائی ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ عید کے روز کچھ لڑکیاں کھیل رہی تھیں، اور دن بجا رہی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے تھے۔ اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، انھوں نے لڑکیوں کو جو کھیلنے دیکھا تو ان کو ڈانٹا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا ہی گرم فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔
ان لكل قوم عیداً وھذا عیدنا ۱۲۳

(ترجمہ) ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ یعنی اگر خوشی کے دن کوئی کھیلتا ہے تو اس کو کھیلنے دو، منع نہ کرو کہ یہ انسانی فطرت ہے کہ خوشی میں اس کے جذبات و احساسات کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا کھیل کھیلتا ہے یا ایسی بات کرتا ہے جس کی قرآن و حدیث میں صریحاً ممانعت ہے تو اس کو روکا جائے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک موقع پر محافل منعقد کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کر کے خود کو اس

زندگی میں زندگی اپنے اعمال و اقوال کا محاسبہ کریں اور سنت کے سانچے میں ڈھلنے کی کوشش کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و محبت سے اپنے ویران دلوں کو آباد کریں، دوسروں کے لئے مثال بنیں، چراغ سے چراغ جلائیں، سراج مینر کی روشنی سے گھر گھر، گلی گلی، کوچہ کوچہ، شہر شہر، ملک ملک روشن کریں اور ایسی چاندنی پھیلائیں جو دلوں کی دنیا ہی بدل دے۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بے جان رسم نہیں، یہ جاندار رسم ہے، اس میں زندگی کی حرارت ہے۔

ڈاکٹر محمد اقبال عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں :-
 من جملہ ان ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں، ایک میلاد النبی کا دن ہے۔ میرے نزدیک انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو وہ ہر وقت ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوہ رسول کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ۱۲۴ شخصیت کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر اقبال نے محافل و مجالس کی اہمیت پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا :-

جلسے صرف تماشا نہیں بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور اگلی پچھلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لئے ان کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں کے حالات سن کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہوتے کا فخر اور گھمنڈ دل میں نہ پیدا کرے گی تب تک ان کے سینوں میں الو العزمی اور بلند جو صلیگی جو شش زن نہیں ہو سکتی ۱۲۵

اقبال نے دل لگتی بات کہی کہ قومی شخص کی بقا کے لئے ایسی محافل کا ہونا ضروری ہے

اس وقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا میں منایا جاتا ہے، جس عمل خیر کو عالمگیریت حاصل ہو اس سے والہانہ وابستگی عالم گیر فضا اور عالم گیر اتحاد پیدا کر سکتی ہے؛ دینائے جدید کو اس اتحاد اور اس جذبہ عشق و محبت کی سخت ضرورت ہے۔ مولانا

ابو الحسن علی ندوی نے جو ایک جہاں دیدہ انسان ہیں اپنی ذاتی مشاہدات و تجربات کی روشنی میں پندرہویں صدی میں عالم اسلام کے لئے دس نکاتی پروگرام تجویز کیا ہے، اس پروگرام کی شق نمبر ۳ کے تحت وہ لکھتے ہیں :-

ذاتِ نبوت (علیہ الف الف سلام) سے مسلمانوں کے روحانی اور جذباتی تعلق پیدا ہونے اور برقرار رکھنے کی کوششیں دل میں آپ کے لئے گہری محبت اور مسلم معاشرے میں عشقِ نبوی پیدا کرنے کی کوشش جو ایک مسلمان کی نظر میں آپ کو اہل و عیال یہاں تک کہ اپنی ذات سے زیادہ محبوب بنا دے جیسا کہ صحیح احادیث کے مطابق وہ ایمان کا تقاضا اور اس کی علامت ہے اور اس بات پر ذہنی طور پر پورا اطمینان اور اعتماد کہ آپ —
 ”ختم الرسل، مولائے کل، دانائے سبیل“

ہیں اور ایسے تمام اثرات سے احتراز جو محبت کے ان سرچشموں کو خشک و پایاب سنت پر عمل کرنے، اسوۂ رسول کی پیروی اور سیرت کے مطالعہ کے شعفت اور اس کے تاثر کو کمزور کر دے۔ — یہی وہ وابستگی اور گرویدگی تھی جس نے عجمی قوموں کو اسلام کے رشتے سے منسلک و غیر اسلامی تہذیب اور قومیتوں میں تحلیل ہو جانے سے محفوظ رکھا۔ ۱۲۶

ابو الحسن علی ندوی نے آج جس حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے صدیوں پہلے علمائے حق اس کی طرف توجہ دلاتے رہے اور عشقِ رسول میں وارفتگی و شیفتگی پیدا کرتے رہے پھر بعض ایسے قائدین پیدا ہو گئے جنہوں نے سارا زور توحید پر لگا دیا اور رسولِ کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسان کی صف میں لاکھڑا کیا، شاید وہ اس طرز عمل کے بھیانک نتائج سے بے خبر تھے، یہ نتائج ابو الحسن ندوی نے اپنی آنکھوں سے عالم اسلام میں دیکھے اور وہ اس ہمہ گیر تجربے و مشاہدے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے جس نتیجہ پر علمائے حق پہنچے تھے۔

کاش وہ سوزِ دروں پھر پیدا ہو جائے۔ ہاں سے

عطا اسلاف کا سوزِ دروں کر شریک زمرہ لایحسب نوا کر آمین!



چونکہ ملت اسلامیہ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک فطری اور الہامی لگاؤ ہے اس لئے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ قرن دوم ہی سے شروع ہو چکا تھا اور آج مختلف زبانوں میں اس موضوع پر اتنی کتابیں لکھی جا چکیں اور چھپ چکیں جن کا احاطہ کرنا ناممکن نظر آتا ہے۔ سینٹر منسٹی محمد ظفر علی نعمانی (کراچی) نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ محدث جلیل امام اوزاعی ^{۲۷} علیہ الرحمہ (م ۱۵۶ھ) نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک کتاب لکھی تھی جو بیروت سے شائع ہو چکی ہے۔ یہیں پر امام اوزاعی کا انتقال بھی ہوا تھا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو اب تک جس کو اولیت دی جا چکی ہے اور جس کا ہم نے بھی پچھلے اوراق میں ذکر کیا ہے اس کو اولیت نہیں دی جا سکتی، بلکہ اولیت کے مستحق امام اوزاعی ہیں، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علامہ محمد بن علوی المالکی الحسینی نے اپنی کتاب ^{۲۸} میں چند قدیم مصنفین اور ان کی متعدد تصانیف کا ذکر کیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:-

① حافظ محمد بن ابوبکر بن عبداللہ القیس الشافعی المعروف بہ ابن ناصر الدین دمشقی (۳۷۷ھ / ۳۷۵ھ - ۴۲۲ھ / ۳۸۸ھ) موصوف جامعہ شرفیہ، دمشق کے شیخ الحدیث تھے، ابن تیمیہ آپ سے بہت ہی محبت کرتے تھے۔ موصوف نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مندرجہ ذیل کتابیں تصنیف کیں:-

(۱) جامع الآثار فی مولد النبی للنخار (تین مجلدات)

(ب) اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق

(ج) مورد الصاوی فی مولد الہساوی

② حافظ عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمن المصری المعروف بالحافظ العراقی (۴۲۵ھ / ۳۲۲ھ - ۴۸۸ھ / ۳۸۵ھ) موصوف نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

پر یہ کتاب لکھی :-

المورد الھنی فی المولد النبوی

③ امام محقق ملا علی قاری بن سلطان محمد البروی (م ۱۰۲۳ھ / ۱۶۰۵ء)
جلیل القدر عالم اور محقق تھے۔ موصوف نے یہ

کتاب لکھی :-

المورد الروی فی المولد النبوی

اس کو علامہ محمد بن علوی المالکی نے تعلیقات کے ساتھ مرتب کر کے
پہلی بار شائع کرایا۔

④ حافظ محمد بن عبدالرحمن بن محمد القاہری المعروف حافظ السخاوی

(۸۳۱ھ / ۱۴۲۶ء — ۹۰۲ھ / ۱۴۹۶ء) بے مثال مؤرخ اور

حافظ حدیث تھے۔ موصوف نے میلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

پر ایک کتاب لکھی تھی۔

⑤ حافظ امام عماد الدین اسمعیل بن عمر بن کثیر ۱۲۹ (م ۶۷۷ھ / ۱۳۷۵ء)

جو مختلف علوم و فنون کے ماہر اور بہترین محدث تھے،

ابن تیمیہ آپ سے محبت رکھتے تھے۔ موصوف نے میلاد النبوی

صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھی جس کو ڈاکٹر صلاح الدین المنجد کی

تحقیق کے بعد شائع کیا گیا۔ اردو ترجمہ پاک و ہند سے شائع

ہو چکا ہے جو ترجمہ مولانا افتخار احمد قادری نے کیا ہے۔

⑥ حافظ وجیہ الدین عبدالرحمن بن علی محمد الشیبانی الیمینی الزبیدی

(۸۶۶ھ / ۱۴۶۱ء — ۹۴۲ھ / ۱۵۳۴ء) — امہ

کرام میں سے ہیں، علم حدیث آپ پر ختم ہے۔ موصوف نے

میلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب لکھی جس پر علامہ محمد بن علوی المالکی

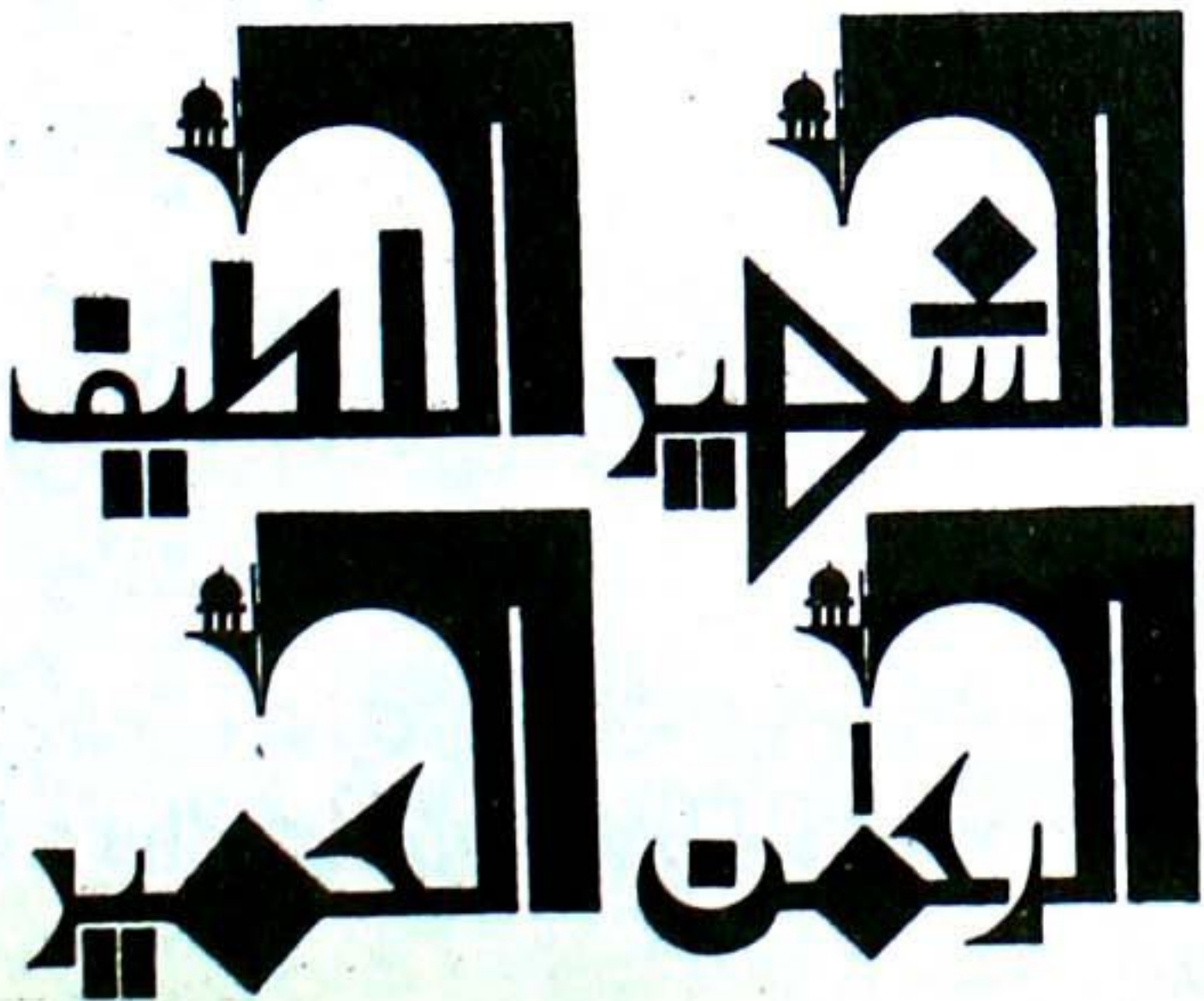
نے تحقیق کی ہے، تعلیقات کا اضافہ کیا ہے اور مندرجہ احادیث کی

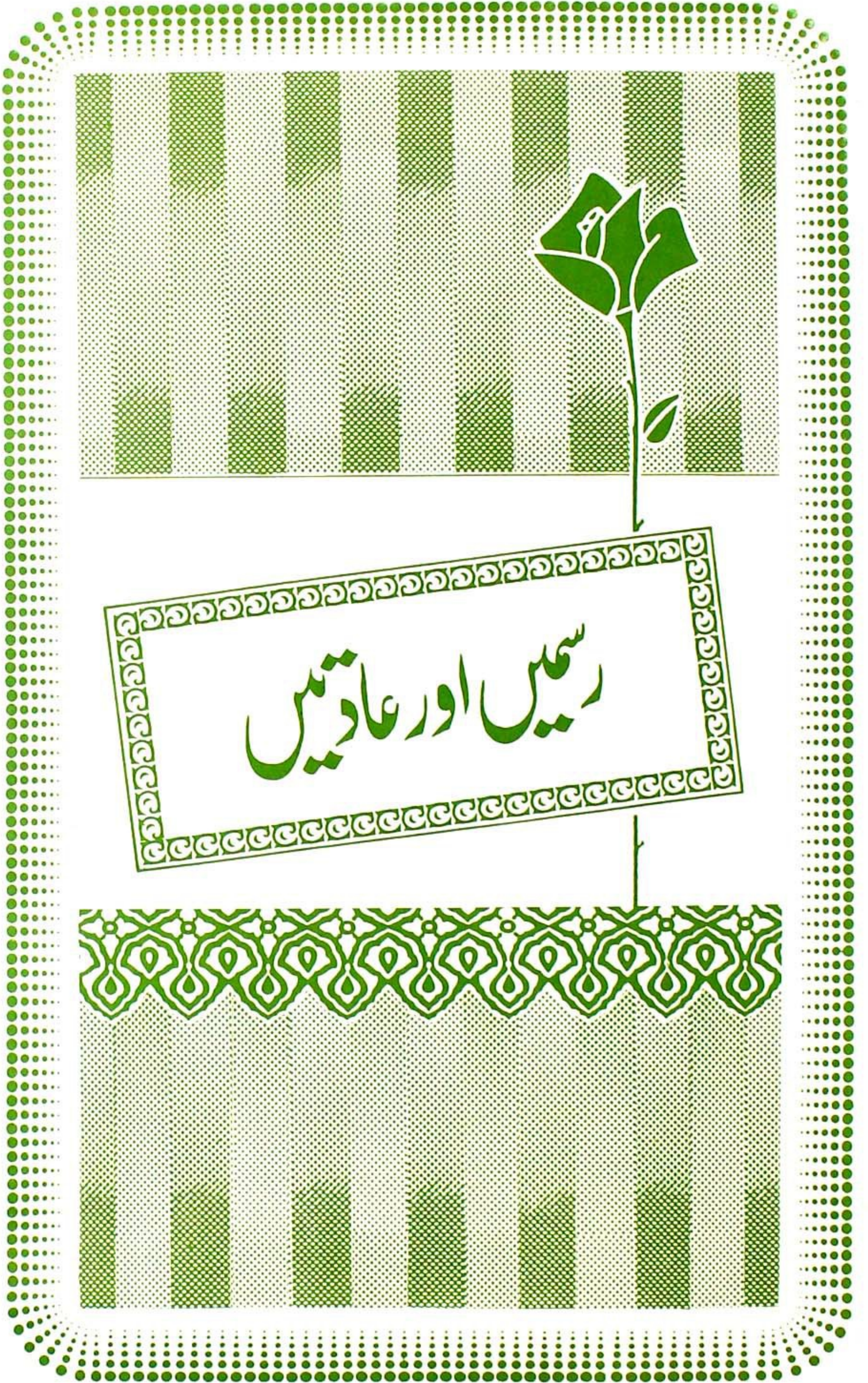
تخریج بھی کی ہے۔

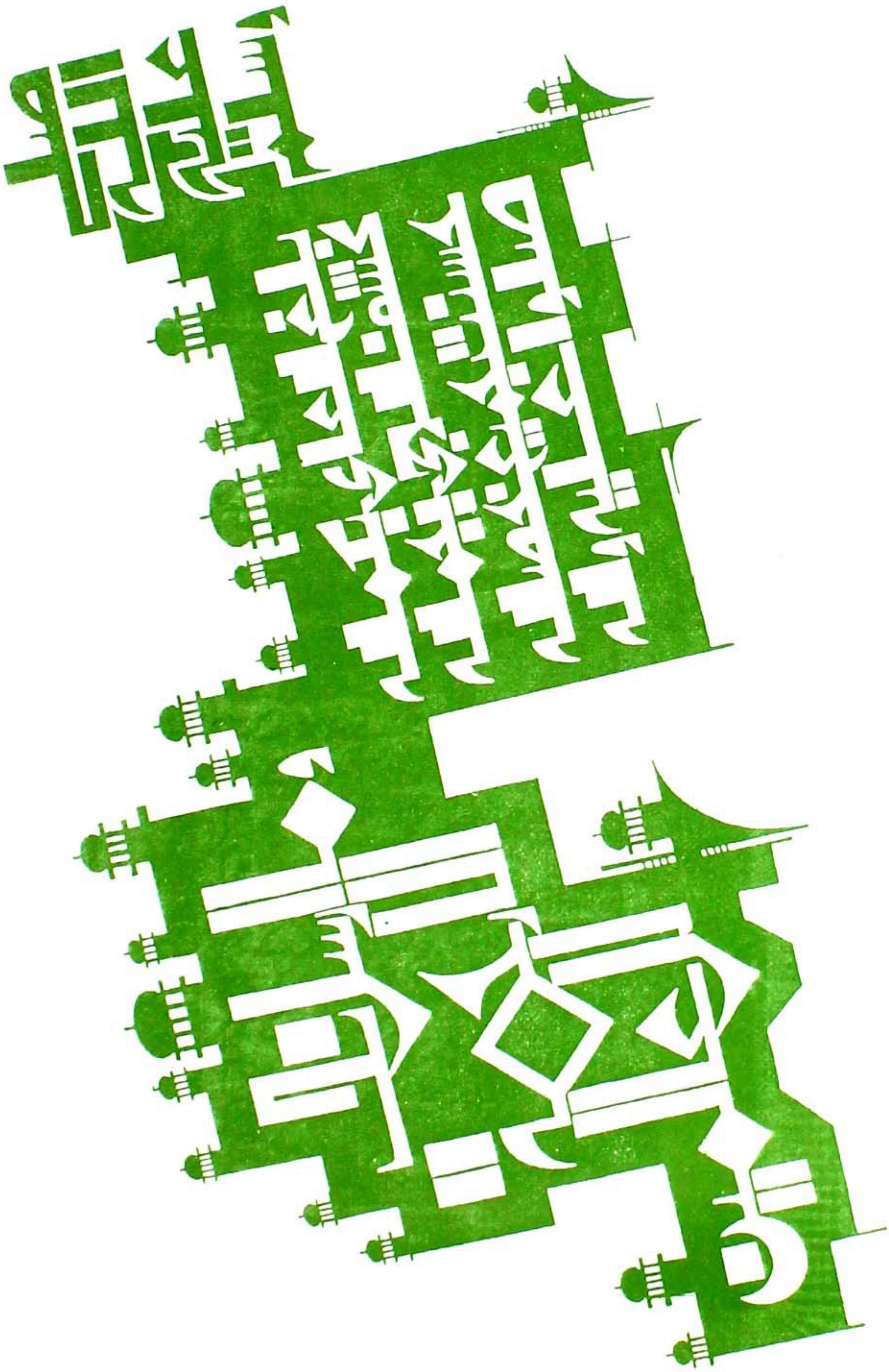
بعض کتابیں یہ ہیں :-

- ۱- محمد بن عثمان دمشقی: الدر المنظم فی مولد النبی الاعظم
- ۲- ابن جنزری: عرف التعریف فی مولد الشریف
- ۳- مجد الدین: نفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
- ۴- جلال الدین سیوطی: الوسائل فی شرح الشامل
- ۵- " " " : حسن المقصد فی عمل المولد
- ۶- ابن حجر مکی: النعمۃ الکبریٰ (یہ رسالہ جواہر البحار کی تیسری جلد میں چھپ چکا ہے)۔

- ۷- احمد سعید دہلوی: سعید البیان فی مولد سید الانس والجان
- ۸- " " : الذکر الشریف فی اثبات المولد المنیف
- ۹- سید جعفر برزنجی: عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر
- ۱۰- جعفر بن اسماعیل بن زین العابدین علوی مدنی: شرح
الکوکب الازہر علی عقد الجواہر







گزشتہ ابواب میں آپ نے ولادت باسعادت اور جشن ولادت کے متعلق تفصیلات ملاحظہ فرمائیں ان تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ زمانہ ماقبل تخلیق کائنات سے ہی ظہور قدسی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور مسلسل ان کے ذکر اور کارہو رہے تھے پھر جب وہ تشریف لے آئے تو سارے عالم میں ان کا چرچا ہونے لگا اور جشن ولادت کا سلسلہ چل نکلا۔۔۔۔۔ یہ وہ حقائق ہیں جو قرآن و حدیث کتب تاریخ و سیر اور کتب ماضیہ سے ثابت ہیں جس میں کسی معقول انسان کے لئے کلام کی گنجائش نہیں لیکن اسلامی معاشرے میں بعض باتیں ایسی بھی رائج ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں اس لئے مناسب خیال کرتا ہوں کہ ایسے حقائق کے بارے میں احادیث سے جو اصول و ضابطہ معلوم ہوتا ہے اس کو پیش کر دیا جائے تاکہ ایک قطعی معیار سامنے آجائے اور اسی معیار اور کسوٹی پر مسلمانوں کے ہر عمل کو پرکھ کر اندازہ لگا لیا جائے کہ وہ شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ۔

مشہور صحابی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حلال وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔۔۔۔۔ اور
حرام وہ ہے جس کو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا۔۔۔۔۔ اور جس
سے خاموشی اختیار فرمائی وہ عفو (جائز) ہے!۔۔۔۔۔

اسی طرح حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ

وسلم نے فرمایا:

اللہ نے کچھ چیزیں فرض کی ہیں، پس انہیں ضائع نہ کرو (یعنی ان
پر ہر حال میں عمل کرو)۔۔۔۔۔ اور کچھ چیزیں حرام فرمائیں ان کی
حرمت نہ توڑو۔۔۔۔۔ اور کچھ حدیں قائم کیں ان سے آگے

نہ بڑھو۔۔۔ اور کچھ چیزوں سے بغیر نسیان کے (یعنی جان بوجھ کر)
خاموشی اختیار فرمائی، ان میں بحث نہ کرو۔۔۔ (یعنی وہ تمہارے لئے
جائز قرار دے دی گئیں ہیں)

مندرجہ بالا دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول
علیہ التحیۃ والتسلیم نے صاف لفظوں میں حلال فرمایا، وہ حلال ہو گیا۔۔۔ اور
جس کو حرام فرمایا، وہ حرام ہو گیا۔۔۔ اور جن امور کے بارے میں کچھ نہ فرمایا وہ
جائز و مباح ہیں۔۔۔ یہ ایک فطری اصول ہے۔۔۔ اب اگر کوئی ایسے امور
کے متعلق جن سے قرآن و حدیث میں خاموشی اختیار فرمائی یہ حکم لگائے کہ یہ حلال
ہے، وہ حرام۔۔۔ اس کے لئے قرآن حکیم کا یہ ارشاد کافی ہے:

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حلال
ہے اور وہ حرام ہے تاکہ اللہ پر جھوٹ باندھو، بیشک جو اللہ پر جھوٹ
باندھتے ہیں وہ کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔۔۔

بلاشبہ مناسب و معقول بات یہی ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم نے حلال کیا، اس کو حلال سمجھیں۔۔۔ اور جس کو حرام کیا، اس کو حرام سمجھیں
اور خواہ مخواہ فقہانہ موثر گائیوں میں مبتلا ہو کر اتحاد کو پارہ پارہ نہ کریں، وہ اتحاد
جو اسلام کا مقصود و مطلوب ہے۔۔۔ کسی چیز کا عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وسلم عہد خلافت راشدہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں ہونا اس کی فضیلت
کی دلیل ہے اور نہ ہونا اس کی حرمت کی دلیل نہیں ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ مباح اور
اور جائز ہو۔۔۔ زمانہ ایک حالت پر نہیں رہتا اس میں انقلابات اور تبدیلیاں
آتی رہتی ہیں اور وہ انسان کی پوری زندگی کو متاثر کرتا ہے، شریعت کے دائرے میں
رہ کر ان تبدیلیوں اور انقلابات کو قبول کیا جاسکتا ہے، اس کے بغیر زندگی گزارنا
ممکن نہیں۔۔۔

ایک بات اور قابل توجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نے جس چیز کے کرنے کا حکم دیا ہے وہ ہر حال میں جائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اس جائز چیز سے منع نہ کیا گیا ہو۔ اسی طرح جس چیز سے منع کیا گیا ہے وہ ہر حال میں ناجائز ہوگی جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں اس کے کرنے کی اجازت نہ ہو۔ یہ موٹی سی بات ہے جس کو سمجھنے کے لئے عام انسان کی عقل کافی ہے۔

مثلاً قرآن حکیم میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا گیا ہے تو یہ تعظیم و تکریم ہر صورت میں جائز ہوگی، تعظیم و تکریم کے مختلف قوموں کے مختلف انداز ہیں اپنے اپنے انداز کے مطابق وہ تعظیم و تکریم کر سکتے ہیں جب تک کہ کسی خاص صورت یا ہیئت میں تعظیم کی ممانعت نہ ہو۔ مثلاً آپ کو یا آپ کے روضہ اقدس کو سجدہ کرنا اس کی صراحتاً ممانعت ہے۔ اسی طرح مردار کھانے کی ممانعت ہے، وہ ہر حال میں حرام ہے، ہاں کوئی خاص صورت مشتہی ہو تو اس میں کھانے کی اجازت ہوگی مثلاً حالتِ اضطرار میں۔

جیسا کہ عرض کیا کہ زمانے میں انقلابات و تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، نئی نئی باتیں سامنے آتی رہتی ہیں۔ اس کے لئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا اچھا اصول ہم کو دیا ہے جس نے ہر قسم کے شکوک و شبہات کو ختم کر دیا۔ آپ نے فرمایا: جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔ یہاں اہل علم و نظر مسلمانوں کی اکثریت مراد ہے۔ اس کی وضاحت ایک اور حدیث سے یوں ہوتی ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم بڑی جماعت (سواد اعظم) کی پیروی کرو۔

پھر مزقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی تشریح یہ کی گئی ہے:-

سواد اعظم بڑی جماعت سے مراد وہ جماعت ہے جس میں مسلمانوں کی اکثریت ہو۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت اور جمہور کے ساتھ رہنے کی شدید تاکید

فرمائی، یہ حدیث ملاحظہ فرمائیں جو ہم سب کے لئے مینارہ لوز ہے۔ حضرت

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

جس طرح بکری کے لئے بھیڑیاء ہے اسی طرح شیطان انسان کے لئے بھیڑیاء

ہے۔ — (بھیڑیئے کی عادت ہے کہ وہ)

○ — گلہ سے بھاگنے والی — اور

○ — دُور چلے جانے والی — اور

○ — ایک جانب رہ جانے والی

○ — (بکریوں) کو پکڑتا ہے

○ — تم اپنے آپ کو گھاٹیوں سے بچاؤ۔

○ — اور ہر حال میں جماعت اور جمہور کے ساتھ رہو۔

بعض حضرات عوام کی رائے کو وقعت نہیں دیتے اور ان کو جاہل و اَن پڑھ سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ — عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کتنے پڑھے لکھے تھے؟ مگر آپ ہمیشہ مشورہ فرماتے اور عوامی رائے کو نظر انداز نہ فرماتے۔ — آپ نے اس رسم کہن کو ختم کر دیا کہ ایک بادشاہ اپنی خواہش نفس سے جو چاہے فیصلہ کر کے عوام پر نافذ کر دے۔ — آپ کے ذاتی فیصلے بھی وحی کے تابع ہوتے تھے، آپ نے کبھی خواہش نفس سے فیصلہ نہیں فرمایا۔ — آپ نے ہر حالت میں مسلمانوں کو اکثریت کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی۔ — آپ نے فرمایا:۔

جس نے جماعت سے ایک بالشت بھر جدائی کی اس نے اسلام کا

حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ ۱۲۔

سیاہی اور عمرانیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو کثرت رائے کو نظر انداز کرنے سے ملت میں انتشار و افراق کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، دور جدید کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں مل جائیں گی بلکہ بعض حضرات نے خود مشاہدہ اور تجربہ بھی کیا ہوگا۔

کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا کہ کثرت رائے نے انتشار پیدا کیا ہو۔ — جو حقیقت تاریخ سے ثابت ہے اللہ اور اس کے رسول علیہ التیجہ والتسلیم نے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کیا تاکہ وہ متفق و متحد رہیں۔ — اسلام کا مقصود باہمی اخوت و محبت ہے۔

”کثرت رائے“ کا ضابطہ بھی اسی مقصود کے حصول کے لئے بنایا گیا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مومن کا دوسرے مومن کے ساتھ وہ علاقہ ہے جیسے ایک عمارت کے اجزاء کہ ان میں سے ایک جزو دوسرے کو مدد پہنچاتا ہے اور ہر ایک کو ایک دوسرے سے استحکام پہنچتا ہے۔

پھر ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر کے مسلمانوں کی باہمی چسپیدگی اور پیوستگی کو تمثیلاً دکھایا۔

حضرت نعمان بن بشر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا:

ملت اسلامیہ فرد واحد کے جسم کی طرح ہے جب اس کی آنکھ یا سر میں تکلیف ہو تو سارا بدن دکھنے لگے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع اسلام علیہ السلام کا مقصود یہ ہے کہ مسلمان کسی صورت میں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، ہر حال میں متحد رہیں اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہیں، اس مقصود کو حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر حال میں مسلمانان عالم کی کثرت رائے کا احترام کیا جائے۔ صدق و سچائی ”کثرت رائے“ میں چھپی ہوتی ہے۔ ایک مثال سے اس حقیقت کا پتہ چلتا ہے سب کو معلوم ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۳ ربیع الاول ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۸ ربیع الاول اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے خیال میں ۱۲ ربیع الاول۔ علامہ ابن جوزی نے یہ تینوں قول پیش کر کے آخری قول کے بارے میں فرمایا کہ وہ زیادہ صحیح ہے۔ دنیا کے سارے مسلمانوں نے آخری قول پر صاد کیا اور جمہور کی رائے یہی ٹھہری۔ آج عام مسلمانوں کو اختلاف رائے کا پتا بھی نہیں کیوں کہ عوامی فیصلہ نافذ ہو چکا۔ اب

ماضی کی طرف عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں برس پیچھے چلئے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتاب بھاگوت پراٹ اٹھا کر دیکھئے۔ اس میں لکھا ہے :-

وہ منظر حق ۱۲ ربیع الاول۔۔۔۔۔ بروز پیر پیدا ہوگا، امن والے شہر میں ایک سردار کے ہاں، جس کا نام عبداللہ ہوگا، اس کی ماں کا نام آمنہ ہوگا ۱۶۔۔۔۔۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا جو فیصلہ عوام و خواص نے صدیوں پہلے کیا تھا اس کی حقانیت اس صدی میں ظاہر ہو کر رہی۔ اسی لئے عرض کیا گیا کہ کثرت رائے میں صداقت پوشیدہ ہوتی ہے اور جماعت و جمہور پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جو اس سے اختلاف کرتا ہے وہ خود بھی تباہ ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی تباہ کرتا ہے۔

”کثرت رائے“ کے جمہوری اصول سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے شریعت میں زمانہ کی حسرت کی قوت کی رعایت کی ہے اور انسانی معاشرے کے انقلابات اور تبدیلیوں کا لحاظ رکھا ہے، اس سلسلے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نہایت ہی اہم ارشاد قابل توجہ ہے، آپ نے فرمایا :-

جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب ہے جب کہ بعد والوں کے ثواب میں کمی نہیں کی جائے گی اور جس نے اسلام میں بُرا طریقہ نکالا تو اس پر اس کا گناہ ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ ہے جب کہ بعد والوں کے گناہوں میں کمی نہیں کی جائے گی۔ ۱۔

اس حدیث مبارکہ میں سنتِ حسنہ (اچھا طریقہ) اور سنتِ سبیئہ (بُرا طریقہ) کی تقسیم کی گئی ہے اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں اور حالات کے تقاضوں کے تحت مستقبل میں بعض لوگ اچھے طریقے نکالیں گے اور بعض لوگ بُرے طریقے۔۔۔۔۔ اچھوں کو ان کی اچھائی کا ثواب ملے گا اور بُروں کو ان کی برائی کا عذاب

پھر ایک حدیث میں بڑے طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-
جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین سے
نہیں ہے، وہ مردود ہے ۱۸۔

اس حدیث پاک کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ :-
جس نے ہمارے دین میں ایسی چیز ایجاد کی جس کی اصل اس دین میں ہے،
وہ محبوب ہے۔

گویا سنتِ حسنہ مرغوب ہے اور سنتِ ستیہ مردود۔۔۔۔۔ انہیں
مردود اور ناپسندیدہ طریقوں کے بارے میں یہ ارشاد بھی ملتا ہے :-
بدترین امور وہ ہیں جو نو پیدا ہوں اور ہر نو پیدا (بڑا طریقہ) اگر ہی ہے ۱۹
اس حدیث کو ہر نو پیدا چیز پر منطبق نہیں کیا جاسکتا کیوں کہ نو پیدا چیزوں اور
طریقوں کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں پہلے ہی صراحت کر دی گئی ہے جس کی تفصیل اوپر
گزر چکی ہے۔

قرآن حکیم میں بھی نو پیدا امور کا ذکر ہے اور اس پر اجر و ثواب کا بھی وہ اس
طرح کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں نے ترک دنیا اور رہبانیت کو از خود
دین میں ایجاد کیا اللہ نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا، وہ رحمن و رحیم ہے، بندوں
پر زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا، ہاں بندے اگر از خود بوجھ اٹھاتا چاہیں تو منع نہیں فرماتا
بلکہ اجر و ثواب عطا فرماتا ہے، یہ عادت الہی ہے چنانچہ جن پیروکاروں نے ترک
دنیا اور رہبانیت کی زندگی گزاری اور اس بدعت کو نبیہا ان کو ان کی نیت اور
حسن عمل کا اجر عطا فرمایا اور جو نہ نبیہا سکے وہ اجر و ثواب سے محروم رہے۔
۔۔۔۔۔ قرآن حکیم میں اس کی تفصیل اس طرح ہے :-

پھر ہم نے ان کے پیچھے اس راہ پر اپنے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے
عیسیٰ بن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں
کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی۔۔۔۔۔ اور راہب بننا، تویہ بات

انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی، ہم نے اُن پر مقرر نہ کی تھی، ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ بنا یا جیسا کہ اس کے بنا ہونے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے اُن کا ثواب عطا کیا۔

(الحمدید: ۲۷)

مندرجہ بالا آیت سے یہ نکات اخذ کئے جاسکتے ہیں :-

- ① اللہ کی رضا چاہنے کے لئے دین میں نئی بات نکالی جاسکتی ہے؛
- ② جو بات اس مقصد کے لئے دین میں نکالی جائے اس کو ہمیشہ کرتے رہنا چاہیے، چھوڑنا نہیں چاہیے۔
- ③ ایسی نئی باتوں اور بدعتوں پر اگر پابندی سے ان پر عمل کیا جائے اللہ کی طرف سے اجر و ثواب ملتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم میں ہر چیز کا بیان اور ہر بات کا جواب ہے، یہ سہاڑی بد نصیبی ہے کہ عقل و دانش اور وساوس شیطانیہ ہم کو پریشان خیال رکھتے ہیں۔ — بہر حال سنن حسنہ کے ساتھ ساتھ سنن سنیہ بھی بدعات میں شامل ہیں جو بیشک گمراہی ہیں۔ — امام شاطبی نے کتاب الاعتصام میں سنت سنیہ کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے :-

دین میں وہ خود ساختہ طریقہ جو شریعت کے مشابہ ہو، اُس پر چلنے کا وہی مقصد ہو جو طریقہ شرعیہ سے مقصود ہوتا ہے ۲۔

اس اجمال کی اگر تفصیل کی جائے تو بہت سی ایسی باتیں مردود کھڑتی ہیں جو ہماری نگاہ میں محبوب ہیں۔ — مثلاً سال میں ملک کے ایک گوشے میں ملک کے مسلمانوں کو جمع کر کے عبادت کرنا اور لمبی لمبی دعائیں مانگنا۔ — شریعت میں نماز پنجوقتہ میں محلہ کی مسجد میں سب کو جمع کیا گیا ہے، نماز جمعہ کے لئے شہر کی بڑی مسجد میں اور نماز عید کے لئے شہر سے باہر عید گاہ میں۔ — اس سے زیادہ اللہ نے اپنے بندوں کو تکلیف نہیں دی۔ ہاں جو مکلف

ہیں ان پر حج فرض کیا گیا بشرط استطاعت۔ اب اگر کوئی میدان عرفات کے اجتماع کی نقل کرتا ہے اور بغیر تکلیف شرعی کے لوگوں کو جمع کرتا ہے تو وہ ایسی بدعت کا مرتکب ہے جس کا ذکر امام شافعی نے کیا ہے اور جس کا ذکر حدیث میں بھی ہے۔ بہر کیف نوپیدا امور کو دو خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے، وہ امور جن کی اصل دین میں موجود ہے یقیناً محبوب و محمود ہیں۔^{۲۲} جیسے بیج اور درخت۔ درخت کی ایک ایک ٹہنی، ایک ایک پتے، ایک ایک پھول کا تعلق بیج سے ہے گو بظاہر بیج پر نظر رکھنے والا تعلق محسوس نہیں کر سکتا مگر جس کو علم و بصیرت حاصل ہے وہ اس تعلق کو پالے گا۔ اور وہ امور جن کی اصل دین میں نہیں وہ مردود ناپسندیدہ ہیں۔^{۲۳}

ایک بات اور ذہن نشین ہے کہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے جیسا کہ حدیث شریف میں صراحت موجود ہے۔^{۲۴} اس سے معلوم ہوا کہ بعض ناپسندیدہ نظر آنے والے امور بھی اچھی نیت کی بنا پر امور خیر میں شمار کئے جاتے ہیں۔ علامہ ناصر الدین ابن الجوزی نے خوب فرمایا :-

مقاصد، فعل کے احکام کو تبدیل کر دیتے ہیں۔^{۲۵}

مثلاً ایک شخص اپنے بچوں کی شادی پر چہراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے، دوسرا شخص جشن عید میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چہراغاں کرتا ہے، ہزاروں روپے خرچ کرتا ہے۔ دونوں نے چہراغاں کیا، دونوں نے ہزاروں روپے خرچ کئے۔ مگر ایک کا مقصود نمود و نمائش کے سوا کچھ نہیں اور دوسرے کا مقصود تعظیم و تکریم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ پہلی کی نیت مردود، مقصد ناپسندیدہ اور دوسرے کی نیت مقبول اور مقصد پسندیدہ۔ اسی لئے متحدہ عرب امارات کی عدالت شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے محفل عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا :-

بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور بُرے امور پر منحصر ہے اگر وہ

اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر بُرے ہیں تو قابلِ مذمت ۲۶



بعض حضرات ایسے بھی نظر آئیں گے جنہوں نے پسندیدہ امور کی بھی مخالفت فرمائی ہے۔۔۔۔۔ اس مخالفت کی کئی وجوہ اور اسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً:

① اختلاف کرنے والے کی نظر میں وہ چیز پسندیدہ نہیں اُس نے اخلاص کی

کی بنا پر اُس کی مخالفت کی ہو جیسے بیعت الرضوان کے موقع پر حضور

الوزصلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اختلاف

جو عارضی تھا اور بعد میں اُن کو نادم ہونا پڑا۔۔۔۔۔ یا قرآن

کریم کی تدوین سے متعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے اختلاف لیکن بعد میں اُن کو حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کی رائے صائب معلوم ہوئی اور انھوں نے رجوع فرمایا۔

② انسان تجربات و مشاہدات کے بعد کسی حتمی نتیجے پر پہنچتا ہے اگر اس کو

بصیرت حاصل ہے تو نتیجہ جلد سامنے آجاتا ہے ورنہ برسوں بعد پتا چلتا

ہے کہ وہ شے پسندیدہ ہے یا ناپسندیدہ، اس لئے اختلاف کی ایک

صورت یہ ہے کہ اختلاف کرتے والے نے عدم بصیرت کی بنا پر

اختلاف کیا ہو پھر جب تجربات و مشاہدات کی روشنی میں یہ ثابت

ہو گیا کہ واقعی وہ پسندیدہ ہے تو اختلاف کرنے والے نے اپنا

فیصلہ بدل دیا ہو۔

③ اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ چیز کسی خاص وقت میں فرود یا

افراد کے لئے غیر مفید اور مضر ہے اس لئے جس طرح طبیب اور حکیم

مریضوں کو بعض جائز اور حلال چیزوں سے سخت پرہیز بتاتا ہے اسی طرح

اس نئے وقت معین کے لئے منع کیا ہو اور بعد میں اس کو جائز اور

پسندیدہ قرار دے دیا ہو۔

۴) بعض انسانی طبائع ایسی ہیں کہ ان کو ابتداء میں ہر نئی چیز بُری لگتی ہے اس لئے مخالفت کی ایک صورت یہ ہے کہ طبعاً اس چیز کی مخالفت کی ہو پھر زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ ناپسندیدہ رفتہ رفتہ پسندیدہ ہو گئی ہو،

۵) مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مخالفت کرنے والا اپنی انا کو قائم رکھنے کے لئے دوسرے کے مقابلے میں ایک پسندیدہ چیز کو ناپسندیدہ کہے اور اپنی ضد پر قائم رہے حالانکہ اس کو معلوم ہے کہ جس چیز کی مخالفت کر رہا ہے وہ حقیقتاً پسندیدہ ہے صرف اپنی بات رکھنے کو وہ ضد پر قائم ہے۔

۶) اختلاف کی ایک صورت یہ ہے کہ اختلاف کرنے والا کسی ساریش کا شعوی یا غیر شعوری طور پر تشکار ہے اور وہ دشمنوں کے بعض عزائم کی تکمیل کے لئے مخالفت کر رہا ہے۔ ایسی مخالفت کرنے والا مندرجہ بالا تمام مخالفت کرنے والوں سے شدید تر ہوتا ہے اور جس چیز کی مخالفت کرتا ہے اس کو ختم کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کرتا ہے حتیٰ کہ کشت و خون سے بھی دریغ نہیں کرتا؛

حضرت شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ نئی نئی رسموں کے ایجاد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:-

کبھی وہ ان امور کی تفصیل و تشریح ہوتی ہے جن کو لوگ اپنے دلوں میں موجود دیتے ہیں اور اپنی دلی شہادت سے ان کو قبول کر لیتے ہیں ۲۷ پھر انہی رسوم کی افادیت اور ان کی مخالفت میں ہلاکت کی نشاندہی فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:-

اور مستعمل طریقے اپنی اصلی حالت میں درست ہوتے ہیں اس لئے کہ ان سے عمدہ تدابیر کی حفاظت ہوتی ہے اور ان کے ذریعہ سے افراد انسانی کو کمالی نظری یا عملی حاصل ہوتا ہے اور ان کے نہ ہونے سے

اکثر لوگ بہائم طبع ہو جاتے ہیں ۲۸ —

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ سنن حسنہ (اچھے طریقے) جنہوں نے انسان کے فطری تقاضوں کے تحت جنم لیا ہو اور انسان کے فکری اور عملی کمال میں مددگار ہوتے ہوں، اگر ان کو روکا جائے تو انسان درندہ صفت ہو جاتا ہے اور ایک دوسرے کا خون بہانے لگتا ہے۔ تاریخ جدید اور قدیم میں ایسی مثالیں مل جائیں گی جن سے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔

رسوم کی تبدیلیوں کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے یہ اظہار خیال کیا ہے :-

زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، انسانوں کی طبائع، ان کے افکار اور ان کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ ہی بدلنے رہتے ہیں، لہذا ہزاروں کے منانے کے طریقے اور مراسم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور ان کے استفادے کے طریقے بھی بدلتے رہتے ہیں، ہمیں چاہئے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونا لازم ہیں ان کو مد نظر رکھیں ۲۹ —

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسم کے لئے ویٹا منر ضروری ہیں اسی طرح معاشرے کی تشکیل و تعمیر اور ترقی کے لئے سنن حسنہ (اچھے طریقوں) کی ایجاد ضروری ہے۔ اسی لئے حدیث پاک میں ان کی رعایت رکھی گئی۔ یہ سنن حسنہ ایسی ہی ہیں جیسے جسم کے لئے لباس۔ اور لباس حالات کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں ان کی وضع قطع ایک حالت پر نہیں رہتی۔ اسی طرح رسم و رواج میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ مثلاً عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم منانے میں بعض امور ایسے دیکھنے میں آتے ہیں جو پہلے نظر نہ آتے تھے۔ متحدہ عرب امارات کی عدالت عالیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک اس پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :-

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہر بھی ہوتے ہیں

لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امور نہ ہوں تو وہ مباح ہیں جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور الود صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے ۳۱۔

جشن ولادت یا سعادت کے سلسلے میں کوئی بات بظاہر ناپسندیدہ بھی نظر آئے تو متعرض کو مولانا محمد قاسم نانوتوی کے یہ اشعار پیش نظر رکھنے چاہئیں آپ فرماتے ہیں :-

عجب نہیں تیری خاطر سے تری امت کے
گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار
بکس گئے آپ کی امت کے جرم ایسے گراں
کہ لاکھوں مغفرتیں کم سے کم یہ ہونگی نثار ۳۲۔



جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ نوپیدا چیزوں میں بعض شریعت کی نگاہ میں پسندیدہ ہیں اور بعض ناپسندیدہ۔ یہ بھی عرض کیا گیا کہ پسندیدہ چیزوں کے بارے میں بعض حضرات اختلاف رائے رکھتے ہیں پھر اس اختلاف رائے کی کسی صورت میں وراسبا پیش کئے من جملہ دیگر صورتوں کے ایک صورت یہ پیش کی گئی کہ اختلاف رکھنے والا اولہ مخالفت کرنے والا شعور می یا غیر شعوری طور پر کسی سازش کا شکار ہو اور جان بوجھ کر یا ان جانے کسی پوشیدہ مقصد کی تکمیل کے لئے مخالفت کر رہا ہو۔ یہاں اس نکتے کی مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

تاریخ شاہد ہے کہ صدیوں تک مسلمان میدان جنگ میں یہود و نصاریٰ کو شکست دیتے رہے اور خود صدیوں تک ناقابل تسخیر بنے رہے۔ آخری دور میں بھی ان کی حکومت و سلطنت یورپ، افریقہ اور ایشیا تین براعظموں پر پھیلی ہوئی دنیا کی سب سے بڑی مملکت تھی جس کو سلطنت عثمانیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ میدان جنگ میں شکست کھا کر دشمنان اسلام نے نظر پاتی جنگ چھیڑ دی اور عالم اسلام کے فکری اتحاد کو پارہ پارہ کر کے ان کو جماعتوں اور گروہوں میں تقسیم کر دیا، یہ جنگ گزشتہ تین

صدیوں سے اب تک جاری ہے۔

جب ہندوستان میں انگریزی کا عمل دخل ہوا تو بعض حضرات نے انگریزی تعلیم کی سخت مخالفت کی اور بعض خاندان برسوں اس تعلیم کی مزاحمت کرتے رہے۔ اصل میں لٹریچر اور زبان اپنے دامن میں خیالات و تصورات کا ایک سرمایہ رکھتے ہیں، پڑھنے والا ان سے متاثر ہوتے بغیر نہیں رہ سکتا۔ رفتہ رفتہ اس کے نظریات میں تبدیلی آنے لگتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ بدلنے لگتا ہے اور پھر بدل ہی جاتا ہے۔ سرسید احمد خان نے انگریزی تعلیم اور تہذیب و تمدن کی پرزور حمایت کی، ان کو اندازہ نہ تھا کہ اس سے ملت اسلامیہ میں کتنا بڑا انقلاب آئے گا، وہ سمجھتے رہے کہ ان کے قائم کردہ جامعہ سے طلبہ پکے اور سچے مسلمان بن کر نکلیں گے۔ لیکن آخر عمر میں جب انھوں نے اپنی فضل کو تیار ہوتے دیکھا تو سخت مایوس ہوئے اور ایک مکتوب میں یہاں تک لکھا کہ میں تو سمجھ رہا تھا کہ یہ مسلمان رہیں گے، یہ تو زندیق اور ملحد ہو گئے۔ تو عرض یہ کر رہا تھا کہ لٹریچر اور زبان اپنے ساتھ نظریات و تصورات لاتے ہیں جو پڑھنے والوں کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتے۔ چنانچہ انگریزی تعلیم حاصل کرنے والوں میں بالعموم یہ تبدیلی آئی، جو نماز پڑھتے تھے، انھوں نے نمازیں چھوڑ دیں، جو روزہ رکھتے تھے انھوں نے روزے چھوڑ دیئے، جو لوٹیاں اوڑھتے تھے، انھوں نے لوٹیاں اتار دیں۔ جو دارتھیاں رکھتے تھے، انھوں نے دارتھیاں تک منڈوا دیں۔ جو بیٹھ کر کھاتے تھے وہ کھڑے ہو کر کھانے لگے۔ جو اللہ اور اللہ کے محبوبوں سے محبت کرتے تھے، وہ اغیار سے محبت کرنے لگے۔ بیشک دشمنان اسلام کی یہی کوشش رہی کہ عاشقان رسول کو گستاخی رسول کے شجر ممنوعہ کی طرف اس دل با انداز سے متوجہ کیا جائے جس دل کش انداز سے شجر ممنوعہ کی طرف ابلیس نے آدم علیہ السلام کو متوجہ کیا تھا اور کہا تھا کہ کیا ایسی چیز نہ بتا دوں جس کو کھا کر تم ہمیشہ ہمیش اسی جنت میں رہو اور ایسی سلطنت نہ دوادوں جو قائم و دائم

ہو اور ایسی زندگی جو جاوداں ہو ————— بات بڑی دل ربا تھی ————— پھر وہی ہوا
جو رب کو منظور تھا ————— دشمنان اسلام اس دنیا میں قصہ ابلیس و آدم کو پھر دہرانا
چلتے ہیں ————— وہ آدم (علیہ السلام) جس نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام
نامی کے طفیل اللہ کی خوشنودی حاصل کی، اس کی اولاد کو گستاخی رسول کا سبق
سکھا کر جہنم میں دھکیلنا چاہتے ہیں؛

اسلامی تاریخ و سیاست کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ "عشق رسول"
سے ملت اسلامیہ میں جہاں گیری کی قوت پیدا ہوئی اور اتباع رسول سے جہاں بانی و جہاں
آرائی کا سلیقہ آیا ————— جس ملت میں جہاں گیری و جہاں بانی اور جہاں آرائی کا
جوہر نہ ہو وہ حکومت نہیں کر سکتی، اس کی قسمت میں غلامی لکھ دی جاتی ہے —————
آزادی میں عشق رسول کی جو کیفیت تھی وہ اپنی جگہ، غلام ہندوستان کے مسلمانوں
میں بھی اس قدر ایمانی حرارت تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ادنیٰ
گستاخی برداشت نہ کی جاتی تھی یہی وجہ ہے کہ سرفروشان اسلام میں غازی عبدالشہید
شہید غازی میاں محمد شہید غازی عبدالقیوم شہید غازی محمد صدیق شہید اور
غازی علیم الدین شہید ۳۳ وغیرہ نے گستاخانِ رسول کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے
خاموش کر دیا اور خود مسکراتے ہوئے تختہ دار پر چڑھ گئے۔

فتمت نکرہ کہ کشتہ شمشیر عشق یافت

مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

اب حالات سامنے ہیں، وہی زمین، وہی آسمان، وہی ہم ————— مگر ہم
ایسے بدلے کہ گستاخانِ رسول سے باز پرس تو کیا کرتے خود گستاخیاں کرنے لگے
اور پاک صاف دلوں میں وسوسے پیدا کر کے ابلیس کی صف میں کھڑے ہو گئے۔
سنیئے و شران حکیم کیا کہہ رہا ہے؛

آپ کہہ دیجئے میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا پروردگار ہے
جو سب لوگوں کا بادشاہ ہے، جو سب لوگوں کا معبود ہے —————

— اس کے شر سے جو دلوں میں بڑے خطرے ڈالے اور دباک ہے
 — وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے، ہیں جن اور آدمی۔
 یہ دیکھنے والا دلوں میں وسوسے ڈالنے والا، خدا اور رسول سے دُور کرنے والا ملت
 میں تفرقے ڈالنے والا دل کو دل سے جدا کرنے والا خدا کے نزدیک اسی طرح پناہ
 مانگنے کے قابل ہے جس طرح ابلیس اور شیطان کیونکہ یہ سب کام مصلحین کے نہیں،
 مفسدین کے ہیں۔ — دور جدید کی تمام دماغ سوزیوں اور بکت و مباحثہ کا
 مقصد یہ ہے کہ گرمی عشق مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) دل سے نکل جائے اور مسلمان جسد
 بے روح بن کر رہ جائے۔ — ایک جدید اسلامی تحریک سے متاثر ایک نوجوان سے
 راقم نے دریافت کیا، سچ کہئے کیا آپ اپنے دل میں حضور الوصلی اللہ علیہ وسلم کے لئے
 سرفروشانہ جذبہ پاتے ہیں جو آن کی آن میں آپ کو جان دینے پر آمادہ کر دے؟
 انھوں نے نہایت سچائی کے ساتھ لفظی میں جواب دیا اور کچھ سوچ کر نام بھی ہوئے
 — حقیقت یہ ہے کہ اسلام دماغ سوزی کا نام نہیں۔ — اسلام جگر
 سوزی کا نام ہے، اسلام عشق مصطفیٰ کا نام ہے، اسلام جاں باختگی اور جاں سپردگی
 کا نام ہے۔



دشمنان اسلام نے اسی رُوح کو ناکا جس نے مسلمانوں کو تاجدارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا دیوانہ بنا رکھا تھا اور مغرب سے لیکر مشرق تک اور جنوب سے لے کر شمال
 تک متحد کر رکھا تھا۔ — چنانچہ برطانیہ نے اٹھارویں صدی عیسوی سے قبل
 ہی یہ سوچنا شروع کر دیا تھا:

۱۔ ایسی تدابیر اختیار کی جائیں جو سلطنت انگلستان کی نوآبادیوں میں اس
 کے عمل دخل اور قبضے کو مستحکم کریں۔

۲۔ ایسے پروگرام مرتب کئے جائیں جس سے ان علاقوں میں اثر و رسوخ قائم
 ہو جو نوآبادیاتی نظام کا شکار نہیں ہوئے ۳۵

انھیں مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک جاسوس ہمفرے کو ۱۰۳۶ء میں انگلستان کی نوآبادیاتی وزارت نے مصر، عراق، ایران، حجاز اور عثمانی سلطنت کے دارالخلافہ استنبول کی جاسوسی پر مامور کیا۔ اس کے ذمہ یہ کام تھے :-

① مسلمانوں کی کمزوریوں کی نشاندہی کرنا۔

② مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنا۔

سکرٹری وزارت نوآبادیات نے پھوٹ ڈالنے کے لئے مندرجہ ذیل ممکنہ شوشوں

کی نشاندہی کی :-

① نسلی اختلاف

② قبائلی اختلاف

③ جغرافیائی اختلاف

④ قومی اختلاف

⑤ لسانی اختلاف

⑥ مذہبی اختلاف ۳۷

سکرٹری وزارت نوآبادیات نے ہمفرے پر یہ واضح کر دیا :-
جب تک ہم اپنے نوآبادیاتی علاقوں میں نفاق، تفرقہ شورش اور اختلاف کی آگ کو ہوا نہیں دیں گے، پرسکون اور مرزہ الحال نہیں ہو سکتے ۳۸
وزارت نوآبادیات کی طرف سے ہمفرے کو ایک ہدایت نامہ بھی دیا گیا جس کا عنوان تھا :-

”اسلام کو صفحہ ہستی سے کیوں کر مٹایا جاسکتا ہے؟“

یہاں اس ہدایت نامے کی چیدہ چیدہ شقوں کو پیش کرتا ہوں :-

① ایسے اوقات کی ترویج جو قومی، قبائلی، نسلی عصبیتوں کو ہوا دیں اور

لوگوں کو گزشتہ قوموں کی تاریخ، زبان اور ثقافت کی طرف شدت سے

مائل کر دیں، وہ ماقبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فریفتہ ہو جائیں اور ان کا

احترام کریں ۳۹

۲) مسلمانوں کو اسلامی احکامات اور اس کے اوامر و نواہی سے روگردانی کی ترغیب دیں کیوں کہ احکام شرع سے بے توجہی معاشرے میں بدنظمی اور افراتفری کا سبب ہوتی ہے۔

۳) علمائے دین اور عوام کے درمیان دوستی اور احترام کی فضا کو آلودہ کرنا وہ اہم فریضہ ہے جسے انگلستان کی حکومت کے ہر ملازم کو یاد رکھنا چاہیے ۴) ائمہ دین کے مزارات پر تعمیر کی بندش۔

۵) اپنے آپ کو تمام گھرانوں میں پہنچا کر باپ بیٹے کے تعلقات کو اس حد تک بگاڑا جائے کہ بزرگوں کی ایصیت بے اثر ہو جائے۔

۶) عورتوں کی بے پردگی کے بائے میں ہمیں سعی بلیغ کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان عورتیں خود پردہ چھوڑنے کی آرزو کرنے لگیں۔

۷) ہماری دشواریوں میں ایک بڑی دشواری بزرگان دین کے مزاروں پر کمانوں کی حاضری ہے۔ ضروری ہے کہ مختلف دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان کی آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے..... آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کر کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔

۸) دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عمائے ازواجین تاکہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور لوگ علماء کا احترام چھوڑ دیں؛

۹) آزاد خیالی اور چون و چرہ والی کیفیت کو مسلمانوں کے اذہان میں راسخ کرنا چاہیے تاکہ ہر آدمی آزادانہ طور پر سوچنے کے قابل ہو۔

۱۰) نسل کو کنٹرول کیا جائے اور مردوں کو ایک سے زیادہ بیوی اختیار کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ نئے قوانین وضع کر کے شادی کے مسئلے کو دشوار بنا یا جائے۔

اسی قسم کی اور بہت سی ہدایات ہیں جو ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔
وزارت نوآبادیات نے اسلام کی طاقت و قوت کے سرچشموں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان
دوسرے چشموں کا بھی ذکر کیا ہے جو نہایت اہم ہیں:-

① پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل بیت، علماء اور صلحاء کی زیارت

گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا۔

② مادات کا احترام اور رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس طرح تذکرہ کرنا

گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود و سلام کے مستحق ہیں ۴۱۔ (ص ۹۸)

ان سرچشموں کو پاٹنے کے لئے یہ ہدایت دی گئی :-

پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام

کے برگزیدہ شخصیتوں کی ایانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بت پرستی

کے آداب رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ، مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں

تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی ۴۲۔

اس مقصد کے حصول کے لئے وزارت نوآبادیات نے ضرورت محسوس کی کہ مسلمانان عالم

کے عقائد و اوکار میں خنہ ڈالنے کے لئے نیا مسلک مذہب ایجاد کیا جائے اور پھر اس کے

بانی اس کے مذہب میں شمولیت اختیار نہ کرنے والے مسلمانوں کی تکفیر اور ان کے

مال عزت اور آبرو کی بربادی کو روایا سمجھا جائے اور اس ضمن میں گرفتار

کئے جانے والے مخالفین کو برودہ فروشی کی مارکیٹ میں کینز و غلام کی حیثیت

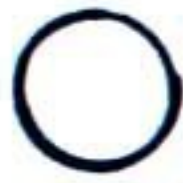
سے بچنا ۴۳۔

چنانچہ اس پروگرام کے تحت نئے مسلک مذہب کو متعارف کرایا گیا اور ہی کچھ

کیا گیا جس کی وضاحت مندرجہ بالا الفاظ میں کی گئی ہے۔ بیسویں صدی عیسوی میں

ہندوستان میں بھی ایک کوشش کی گئی ۴۴ اور اس سے قبل انیسویں صدی عیسوی

میں بھی کی جا چکی تھی ۴۵۔



مستر ہمفرے اور ان کے ساتھیوں کو عالم اسلام میں انتشار اور افتراق پیدا کرنے کے لئے اٹھارویں صدی عیسوی میں بھیجا گیا تھا اس کے بعد انیسویں صدی عیسوی میں ایک اور جاسوس کو بھیجا جو لارنس آف عربیا کے لقب سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ اس کو تمام عرب کا نجات دہندہ تصور کیا جاتا ہے مگر جب اس کے چہرے سے نقاب الٹا تو معلوم ہوا کہ اس کو برطانوی مستعمرین نے سلطنت عثمانیہ کے خلاف عربوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے اور عرب سرزمین پر اسرائیلی حکومت قائم کرنے کے لئے زمین ہموار کرنے کی ذمہ داری سونپی تھی۔ فلپ ناسٹلی اور کولن سمپسن نے اپنی

کتاب _____ LAWRENCE OF ARABIA THE SECRET.

میں خفیہ نالوں اور دستاویزوں کی روشنی میں اس اذ کو طشت از بام کیا ہے۔ یہ پہلی جنگ عظیم کا واقعہ ہے جب سامراجی طاقتیں اپنے آدمیوں کو مختلف بھیس میں بھیجا کرتی تھیں۔ لارنس کا اصل نام تھا مس ایڈورڈ لارنس تھا، لارنس نے عربوں میں رہ کر ان کی تہذیب و تمدن اور زبان کو ایسا اپنایا کہ وہ عربوں میں بالکل گھل مل گیا حتیٰ کہ عربوں نے اس کو اپنا رہنما بنا لیا پھر اس نے بڑی آسانی سے سامراجی عزائم پورے کئے۔ سنی مسلمانوں کی عظیم مملکت سلطنت عثمانیہ جو تین براعظموں پر پھیلی ہوئی تھی ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگی۔ فرانس نے الجزائر، تیونس، مراکش چھین لئے۔ برطانیہ نے مصر پر پنجے جمائے۔ آسٹریا نے ہنگری کے ساتھ مل کر بوسینیا اور ہرنزی کو وینیا پر قبضہ جمکایا۔ اٹلی نے لیبیا پر اور بلقان کے صوبے بغاوت اور سازشوں کے ذریعہ الگ ہو گئے۔ اس طرح سامراجی جاسوسوں نے مسلمانوں کی ساکھ کو سخت نقصان پہنچایا۔ وہ ہمدردین کر آئے اور اعفوں نے وہ کام کیا جو ایک دشمن جاں کر سکتا ہے۔

یہ سلسلہ اب تک جاری ہے عالمی طاقتیں اپنے مذہبی اور سیاسی عزائم پورے

کرتے کے لئے میدان جنگ سے زیادہ معاشرتی اور نظریاتی میدانوں میں کام کر رہی ہیں۔ اور خیر خواہی کے پردے میں غیر ترقی یافتہ ممالک میں پوری توانائی کے ساتھ اپنا کام کر رہی ہیں۔ خیر خواہی کی مختلف صورتیں مثلاً کہیں سیلاب آیا، مدد کی ضرورت ہوئی تو اس کے جاسوس سیلاب زدہ لوگوں کے لئے سامان لیکر پہنچ جاتے ہیں، کوئی وبا پھیلتی ہے تو یہی جاسوس ڈاکٹروں کی شکل میں پہنچ جاتے ہیں۔^{۴۸} کہیں آزادی کی جنگ لڑی جا رہی ہے تو یہ حامی و مددگار بن کر پہنچ جاتے ہیں۔ فحط پڑتا ہے تو یہی جاسوس سامان خورد و نوش لے کر پہنچ جاتے ہیں۔ کہیں تیل یا معدنیات نکالنی ہیں تو یہ جاسوس ماہرین اور انجینئر کی صورت میں پہنچ جاتے ہیں۔ کہیں جہالت ہے تو یہ جاسوس ماہرین تعلیم کی شکل میں پہنچ جاتے ہیں۔ الغرض علم و فن کے ماہرین ڈاکٹر، انجینئر، ریاضی دان، ماہرین معاشیات، ماہرین اقتصادیات، ماہرین ارضیات، ماہرین آثار قدیمہ اور دوسرے بہت سے ماہرین ہنگامی حالات میں ضرورت مندوں کی ضرورتوں اور مصیبتوں سے فائدہ اٹھا کر اس طرح آجاتے ہیں اور اپنے اپنے کام کر کے چلے جاتے ہیں، عام آدمی کو خبر تک نہیں ہوتی کہ جو دینے آیا تھا وہ لوٹ کر لے گیا۔

جب ماقم ولادت باسعادت کے موضوع پر تحقیق کر رہا تھا تو یہ حیرت ناک حقیقت سامنے آئی کہ جو حضرات برطانوی سامراج کے حامی و مددگار تھے۔ وہ مخالف میلاد منعقد کرنے اور جشن میلاد منانے کے سخت خلاف تھے، اگر متذکرہ بالا سازشوں کی روشنی میں اس حقیقت کو دیکھا جائے تو بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ یہاں چند مثالیں پیش کروں گا، ورنہ اس موضوع پر مستقل ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

ایک فاضل جلیل جو علم و دانش میں یگانہ روزگار تھے اور جن کو ہندوستان کی ایک یاست میں اقتدار و اختیار حاصل تھا، فرماتے ہیں :-

میں تیس سال کامل متوسل و متوطن اس ریاست بھوپال کا ہوں...
... حکام عالی منزلت یعنی کارپردازان دولت انگلشیہ کو تجربہ اس
ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت دولت
کا خصوصاً ہوجکا ہے ۲۹۔

اس فاضل جلیل کے ایک ہم عصر علامہ محمد عالم آری امرتسری نے اپنا چشم
دید ایک واقعہ نقل کیا ہے۔۔۔ وہ لکھتے ہیں:۔

نواب صدیق حسن خاں بہادر نے ریاست بھوپال میں امیر الملک
والاجاہ کا خطاب حاصل کیا۔۔۔ کسی نے اتفاقاً ان کے زیر حکومت
محل میلاد منعقد کی۔۔۔ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا
اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھو کر معدوم کیا جائے۔۔۔

خدا کی شان اس کے حکم کے چند روز بعد وہ معزول ہو کر بے دست پا ہو گئے
اور اختیار بے اختیاری میں بدل گیا۔۔۔

ایک اور بزرگ جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں مجاہدین جنگ آزادی سے انگریزوں
کی حمایت میں مقابلہ کیا تھا۔ اور جو اپنے زمانے کے وحید العصر اور فقیہہ النفس
سمجھے جاتے تھے، مجالس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انعقاد کیلئے فرماتے ہیں:۔

① عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو
اس زمانے میں درست نہیں ۵۲۔

② انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے ۵۳۔

③ مجالس میں شرکت بھی ناجائز بسبب اور وجوہ کے ۵۴۔

ایک اور عالم جو ابتداء میں خود ربیع الاول شریف میں وعظ فرماتے تھے۔
بلکہ محافل میلاد میں بھی انھوں نے شرکت کی ۵۵ مگر بعد میں انھوں نے مسلمانوں کو ہدایت
کی کہ اس قسم کی محافل منعقد نہ کریں۔۔۔ موصوف پر خود ان کے ہم مسلک حضرات
نے انگریزوں سے مدد لینے کا الزام لگایا ہے۔۔۔ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کے متعلق نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

جب حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پڑھنے کا شوق ہو کوئی معتبر کتاب لے کر خود پڑھ لے یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے آگئے ہوں ان کو بھی سنا دے ۵۷

یعنی ہر صورت محفل میلاد کر کے دوسروں کو دعوت نہ دے، خود ہی پڑھ کر فارغ ہو جائے بعض نظریات و خیالات ایسے بھی ہوتے ہیں جو پہلے پائے جاتے ہیں مگر تحریک کی شکل میں نہیں بلکہ وہ رد عمل کے طور پر ابھرتے ہیں جو ایک فطری عمل ہے پھر ختم ہو جاتے اور کثرت رائے میں گم ہو جاتے ہیں، اس میں کسی سیاست کا دخل نہیں ہوتا لیکن جب مخالفانہ خیالات و نظریات ایک تحریک کی شکل اختیار کر لیں تو پھر ان کے پیچھے بہت سے سیاسی اور نظریاتی عوامل کار فرما ہوتے ہیں، پھر ان کا سنجیدگی سے مطالعہ کرنا چاہیے اور تاریخ و سیاست دونوں پر نظر رکھنا چاہئے۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں بعض نو پیدا باتیں پسندیدہ ہیں اور بعض ناپسندیدہ لیکن بعض حضرات پسندیدہ باتوں سے بھی مسلمانوں کو روکتے ہیں، ممکن ہے روکنا اور منع کرنا دشمن اسلام قوتوں کی سازشوں کا نتیجہ ہو اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ کہیں ہم غیر شعوری طور پر سازشوں کا شکار تو نہیں! — ہم اور ہمارے علماء بہت سیدھے سادے ہیں جب کہ دشمن نہایت ہی ہوشیار اور دور اندیش ہے — دشمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ وہ ہمارے ہی ہتھیاروں سے ہمارے خلاف نبرد آزما ہو — وہ قرآن و حدیث لے کر سامنے آتا ہے اس لئے قرآن حکیم کے اس انتباہ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اسی سے بہت سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور بہت سے راہ پاتے ہیں ۵۸

اسی لئے قرآن حکیم نے ضلالت و گمراہی سے بچنے کے لئے خود اعتسابی کا ذمہ میں اصول نوع انسانی کے سامنے رکھا اور ارشاد فرمایا :-

بیشک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ اپنے

باطن کو نہ بدل ڈالے ۵۹ —

یعنی انقلاب اندر سے آتا ہے، باہر سے نہیں، اسی لئے اقبال نے دور جدید کے اساتذہ پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا:

شیخ مکتب کے طریقوں سے کشاد دل کہاں!
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!

یعنی جس طرح دیا سلائی سے بجلی کا بلب جلنا ممکن نہیں ہے اسی طرح اسکول، کالج اور جامعات کے اساتذہ کے لیکچروں سے دل کا روشن ہونا ممکن نہیں — چنانچہ اقبال تعلیم سے زیادہ تربیت کو ترجیح دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

پچاس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے
لیکن جہاں تک میں نے غور کیا تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت
ضروری ہے اور ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔

اس میں شک نہیں ملت اسلامیہ کو تعلیم سے زیادہ تربیت کی ضرورت ہے۔ جن علماء نے محافل میلاد اور جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید و حمایت فرمائی اس کی بڑی وجہ یہی تھی کہ ان محافل اور ولادت باسعادت پر خوشیاں منانے سے مسلمانوں کو تربیت ہوتی ہے اور ان میں جذبہ حب سول صلی اللہ علیہ وسلم بیدار رہتا ہے چنانچہ متحدہ عرب امارات کی عدالت شرعیہ کے چیف جسٹس شیخ احمد عبدالعزیز المبارک نے محفل میلاد اور جشن میلاد پر اظہار خیال کرتے ہوئے اس کی اباحت اور استحباب کی وجہ یہ بتائی ہے:

کیوں کہ اس تقریب نے لوگوں کے کردار بنانے اور جذبات ابھارنے میں بڑا تاریخی کردار ادا کیا ہے۔

جذبات کا بیدار رہنا قومی زندگی کے لئے ضروری ہے، جذبہ سو گیا تو زندہ نظر آئینوالی قوم بھی مردہ ہے — وہ بظاہر سب کچھ ہوتے ہوئے مجبور اور بے دست پا ہے — اور اگر جذبہ بیدار ہے تو وہ قوم بظاہر کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی سب

کچھ ہے۔ وہ سلطنتیں بنا سکتی ہے، وہ حکومتیں جنم دے سکتی ہے، وہ تہذیب و تمدن کو پروان چڑھا سکتی ہے، وہ دنیا کے غریبوں اور مظلوموں کے لئے ایک سہارا بن سکتی ہے، دنیا کا ہر مظلوم اسی کی راہ نکتا ہے۔ اُس کے ہوتے ہوئے کوئی ظالم و سفاک مظلوم و بے کس کو ٹیڑھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ اور ہاں جذبہ سویا ہوا ہو تو دن کی روشنی میں گھر لوٹ لئے جاتے ہیں، عزتیں لوٹ لی جاتی ہیں، معصوم جانوں سے کھیلا جاتا ہے۔ اور عدل و انصاف کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

یہی جذبہ ہے جس کو قرآن حکیم نے "تقویٰ" سے تعبیر کیا ہے۔ اس کی بارگاہ میں اسی کی قدر و منزلت ہے۔ نماز پڑھنے والے سے خود فرما رہا ہے کہ نیکی یہ نہیں کہ منہ مغرب کی طرف کر لیا یا مشرق کی طرف کر لیا بلکہ نیکی نام ہے توجہ الی اللہ کا اور توجہ الی الرسول کا۔ ۶۲۔ دل نہ بدلا تو کچھ نہ بدلا۔ کہ حضور یار میں یار کے سو کسی پر نظر نہ ہو، ہر چیز کو یار کے قدموں پر نچھا اور کرے ۶۳۔ ہم تقویٰ کو روتے ہیں مگر اس کے لئے ایسی مثالی زندگی کی ضرورت ہے جس سے سرفروٹ از محبت ہم کو تقویٰ کی بلندیوں پر پہنچا دے۔ الحمد للہ وہ نمونہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر قدسی میں موجود ہے، حیاتِ طیبہ کیا ہے ایک زندہ قرآن ہے۔ اس ذاتِ اقدس سے والہانہ اور سرفروشانہ تعلق ہی ہم کو جگا سکتا ہے۔ عمل کے لئے عقل نہیں، دل ابھارتا ہے، دل جذباتِ محبت کا گھر ہے، جب تک گھر آباد نہیں ہوتا دنیا ویران رہے گی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت شرطِ اول اور اسلام کا جزوِ اعظم ہے۔

محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ محبوب کے عیوب پر نظر نہیں رکھتی اُس کی خوبیوں پر سرفیضہ رہتی ہے۔ اُس کو تو عیب بھی حُسن نظر آتے ہیں، کوئی ایسا عاشق نظر نہ آیا جو اپنے محبوب میں عیوب تلاش کرتا ہو بلکہ وہ تو اتنا باعزت ہوتا ہے کہ اس کی آنکھ بھی اس کی رقیب ہو جاتی ہے، کیا خوب کہا ہے۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندیم
گشت زانہ زانہ زانہ زانہ زانہ زانہ

مجھے اپنی آنکھ پڑتک آتا ہے میں اس کو محبوب کا روئے زیبا دیکھنے نہیں دیتا اور
کان کو اس کی باتیں بھی سننے نہیں دیتا۔ اللہ اکبر! محبت کی غیرت کا یہ عالم ہوتا
ہے، عیب چینی کا تو ذکر ہی کیا ہے، عیب چینیوں کا حرم محبت میں گزر ہی نہیں۔
اور پھر اس کی حریم میں جو سائے جہان کے لئے رحمت ہے؟ کائنات کے ذرہ ذرہ نے
جس کے حسن سے بھیک مانگی ہے وہ حسین سائے عالم کو جس کا مدح خواہ بنا دیا گیا
اور جس کے نام نامی کو جنت کا وسیلہ قرار دے دیا گیا۔^{۶۵}

جذبہ عشق ایک دولت ہے جب یہ حاصل ہو جائے اس سے کام لیجئے، ضائع نہ کیجئے
اس جذبے سے خود کو بیدار کیجئے۔ اعیانہ کے اثرات کو پامال کیجئے۔
فکر و نظر پر جو جالے تن گئے ہیں، ان کو توڑ ڈالئے۔ جسم و جاں پر جو
آبلے پڑ گئے ہیں، ان کو پھوڑ ڈالئے۔ چہروں پر جو غارے مل دیئے گئے ہیں، ان
کو دھو ڈالئے۔ اعیانہ کے در پر در یوزہ گری کب تک؟ عیروں کی
طرف لپجائی ہوئی نظریں کب تک؟ چاک دہنی کی بچھی گری کب تک؟
بیت اللہ اور گنبد خضرا سے مسلمانان عالم کی محبت ایک بڑی عسکری قوت
ہے۔ مگر کیا بات ہے محبت والے سینوں میں دل لئے اور دلوں میں محبت چھپائے،
ڈرتے ڈرتے جاتے ہیں۔ حریم جاناں میں کسی نے کبھی محبت پر پہرا تو نہ لگایا تھا
بارہ سو برس تک خوش خوش جاتے رہے، دل کی آرزو میں پوری کرتے
رہے۔ پھر حریم جاناں میں ایسی قیامت آئی کہ عاشقوں کے لئے جگہ تنگ
ہو گئی۔ کہا کچھ تھا، ہو گیا کچھ!

میں نے کہا کہ ”بزم ناز چاہیے عیڑ سے تہی“

سن کر ستم طریف نے مجھ کو اٹھا دیا کہ ”یوں“

محبت پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ عشق کو پابند سلاسل کر دیا گیا۔^{۶۶}

وہ جو چپے چپے پر محبوب کی نشانیاں تلاش کرتے تھے، اب کہاں جائیں کہ نشانیاں
ختم کر دی گئیں، نشانیاں تک مٹا دیئے گئے۔ مگر پھر بھی وہ زمین و آسما

باقی ہیں جس زمین پر وہ چلتا تھا اور جس آسمان کے آفتاب و ماہتاب اس کے اشاروں کے منتظر رہتے تھے۔۔۔۔۔ ہاں ان کو کوئی نہیں مٹا سکتا۔۔۔۔۔

— اور وہ خود زندہ و پابندہ ہے، زندہ و تابندہ ہے۔۔۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

مری چشم عالم سے چھپ جانے والے

ذکر رسول کیجئے، خوب کیجئے۔۔۔۔۔ مگر فکر رسول سے غافل نہ ہوئیے اور

سنت رسول کو ہرگز نہ چھوڑیئے۔۔۔۔۔ اُس کے لئے دیوانگی کی ضرورت ہے۔۔۔

وارفتگی و شیفگی کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ محبت رسول میں مر مٹنے کی ضرورت ہے،

۔۔۔۔۔ ہاں ذکر رسول سے فکر رسول کی طرف قدم بڑھائیے۔۔۔۔۔ فکر رسول

سے سنت رسول کی طرف قدم بڑھائیے۔۔۔۔۔ سنت رسول سے عظمت انسانیت کی

طرف قدم بڑھائیے۔۔۔۔۔ قدم بڑھاتے رہیے پھر سارے عالم پر چھا جائیے۔۔۔

۔۔۔۔۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔ ہاں ہو سکتا ہے اور ہوا بھی ہے۔۔۔۔۔

جاگنے کی ضرورت ہے، بیدار ہونے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ سُلانے والوں کے

ہاتھ جھٹکنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ سب طوق گلے سے نکالنے اور اُن کا طوق

گلے میں ڈالنے کی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ پھر دیکھئے ٹاٹ پر بیٹھ کر بھی شاہی کی

جاسکتی ہے۔۔۔۔۔ سچی عظمتوں کے سامنے جھوٹی شان و شوکت کچھ بھی تو نہیں

۔۔۔۔۔ ایک سراب ہے، ایک دھوکا ہے، ایک فریب ہے، ایک طلسم ہے۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔ ہاں اُن کے بن جائیے، تاکہ سارا جہان آپ کا بن جائے۔۔۔۔۔

کاسر عیبر کو اور منہ سے لگاؤں تو بہ!

شان پہچانتا ہوں یار کے پیمانے کی



تر آن حکیم میں انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد و حیدر یہ بتایا گیا کہ زندگی

کے ہر شعبے میں ان کی اطاعت اور پیروی کی جائے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس کے لئے کہ اللہ کے حکم سے
اس کی اطاعت کی جائے ۴۷۔

اسی غرض و غایت کے تحت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی ہدایت
فرمائی اور ارشاد فرمایا :-

اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں، وہ لو اور جس سے منع فرمائیں،
باز رہو ۴۸۔

اور اسی کے ساتھ ساتھ شک کرنے والے کے اس شک کا ازالہ کرنے کے لئے کہ
اطاعت کا مستحق تو صرف اللہ ہے، یہ وضاحت بھی فرمادی :-

جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا ۴۹۔
بلکہ مزید وضاحت کرتے ہوئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی
محبت کا وسیلہ قرار دیا اور فرمایا :-

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست نہ رکھتے ہو تو میرے
فرمان بردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور گناہ بخشدے گا۔
اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنی محبت
کا وسیلہ قرار دیا بلکہ مسلمانوں کے ہر معاملہ میں آپ کے فیصلے کو حتمی اور قطعی قرار
دیتے ہوئے فرمایا کہ جو آپ کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ دائرۃ اسلام سے
خارج ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :-

تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب
تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ
اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں ۵۰۔
اللہ اللہ کیسی واضح ہدایت ہے! ————— ہمارے لئے صرف ایک ہی
درکھلا ہے، جس نے اس در سے منہ موڑا وہ کہیں کا نہ رہے گا، ہر در پر بھٹکتا
پھرے گا، توبہ کے لئے اسی در پر آنا پڑے گا۔ ————— صاف صاف ارشاد فرمایا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کو واجب قرار دے دیا۔
جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب! تمہارے حضور حاضر
ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو
ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں ۲۔

پھر بھی اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا ضرورت ہے،
براہ راست اللہ سے توبہ مانگی جاسکتی ہے تو ایسے لوگوں کے لئے صاف فرما دیا۔

وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اس
کے رسولوں کو جدا کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی
کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان میں کوئی
راہ نکالیں، یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے
ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے ۳۔

سچے مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سر
جھکا دے۔ آپ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت سمجھے۔ اللہ سے آپ کو
جدا نہ کرنے، ایک عاشق صادق نے کیا خوب کہا ہے :-

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہوؤ نہ خدا ہو

اللہ تعالیٰ نے کتب سماوی میں ہزاروں برس پہلے مسلمانوں کی یہ نشانی بتادی تھی کہ
وہ آپ کی غلامی کریں گے، اس طرح پہلے ہی آپ کی اطاعت و فرمانبرداری مسلمانوں کا
مقدر بن چکی تھی۔ ارشاد ہوتا ہے :-

وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے
کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس تو ریت میں اور انجیل میں ۴۔
قرآنی ارشادات کا حاصل یہ ہے کہ محبت کے ساتھ ساتھ حضور انور صلی اللہ
علیہ وسلم کی پوری پوری اطاعت کی جائے اور اطاعت میں کوئی کسر اٹھانے رکھی جائے،
اطاعت کے بغیر ایمان کامل نہیں ہو سکتا کیوں کہ ایمان کے لئے زبانی اقرار کے ساتھ قلبی

تصدیق بھی ضروری ہے اور دل جب تصدیق کرتا ہے تو پھر روئیں روئیں سے "لبیک" لبیک! کی آواز آنے لگتی ہے اور سرتابی و حکم عدولی تو کجا اس کا خیال تک دل میں نہیں گزرتا۔۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے اسلاف کرام نے جو کچھ پایا محبت اور اطاعت سے پایا۔۔۔۔۔ سچی محبت اور اطاعت کا چولی دامن کا ساتھ ہے، ان کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔۔۔۔۔ جدا ہو کر نہ محبت، محبت رہتی ہے اور نہ اطاعت، اطاعت۔۔۔۔۔ محبت کی جلوہ گاہ ہے۔۔۔۔۔ روشن اور بیدار محبت انسان کو متحرک رکھتی ہے حتیٰ کہ جب وہ سوتا ہے تو اس کا دل جاگتا رہتا ہے۔۔۔۔۔ یہ محبت خود انسان کو اپنا محاسب بنا دیتی ہے، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جگتے، بولتے چلتے، روتے ہنستے، سنت کے آئینے میں وہ خود کو سنوارتا رہتا ہے، کسی لمحہ غافل نہیں رہتا، ہمہ وقت ہوشیار رہتا ہے، اپنا آپ نگراں بن جاتا ہے۔۔۔۔۔ پھر خود گرد و خود گیر بن کر جہاں گیر بن جاتا ہے۔

ہم صورتوں کو سنوارنے میں لگے ہیں۔۔۔۔۔ ہم لباس کی سچ دھج میں لگے ہیں۔۔۔۔۔ ہم گھروں کی ٹیپ ٹاپ میں لگے ہیں۔۔۔۔۔ کوئی نہیں جو سیرت و کردار کے سنوارنے کی فکر کرے!۔۔۔۔۔ اہل شئے سیرت و کردار ہے، یہ نہیں تو کچھ نہیں، یہ ہے تو سب کچھ ہے۔۔۔۔۔ اسی کے بگاڑ سے عالم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اسی کے سنوارنے سے عالم سنور جاتا ہے۔۔۔۔۔ یہ راز کسی کو معلوم نہ تھا، اس بھید کی کسی کو خبر نہ تھی۔۔۔۔۔ ہاں کسی کو خبر نہ تھی کہ انسان کتنا عظیم ہے، کتنا قوی ہے!۔۔۔۔۔ یہ بھید سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھولا اور عالم انسانیت کو بتایا کہ انسان کتنا عظیم ہے اور خود اپنا بے مثال نمونہ پیش کیا۔۔۔۔۔ بیشک اسوہ حسنہ دنیائے انسانیت کے لئے ایک روح ہے۔۔۔۔۔ جس طرح روح پڑتے ہی تن مردہ میں جان آجاتی ہے، اسی طرح اسوہ حسنہ پر عمل کر کے مردہ سیرتیں، زندہ ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ پھر جس کو کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا، اس کو سب دیکھنے لگتے ہیں۔۔۔۔۔ جس کو کوئی پوچھتا بھی نہ تھا، اس کو سب پوچھنے لگتے

ہیں۔۔۔ جس کے ساتھ چلنا بھی کوئی گوارہ نہ کرتا تھا، اس کے پیچھے چلنا سعادت سمجھنے لگتے ہیں۔۔۔ بلاشبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ کمزور انسانوں کے لئے طاقت کا ایک عظیم سرچشمہ ہے، اس پر چلنے والا کبھی خاکے میں نہیں ہرکتا۔۔۔ نہ دین میں نہ دنیا میں۔۔۔ ہر جگہ سرخرو ہو رہا ہے، انشاء اللہ سرخرو ہوگا اور سرخرو رہے گا۔۔۔

کوئی حسین و جمیل، مضبوط و مستحکم عمارت ماڈل کے بغیر نہیں بنتی۔۔۔ انسان کی عادت ہے کہ پہلے نقشہ اور ماڈل تیار کرتا ہے پھر تعمیر کرتا ہے۔۔۔ مگر اصل مسئلہ خود اس کی تعمیر کا ہے، اس کے لئے بھی ماڈل کی ضرورت ہے۔۔۔ ایک ایسے ماڈل کی ضرورت جو سارے انسانوں کے لئے کافی ہو۔۔۔ بیشک ایسا ماڈل تو خالق عالم ہی بنا سکتا ہے کہ وہ مخلوق کے احوال سے باخبر ہے۔۔۔ ہاں اس نے وہ عظیم الشان ماڈل بنا دیا اور عالم انسانیت پر بڑا ہی کرم فرمایا۔۔۔ اب اس کے مطابق زندگیاں بنانا ہمارا کام ہے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کو خوبیوں سے مالا مال کر دیا اور ایسا حسین بنا دیا کہ خوبانِ جہاں بھی اپنے اپنے منہ چھپانے لگے۔۔۔ ہر خوبی کا رنگ لگ لگ ہے۔۔۔ ہر خوبی کا حسن الگ الگ ہے۔۔۔ ہر خوبی کا فیضان الگ الگ۔۔۔ سارے جہاں کی خوبیاں ایک جسم نازنین میں جمع کر کے اس آدمِ خاکی کو ”جہانِ حسن“ بنا دیا۔۔۔ آپ نے زندگی کو نظم و ضبط دیا اور توازن و نرم عطا فرما کر ایک نغمہ جانفز بنا دیا۔۔۔ مگر افسوس آج ہمارا حال بگڑ گیا اور ہوا اکھڑ گئی۔۔۔ ساری خوبیاں نذرِ اغیار ہو گئیں۔۔۔ ساری برائیاں ہم میں آگئیں۔۔۔ حیف صد حیف! یہ کیا ہو گیا؟۔۔۔ نفرتوں اور عصبیتوں سے دل کھوکھلے ہو گئے۔۔۔ بھانت بھانت کی بولیوں سے ذہن پراگندہ ہو گئے۔۔۔ ہم راہ دکھانے آئے تھے، گمراہ ہو گئے۔۔۔ ہم حکومت کرنے آئے تھے، محکوم ہو گئے۔۔۔ ہم غالب ہو کر

آتے تھے، مغلوب ہو گئے۔ ہم محبوب بن کر آئے تھے، معتوب ہو گئے۔ ہم خیرات بانٹنے آئے تھے، بھیک مانگنے لگے۔ ہم اللہ اور رسول کا حکم ماننے آئے تھے، سرکش ہو گئے، سب کا حکم مانتے ہیں، انھیں کا حکم نہیں مانتے۔ ہم ملانے آئے تھے، آپس میں دست بگرے ہیں۔ ہم مطلوب کی داد رسی کے لئے آئے تھے، خود ظلم و ستم کرنے لگے۔ ہم قتل و غارتگری روکنے آئے تھے، خود قتل و غارتگری کا شکار ہو گئے۔ ہم عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے آئے تھے، خود عزتیں لوٹنے لگے۔ ہم لوٹ کھسوٹ کو روکنے آئے تھے، خود لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گئے۔ افسوس صد افسوس! یہ کیا ہو گیا اور ہم کیا سے کیا بن گئے؟ زندگی روٹھ گئی، موت سے یار نہ ہو گیا۔ دل سو گیا، نفس جاگ گیا۔ ہاں دل کو جگانا ہو گا۔ کاروانِ رفتہ کو آواز دینی ہو گی۔ نشانِ قدم تلاش کرنے ہوں گے۔ ذہنوں کو جھنجھوڑنا ہو گا۔ پھر اسی راہ پر چلنا ہو گا جس راہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو چلایا تھا۔ قدم قدم پر، روش روشن پر اسوۂ حسنہ سامنے رکھنا ہو گا۔

نہ معلوم فیصلے کا وقت کب آئے گا؟ ہم کب بیدار ہوں گے؟ ہم کب جاگیں گے؟ ہم کب اپنی سیرتوں کو جگائیں گے؟ ہم کب چراغ جلائیں گے؟ ہم چراغ دکھائیں گے؟ ہم کب روشنیاں بکھیریں گے؟ کیا اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کا وقت نہیں آیا ہے؟ کیا ابھی اور ٹھوکریں کھانی ہیں؟ نہیں نہیں نہیں وقت آ گیا۔ وقت کی پکار یہی ہے کہ ہم اپنی سیرتوں کو اسوۂ حسنہ سے سجائیں۔ این آں سے بے پرواہ ہو کر انھیں کے دامن سے لپٹ جائیں۔ دیوانگی عشق کا یہی تقاضا ہے۔ عاشق ادھر ادھر نہیں دیکھتا۔ وہ تو محبوب ہی کو دیکھتا اور محبوب ہی کو تکتا ہے۔ اس کی نظر میں کوئی نہیں چھتا۔

ہم کیسے عاشق ہیں کہ ہماری نظر میں سب چھتے ہیں مگر وہی نہیں جچتا —
 ہمیں سوۃ حسنہ پر عمل کرتے شرم آتی ہے — کیا کسی نے کسی عاشق کو محبوب کی
 ادائیں اپناتے شرماتے دیکھا ہے؟ — حیف ہم کو کیا ہو گیا؟ — ہم کو
 کس کی نظر لگ گئی — ہم کس کے فریب میں آگئے؟ — اگر ہم کو اس جان
 جاناں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ہر فریب کا پردہ چاک کرنا ہوگا —
 ہر ادا کو چھوڑنا ہوگا — صرف اور صرف اس کی ادائیں اپنانی ہوں گی —
 صرف اسی کی یاد منانی ہوگی — سعودی عرب کے ایک عاشق رسول
 ڈاکٹر محمد عبدالہ یمانی نے کیا خوب فرمایا :-

ہم پر واجب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کر کے
 زندگی میں ہر وقت اور ہر آن آپ کی یاد منائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہم
 سے محبت فرمانے لگے — اس بلند مقام تک پہنچنے کے لئے اس
 کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اس کی پیروی کریں جو آپ اللہ تعالیٰ
 کی طرف سے لائے ہیں — جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے :-
 وہ آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پیروی کرو میری۔ اللہ تم سے
 محبت فرمائے گا، ۷۵

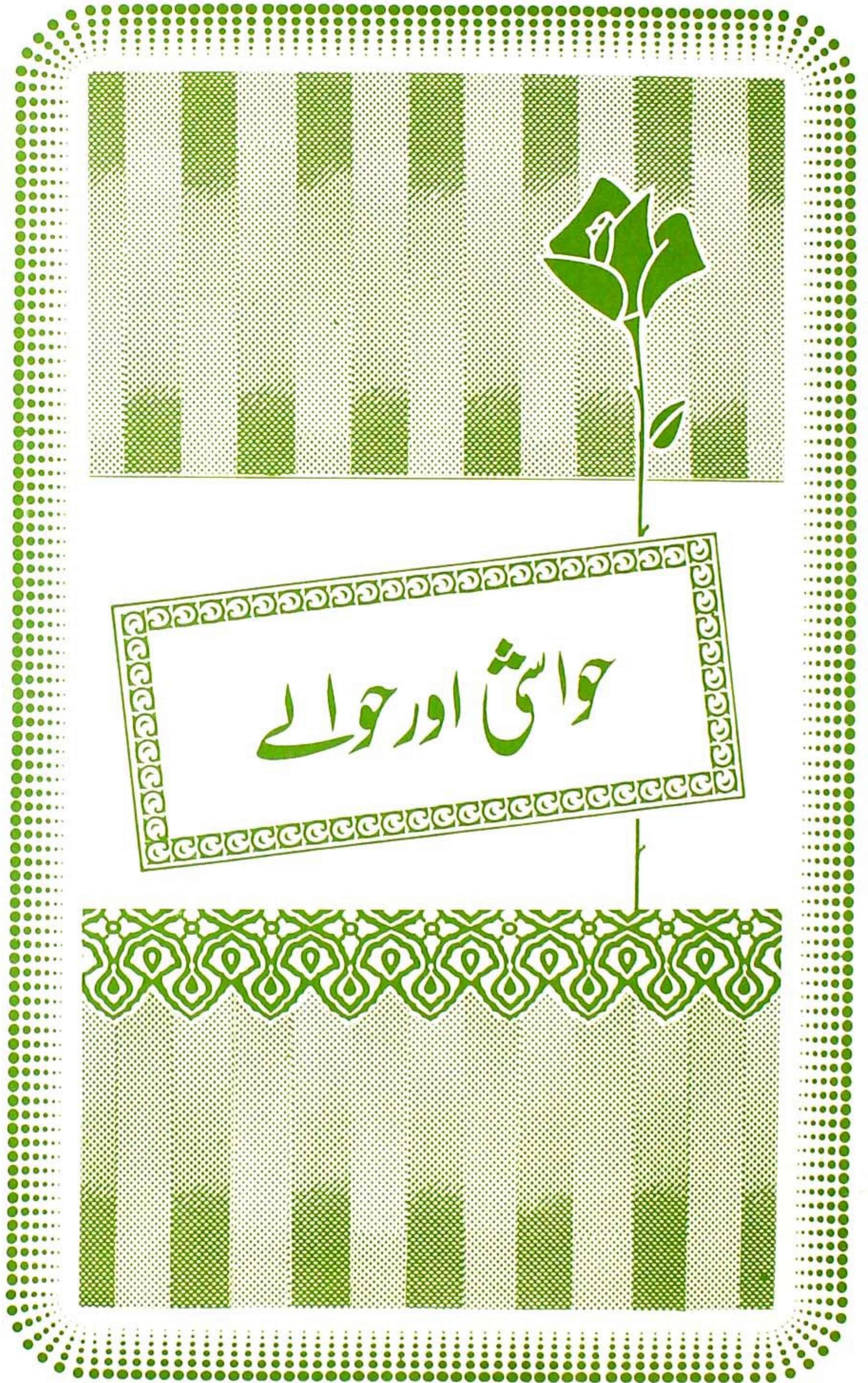
اس میں شک نہیں کہ یاد منانے کا اس سے بہتر اور موثر کوئی طریقہ نہیں کہ ہم خود ”سرو
 چرغاں“ بنجائیں، ایک ایک سنت کو اپنے سینے سے لگالیں — بلاشبہ وہ جانِ جاناں
 وہ جانِ جہاں صلی اللہ علیہ وسلم اسی لائق ہے کہ سارا جہاں اس کی پیروی کرے —
 یہ کوئی جذباتی خیال نہیں، ہر دل کی آواز ہے، ہر دل کی پکار ہے — برطانیہ کے
 شاہی خاندان کے ایک نو مسلم پادری نے کیسی دل لگتی بات کہہ دی ہے :-

میں نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا اور بہت جلد
 اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ آپ کی زندگی دنیا جہاں کی خوبیوں کا زندہ جاوید مرقع ہے —
 اتنی بھر پور مکمل کہ قیامت تک کیلئے پوری نوع انسانی کی رہنمائی کر سکتی ہے :-

حواشی اور حوالے

۱۔ حضرت امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری اور امام مسلم کے استاذ الائمہ
عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب مصنف میں اس حدیث کو نقل
فرمایا ہے۔ اور مندرجہ ذیل علمائے اعلام نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث
سے استناد کیا ہے :-

- ۱۔ علامہ ابن حجر، مبتهمی : فتاویٰ حدیثیہ، ص ۲۸۹
 - ب۔ علامہ قسطلانی :- مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۵۵
 - ج۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی : ذرقانی، ج ۱، ص ۴۶
 - د۔ علامہ عبدالغنی نابلسی : الحدیقة السنیة، مطبوعہ فیصل آباد ج ۲، ص ۳۵
 - هـ۔ برہان الدین حلبی : سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۰
 - و۔ علامہ آلوسی بغدادی : تفسیر روح المعانی، ج ۱۷، ص ۹۶
 - ۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی : مدارج النبوة، ج ۲، ص ۲
 - ۳۔ قرآن حکیم، سورہ مائدہ : آیت بقرہ ۱۵
 - ۴۔ (۱) برہان الدین حلبی : انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹
 - (ب) المولانا سمعیل الحقی الحنفی : تفسیر روح البیان، ج ۳، ص ۵۲۳
- نوٹ : سندھ کے فاضل جلیل علامہ محمد ہاشم تنوی نے اپنی تصنیف قوة العاشقین میں تحریر
فرمایا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تخیلیق آدم (علیہ السلام) سے ۷۲ ہزار
برس پہلے پیدا ہوا (محمد طفیل احمد نقشبندی : تحفة الزائرین، کراچی ۱۹۸۶ء) ج ۲، ص ۲۳۳۔
حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت ملتی ہے جس میں سرکار
دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی تخیلیق سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے





اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

لِلْمُؤْمِنِينَ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ



الشيخ محمد صالح المنجد
١٩٦٦

صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

— پروردگار کے حضور ایک نور تھا (برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۲۹)۔
 قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک دن کو ہمارے ہزار سال کے برابر فرمایا ہے۔
 (سورہ حج، آیت نمبر ۴۷) اگر حدیث میں حضرت جبریل علیہ السلام کے بتائے ہوئے سالوں کا
 اس تناسب سے حساب لگایا جائے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق اربوں اور کھربوں
 برس پہلے ہوئی۔ — حقیقت یہ ہے کہ حدیث کا کماحقہ ادراک عقل و فہم کے بس کی بات
 نہیں۔ — یہ معاملات عقل سے بہت بلند ہیں۔ — یہاں دانش برہانی نہیں،
 دانش نورانی کی ضرورت ہے۔ —

۵۰ محمد ظفر الدین بہاری: تنویر السراج فی ذکر المعراج، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص
 ۲۴-۲۵ بحوالہ مصنف ابن عبدالرزاق۔

۵۱، نواب صدیق حسن خاں: مسک الختام (ترجمہ فارسی) ص ۲۴۴۔
 (ب) ابوالفتح محمد نصر اللہ خاں: عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ کراچی، ص ۱۰۸-۱۰۹
 ۵۲، جنگ کراچی، ۲۴ جنوری ۱۹۶۷ء
 (ب) الارشاد جدید (کراچی) فروری ۱۹۶۷ء
 (ج) استقامت (کانپور) مارچ ۱۹۸۷ء، ص ۱۰۵۔

۵۳ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (سورۃ البقرہ) یعنی زمین میں جو کچھ ہے وہ انسان ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ — دوسری جگہ ارشاد ہوتا
 ہے وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ (سورۃ ابراہیم، آیت ۲۳) یعنی چاند و سورج کو تمہارا
 خدمت گزار اور مطیع و فرمانبردار بنا دیا۔ — گویا زمین و آسمان انسانِ کامل کے لئے
 پیدا کئے گئے ہیں اور اس انسانِ کامل کا یوں ذکر فرمایا و ما ارسلناک الا
 رحمتاً للعالمین اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر دو عالم کے لئے رحمت بنا کر اور ایک
 وجود پر سب سے بڑی رحمت اور سب سے بڑا احسان اس کا وجود میں آنا ہے۔ — گویا
 آپ تخلیق کائنات کا اولین سبب ہیں۔ —

۵۴، برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۳۵۷۔

۱۱۹ (ب) علامہ عبدالرحمن صفوی: نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۱۱۹

۱۲۰ (د) ملا علی قاری: موضوعات کبیر، ص ۸۹

(ب) ابو عبداللہ حاکم مینشا پوری: المستدرک، ج ۲، ص ۶۱۵

(ج) امام محمد بن یوسف شامی: السیرۃ الشامیہ ج ۱، ص ۱۶۲

۱۲۱ (د) ملا علی قاری: موضوعات کبیر، ص ۵۹

۱۲۲ علامہ فاسی: مطالع المسرات، ص ۲۶۴

۱۲۳ احمد رضا خاں: ختم النبوت، لاہور ۱۹۴۴ء، ص ۱۲

۱۲۴ ابن تیمیہ: فتاویٰ کبریٰ، ج ۱، ص ۱۵۱

۱۲۵ بزنا باس کا اصل نام یوسف تھا، یہ یہودی تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

دست اقدس پر مشرف باسلام ہوئے، یہ آپ کے قابل اعتماد حواریوں میں تھے۔

انجیل بزنا باس انھیں کی مرتب کردہ ہے۔ یہ انجیل ۳۴۵ء تک اسکندریہ کے گرجاؤں

میں تسلیم کی جاتی تھی۔ اس کے اطالوی ترجمے کا ایک مخطوطہ ویانا کے کتب خانے میں

محفوظ ہے۔ ۱۹۰۴ء میں اس کا انگریزی میں ترجمہ مسٹر اور مسٹر ریگ نے کیا۔ یہی ترجمہ

۱۹۴۳ء میں کراچی سے شائع ہوا۔

۱۲۶ انجیل بزنا باس، مطبوعہ کراچی ۱۹۴۳ء، باب ۵۵، ص ۷۲، باب ۹، ص ۱۱۳،

۱۲۷ ایضاً، باب ۹، ص ۱۲۳، باب ۹۶-۹۹، ص ۱۱۱-۱۱۲

۱۲۸ انجیل یوحنا، ۲-۲

۱۲۹ سید حسین علی ادیب رائے پوری: مدارج النعت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۴۶

۱۳۰ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی: بیان المیلاد النبوی

صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء (ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی) ص ۸

۱۳۱ مخدوم محمد ہاشم تنوہی سندھ کے مشہور محدث و فقیہ اور مجدد وقت تھے۔

۱۳۲ ۱۱۰۴ھ / ۱۶۹۲ء میں ولادت ہوئی اور ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء میں وصال فرمایا۔ مزار

مبارک مکی (کھٹھ) میں واقع ہے۔ علامہ موصوف کی عربی و فارسی و سندھی تصانیف

کی تعداد تین سو سے متجاوز ہے جن میں سے بعض عرب اور پاکستان میں شائع ہوئی ہیں علامہ موصوف نے سندھ میں نفاذ شریعت کے لئے بھرپور کوشش کی انہیں کے ایما پر حاکم سندھ غلام شاہ عباسی نے ۱۷۷۲ھ / ۱۷۵۸ء میں منشور شریعت جاری کیا جو پورے سندھ میں نافذ کیا گیا۔

۲۲ ابوالسراج محمد طفیل نقشبندی: تحفۃ الزائرین، ج ۴، ص ۲۷۸

۲۳ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت ۸۱

۲۴ انجیل برناباس، باب ۴۴، ص ۵۳

۲۵ (۱) محمد بن عبدالباقی: زرقانی، ج ۱، ص ۴۹

(ب) علامہ قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۰

۲۶ علامہ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ (ترجمہ اردو مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ

لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۳۷

۲۷ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰

۲۸ عادت الہی ہے کہ وہ اپنے برگزیدہ محبوبوں کی اداوں کو قانون کی شکل دیکر عبادات میں شامل فرما دیتا ہے مثلاً ارکان حج پر غور فرمائیں تو صفا اور مروہ کے درمیان سعی حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی یاد دل رہی ہے۔ رومی جمار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یاد دل رہی ہے۔ وقوف عرفات حضرت آدم و حوا علیہما السلام یا حضرت ابراہیم و ہاجرہ علیہما السلام کی یاد دل رہا ہے۔ خود بیت اللہ کا ایک ایک ذرہ ان کی یاد دل رہا ہے۔

نماز پر غور فرمائیں تو اس کے ارکان عاشق خستہ جگر کی ادائیں معلوم ہوتی ہیں۔ کبھی وہ مضطربانہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ کبھی نڈھال ہو کر جھک جاتا ہے، کبھی تھک کر بیٹھ جاتا ہے۔ کبھی بیقراری میں ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ کبھی ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعائیں اور التجائیں کرتا ہے۔ یہ ساری ادائیں نماز میں جمع کر کے آنکھ کی ٹھڈک بنا دیا۔

نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھوں سے لگانا اور چومنا حضرت آدم علیہ السلام کی ایک ادلے دل باہتی، عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھانگی، انھوں نے بھی سنت الہی پر عمل کرتے ہوئے اس ادا کو یادگار بنا دیا۔
(ب) علامہ محمد ہاشم تھوری نے تقبیل ایہامین کے استحباب پر ایک رسالہ مفتاح الجنان تخریر فرمایا ہے۔

۲۹۔ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰۔

۳۰۔ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی: بیان میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۱۶۔
۳۱۔ ایضاً، ص ۲۱ (ملخصاً)

۳۲۔ ایضاً، ص ۲۲۔

۳۳۔ قرآن حکیم، سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۲۹۔

۳۴۔ قرآن حکیم، سورۃ صف، آیت نمبر ۶۔

۳۵۔ (۱) شیخ سلیمان جمل: تفسیر جمل، مطبوعہ مصر۔

(ب) علاؤ الدین علی بن محمد الخازن: تفسیر خازن، مطبوعہ مصر
(ج) علامہ ابن کثیر: مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۳
(د) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳۔

۳۶۔ قرآن حکیم، سورۃ اعراف، آیت نمبر ۱۵۶-۱۵۷۔

۳۷۔ توریت، تکوین، ۲۹: ۱۔

۳۸۔ (۱) توریت، خروج، ۱۹: ۱۷؛ ۲۰: ۱۸-۲۰۔

(ج) توریت، التثیہ، ۱۸: ۱۵-۲۲؛ ۲۳-۳۱؛ ۳۲: ۱۰-۱۲۔

۳۹۔ (۱) انجیل متی، ۲۱: ۳۳-۴۴؛ ۹: ۲-۲۷۔

(ج) التثیہ، ۳۳: ۱-۴۔

(ج) دکتور ہانی زرقا: یسوع المسیح فی ناسوتہ والوہیتہ، مصر ۱۹۷۱ء

ص ۲۲، ۲۷، ۲۳ - ۶۰ -

۲۱۷-۲۱۳: ابو سعید خرقوشی: شرف البنی، مطبوعہ تہران ہرماہ ۱۳۲۱ھ (ص ۲۱۷-۲۱۳)
 ۱۷: گوتم بدھ، کیل وستو (دامن ہمالیہ، بھارت) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
 تقریباً ۵۰۰ برس قبل پیدا ہوا۔ اس نے ایک تحریک چلائی جو بدھ مت کے نام سے
 چین، جاپان، ہندوستان، پاکستان، ترکستان وغیرہ میں پھیل گئی اس طرح اس
 تحریک نے مشرقی بلاک بنایا جب کہ پانچ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تحریک
 نے مغربی بلاک بنایا۔ گویا گوتم بدھ سے کار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرقی
 نقیب تھا۔ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے مغربی نقیب تھے۔ قرآن
 کریم میں انبیاء کی فہرست میں ایک نام ذوالکفل (سورہ انبیاء، آیت ۱۸۵) آیا ہے
 بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ گوتم بدھ ہو سکتا ہے جو کیل وستو میں پیدا ہوا۔ عربی میں
 کیل کو کفل ہی کہا جائے گا۔ آزاد کشمیر (پاکستان) میں ایک شہر کا نام کفل گڑھ ہے
 اس علاقہ میں بدھ مت کے لوگ حکمراں رہے۔ ممکن ہے اس نام میں گوتم بدھ کے
 جائے پیدائش کی رعایت رکھی گئی ہو؛

SACRED BOOKS OF THE EAST,

۲۲

Vol. 35, p. 225.

MOINER WILLIAM: SANSKRIT ENGLISH DICTIONARY ۲۳

Ref. BUDDHISM, p. 181

DR. PAUL CARUS: THE GOSPEL OF BUDDHA, p. 218

LEADER (ALLAHABAD) 16 Oct. 1930, Col. 3, p. 7

۲۴: قرآن حکیم، سورہ انبیاء، آیت ۱۰۷۔

۲۵: تمام عالمی مذاہب میں آخری نبی کا تصور ملتا ہے۔ بدھوں نے آخری نبی کے

انتظار میں برصغیر ایشیا میں جگہ جگہ مجسمے بھی بنائے۔ بدھ بادشاہوں نے بہت دلچسپی لی اور گندھارا، گیا، بنارس، سرحد، دکن، برما، چین، جاپان، سنٹرل ایشیا میں مجسمے بنائے۔ ان میں سے بعض ۱۲۰ فٹ بلند ہیں۔ غالباً یہ مجسمے آخری نبی کے متعلق گوتم بدھ کی دی ہوئی تفصیلات کے مطابق بنائے گئے ہوں گے۔

(ABDUL HAQUE: MUHAMMAD IN WORLD
SCRIPTURES, LAHORE,
1975, Vol. III, p 1082)

DR. PAUL CARUS: GOSPELS OF BUDDHA,
pp. 215-218

ABDUL HAQUE: MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,
LAHORE, 1975, Vol. III, p. 1040

۴۸ قرآن حکیم معجزات اور عجائبات کا مجموعہ ہے۔ مصر کے ماہر شماریات اشد الخلیفہ مصری نے اپنے ایک تحقیقی مقالے میں یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن حکیم کی اساس ۱۹ کے عدد پر ہے۔ انھوں نے مختلف زاویوں سے قرآن حکیم میں اس عدد کی جلوہ گری کا جائزہ لیا ہے۔ عرصہ ہوا ان کا مقالہ کراچی سے بھی شائع ہوا تھا۔ عنوان ہے:

THE PERPETUAL MIRACLE OF MUHAMMAD

(صلی اللہ علیہ وسلم)

اس مقالے میں ایک چارٹ بھی ہے جس کا عنوان ہے :-

القرآن الکریم: معجزۃ محمدیت الابدیۃ

اس چارٹ میں انھوں نے کمپیوٹر کے ذریعہ مختلف اعداد و شمار جمع کر کے علم الاعداد کی رو سے متن قرآن کی صداقت اور قطعیت کو ثابت کیا ہے۔ جس سے قرآن حکیم کی عالم گیریت بھی ثابت ہوتی ہے کیوں کہ جس کو نافرمان ہونا ہے۔ اس کو باقی بھی رہنا ہے۔ سنت الہی ہے کہ غیر مفید اور غیر موثر شے کو مٹا دیا جاتا ہے مگر قرآن حکیم ڈیڑھ ہزار برس گزر جانے کے باوجود اب تک مٹنا تو کجا ذرہ برابر نہیں بدلا، جیسا تھا ویسا ہی ہے۔

۱) مختلف ادیان کی کتابوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور بعثت وغیرہ سے متعلق بکثرت بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں۔ راقم سیرت مبارکہ پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہے انشاء اللہ اس میں تفصیلی جائزہ لیا جائے گا۔ اس سیرت مبارکہ کی ترتیب کچھ اس طرح ہوگی۔

◆ پہلے باب میں قرآن حکیم کی وہ تمام آیات جمع کی جائیں گی جن میں بتایا گیا ہے کہ توریت و انجیل اور دوسری آسمانی کتابوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر موجود ہے؛

◆ دوسرے باب میں ہندوؤں کے ویدوں، اپنشدوں، پراٹوں، پارسیوں، اور آتش پرستوں کی زنداوستا — بدھوں کی کتابوں اور ملفوظات — توریت، زبور و انجیل اور دوسرے صحف سماوی میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو بشارتیں اور پیش گوئیاں ہیں ان کو جمع کیا جائے گا۔

◆ تیسرے باب میں عالم سماوات، عالم حیوانات، عالم جمادات اور عالم نباتات کی شہادتوں کو یکجا کیا جائے گا۔

◆ چوتھے باب میں کتب تاریخ و سیرت و حدیث میں صحف سماوی کے حوالے یا تاریخی واقعات کے حوالے سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے قبل کی بشارتوں اور واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔

◆ پانچویں باب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جامع اور مختصر سیرت مبارکہ پیش کی جائے گی۔

◆ چھٹے باب میں آپ کی شخصیت سے متعلق دنیا کے مختلف مذاہب کے عالموں اور دانشوروں کے تاثرات جمع کئے جائیں گے۔

◆ ساتویں باب میں دورِ جدید کے تقاضوں کے پیش نظر پیغامِ محمدی کی

منتخب اور اہم باتوں کا ذکر ہوگا۔

◆ آٹھویں باب میں اسلام کے بارے میں دنیا کے مختلف مذاہب کے دانشوروں اور عالموں کے تاثرات بیان کئے جائیں گے۔

◆ نویں باب میں دنیا میں اسلام لانے والے مختلف مذاہب کے ممتاز دانشوروں کا ذکر ہوگا۔

◆ دسویں باب میں اسلام کے بارے میں مختلف مذاہب کی کتابوں اور صحف سماوی کی روشنی میں دین واحد اور صراطِ مستقیم کی نشاندہی کی جائے گی اور اسلام کی حقانیت کو ثابت کیا جائے گا۔

اس کتاب میں حسین شریفین کے نادر عکسوں کے علاوہ صحف سماوی کی اصل عبارت کے عکس بھی دیئے جائیں گے۔

۵۰ علامہ ابن جوزی ۱۱۵۴ھ / ۱۷۷۱ء میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰۰ھ / ۱۲۰۰ء میں انتقال فرمایا۔ فن حدیث میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ اس فن میں ایسا کمال حاصل تھا کہ حدیث سنتے ہی اس کے مقام و مرتبہ کا تعین فرما دیا کرتے تھے۔ ابن تیمیہ بھی فن حدیث میں ابن جوزی کے کمال کے معترف تھے۔ ابن جوزی ایک ہزار سے زیادہ کتب و رسائل کے مصنف تھے۔ وہ عالم اسلام کی ایک ممتاز شخصیت تھے جو آج سے نو سو سال قبل اس عالم آب و گل میں تشریف لائے۔

۱۵ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی البغدادی: بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۵-۶۔



۱۔ ملاکی، ۳: ۲۰۱۔

۲۔ زبور: ۹۲، ۱۳، بحوالہ قتیل دانا پوری، محمد رسول اللہ آسمانی صحائف

میں، استقامت (کاپنور) رسول نمبر ۱۹۸۵ء، ص ۷۹۔

۳۔ نارن شہر مکہ معظمہ یا مکہ کے پہاڑ کا نام ہے مندرجہ ذیل مآخذ ملاحظہ فرمائیں

(ا) معجم یا قوت، مطبوعہ مصر ۱۳۲۳ھ، ج ۶، ص ۳۲۳۔

(ب) ہمدانی، صفحہ جزیرۃ العرب، مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء، ص ۱۷۰

(ج) قطب الدین بہروانی مکی: الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام،

لیسک ۱۸۵۷ء، ص ۱۸۔

۴۔ کتاب اشعیاء، باب ۴۱ مطبوعہ ۱۷۲۳ء

۵۔ تورات، سفر الاستثنا، باب ۳۳، مطبوعہ ۱۸۲۲ء

۶۔ محمد افضل شریف: بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۸۱-۸۲۔

۷۔ ویاس جی، پونجھی رائسنگ رام، کانڈ ۶، اسکند ۱۲ مترجمہ گو سائیس

تلسی داس؛

(ا) تلسی داس نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ کوئی شخص بغیر نام محمد (صلی اللہ

علیہ وسلم) کے جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔

(شاہ رکن الدین الوری، توضیح العقائد، لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۷۱)

۸۔ انجیل برناباس، باب ۹۷، ص ۱۲۲۔

۹۔ انجیل برناباس، باب ۳۹، ص ۵۰۔

۱۰۔ عبدالرحمن جامی: شواہد النبوة لتقویۃ یقین اہل الفتوہ، مطبوعہ

لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۲۶-۲۷۔

۱۱۔ الضأ، ص ۲۶-۲۷۔

۱۲، علامہ ابن کثیر: میلادِ مصطفیٰ (مترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
 (ب) سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۵۸۔
 ص ۱۱-۱۲۔

(ج) سیرت ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۰۶۔

۱۳، ابی الحسن علی الجزری ابن العثیر: اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
 ج ۲، ص ۱۶۔

۱۴، اسمعیل بن عمر دمشقی: البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۷۵۔

(ب) علامہ ابن کثیر: میلادِ مصطفیٰ، ص ۱۱۔

۱۵، احمد رضا خاں: ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء، ص ۲۰۔

۱۶، ایضاً، ص ۲۲۔

۱۷، علماء یہود میں ابن الہیبیان بھی شام سے اسی لئے منتقل ہو کر مدینہ منورہ آکر بس گیا تھا کہ بعثت نبوی کا وقت قریب آ رہا ہے، شاید وہ دیدارِ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سعادت حاصل کر سکے اسلام سے مشرف ہو جائے مگر اس کے دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی اور موت قریب آگئی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے حاضرین کو وصیت کی کہ تم جب اس کو پا لو تو جلد اس کی خدمت میں حاضر ہو کر دین اسلام قبول کر لینا۔

(سیرت ابن ہشام ترجمہ فارسی رفیع الدین اسحاق بن محمد ہمدانی، مطبوعہ تہران

۱۳۴۵ شمسی، ج ۱، ص ۱۸۷-۱۸۸)

۱۸، جلال الدین سیوطی: خصائص البکری، ج ۱، ص ۱۲۵۔

(ب) محمد ضیاء القادری: انوار المحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ، ص ۲۴۵

۱۹، عبدالرحمن جامی: شواہد النبوة، ص ۵۸۔

۲۰، قرآن حکیم، سورہ بلد، آیت نمبر ۱-۳۔

مکہ معظمہ جزیرہ نمائے عرب کے صوبہ حجاز کا مرکزی شہر اور عالم اسلام کا

دینی اور روحانی مرکز ہے۔ یہ شہر ۲۱ درجے، ۲۸ دقیقے عرض بلد شمالی اور ۳۷ درجہ ۵۴

دقیقے طول بلد مشرقی پر واقع ہے، یہ ایک وادی میں ہے جس کے چاروں طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ یونانی جغرافیہ نویس بطلمیوس نے دوسری صدی عیسوی میں اپنے جغرافیہ میں مکہ مکرمہ کو MACORBA لکھا ہے۔ یہ عربی لفظ "مقرہ" کی تعریب ہے جس کے معنی لوگوں کو معبودوں کے قریب لانے والے کے ہیں۔ بعض محققین نے اس کے معنی معبود (عبادت گاہ) کے بھی لکھے ہیں۔ ولندیزی مستشرق ڈوزی کی رائے میں مکہ معظمہ کی تاریخ کا آغاز حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے سے ہوتا ہے۔ اس کا ذکر توریت و انجیل میں بھی ہے۔ امام ازرقی نے لکھا ہے کہ زمین پر اولین شے بیت اللہ تھا اور سران حکیم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں اللہ کا پہلا گھر کعبۃ اللہ ہی ہے۔ بقول امام ازرقی یہ سرخ رنگ کے کھوکھلے یا قوت سے بنا ہوا تھا، اس کے بعد اولاد آدم نے ایک مکان پتھر اور مٹی کا بنایا جو طوفان میں صرف ایک ٹیلے کی صورت میں باقی رہا اسی پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی تعمیر نو فرمائی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر سے اپنی زوجہ ہاجرہ اور فرزند حضرت اسماعیل علیہما السلام کو لے کر فلسطین آئے پھر وہاں سے مکہ مکرمہ حاضر ہوئے یہیں حضرت اسماعیل جو ان ہوئے اور یمن کے قبیلہ بنو جرہم کی لڑکی سے ان کی شادی ہوئی۔ بیت اللہ ایک عرصہ بنو جرہم کی تولیت میں رہا پھر رفتہ رفتہ یہ تولیت بنو ہاشم میں آئی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت عبدالمطلب اس کے متولی ہوئے۔

۱۔ جوادی: المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۰ء

ج ۴، ص ۹-۲۰۔

۲۔ الازرقی: اخبار مکہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۹ء، ج ۱، ص ۵۲-۵۳۔

۳۔ ابن ہشام: سیرت ابن ہشام، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۳۳-۵۷۔

۲۱ علامہ ابن جوزی نے ولادت باسعادت کی تاریخ کے سلسلے میں تین مختلف اقوال نقل کئے ہیں

۱، ۱۲ ربیع الاول (حضرت عباس رضی اللہ عنہ)
 ۲، ۸ ربیع الاول (حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ)
 ۳، ۳ ربیع الاول (حضرت عطار رضی اللہ عنہ)
 یہ اقوال نقل کر کے فرمایا۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے؛

(ابن جوزی: بیان میلاد النبی، ص ۳۱)

بھاگوت پراں سے علامہ ابن جوزی کے فیصلے کی توثیق ہوتی ہے۔

۲۲ حضرت آمنہ کے ڈوہینے حمل سے گزرنے کے تھے کہ حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا،
 اُن کی عمر شریف اُس وقت اٹھارہ سال تھی، دارالالتعمیر میں ان کو سپرد خاک کیا گیا۔
 حضرت داؤد علیہ السلام نے زبور (۱۹) میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 کو یتیم لکھا ہے۔

۲۳ بھاگوت پراں، اسکند ۱۲، باب ۲، شلوک ۱۸

(۱) ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے ایم اے (سنسکرت وید) ڈی۔ فل (دھرم
 شاستر اچاریہ) ڈپ۔ ان (جرمنی) نے ایک تحقیقی مقالہ بعنوان ”کلکی اوتارا اور
 محمد اللہ آباد یونیورسٹی میں ہندی میں قلم بند کیا ہے جس کا اردو ترجمہ علامہ شاہ
 خالد میاں فاخری نے سائنس فاخری سے کرا کر راقم کو عنایت فرمایا۔ یہ مقالہ
 قابل مطالعہ ہے۔ اس میں ہندوؤں کی کتابوں سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے متعلق ایسی واضح پیش گوئیاں ہیں جو اس سے قبل مطالعہ میں
 نہ آئیں۔

۲۴ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:-

ربیع الاول کو اس خاص حیثیت سے کہ حضور کی اس میں ولادت باسعاد
 ہوئی صورتہ رمضان المبارک پر فضیلت ہے۔

(اشرف علی تھانوی: الظہور مطبوعہ تھانہ بھون، ص ۱۵)

۲۵ اشرف علی تھانوی: السور بنظہور النور (۲۳۳ ص) مطبوعہ سادھوڑ ضلع اہنوال

۲۶ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو پانچ ادوار پر تقسیم کیا جاسکتا ہے :-
 (ا) پہلا دور: خلقتِ محمدی سے ظہورِ قدسی تک (یہ دور لاکھوں سالوں کے محیط ہے)
 (ب) دوسرا دور: ظہورِ قدسی سے بعثتِ نبوی تک (۵۶۹ء تا ۶۰۹ء)
 (ج) تیسرا دور: بعثتِ نبوی سے ہجرتِ نبوی تک (۶۱۰ء تا ۶۲۱ء)
 (د) چوتھا دور: ہجرتِ محمدی سے وصالِ محمدی تک (۶۲۲ء تا ۶۳۲ء)
 (ه) پانچواں دور: وصالِ محمدی سے جلوسِ محمدی تک (یہ زمانہ نامعلوم سالوں کے محیط ہے)
 ۲۷ (ا) ابن کثیر، میلادِ مصطفیٰ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۴۔

(ب) سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۵۸-۱۵۹۔

(ج) سیرت ابن کثیر، ج ۱، ص ۲۰۴۔

۲۸ ابن کثیر: میلادِ مصطفیٰ، ص ۱۴۔

۲۹ (ا) ابن کثیر: البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۶۸۔

(ب) ابن کثیر: میلادِ مصطفیٰ، ص ۱۴۔

۳۰ ایضاً، ص ۱۶۔

۳۱ ابن جوزی: بیانِ میلادِ النبی، ص ۳۵۔

(ا) لیلۃ القدر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے بیکراں انعامات میں سے ایک انعام ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پچھلی امتوں کے ایک ایسے عابد کا ذکر فرما رہے تھے جس نے ہزار مہینے رات عبادت میں اور دن جہاد میں گزار دیئے۔ صحابہ کو اس کی سعادت پر رشک ہوا اور یہ خیال ہوا کہ یہ سعادت ان کو کیسے میسر آسکتی ہے جب کہ ان کی عمریں چھوٹی ہیں۔ اچانک رحمتِ باری جوش میں آئی اور لیلۃ القدر عطا فرمائی گئی جو ایک ہوتے ہوئے بھی ہزار مہینوں پر بھاری ہے اس طرح امتِ محمدیہ کی حسرت پوری ہوئی اور ہزار مہینوں والی کتنی ہی راتیں ان کو میسر آگئیں۔

(ب) لیلۃ القدر کی شان یہ ہے کہ اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں تو اس

کی کیا شان ہوگی جس کے حضور فرشتے اور جبریلِ خادمانہ حاضر ہوتے ہیں۔؟
 (ج، شب قدر سلامتی ہے صبح ہونے تک پھر اس کی کیا بات ہے جس کی ذاتِ
 اقدس سلامتی و رحمت ہے رہتی دنیا تک بلکہ قیامت اور قیامت کے بعد تک
 رحمت ہی رحمت ہے۔۔۔؟

رد، لیلۃ القدر میں قرآن نازل ہوا پھر اس رات کی کیا شان ہوگی جس میں
 صاحب قرآن تشریف فرما ہوئے؟

۳۲ امام قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۲۶-۲۷۔

۳۳ دار، ابو عبد محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۶۴۔

رب، ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، ج ۹، ص ۱۱۸۔

(ج، بدر الدین عینی: عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲۰، ص ۹۵۔

۳۴ امام تاج الدین سبکی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد
 خلافت میں خشک سالی ہوئی اور سخت قحط پڑا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار
 دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ
 لے گئے اور مجمع عام میں ان کے وسیلے سے بارش کی دعا فرمائی۔۔۔ خدا کی
 شان اچانک بادل امنڈ آئے، بارش ہونے لگی، حاضرین فرط محبت میں حضرت
 عباس رضی اللہ عنہ کے پیرھن مبارک اور چادر شریف کو چومتے تھے۔۔۔ ابن
 الاثیر نے اسد الغابہ میں اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔۔۔ حضرت حسان بن ثابت
 رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ سے متاثر ہو کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شان میں
 اشعار کہے جن کا ترجمہ یہ ہے :-

امام المسلمین نے ایسے وقت دعا کی (جب کہ) خشک سالی مسلسل تھی پھر

حضرت عباس کے چہرے کے طفیل بادل برس پڑا جو حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے چچا اور ان کے والد کے حقیقی بھائی ہیں۔

دالو یوسف بن اسماعیل بنہانی: جامع کرامات اولیاء، (ترجمہ لامع علامات الاولیاء

- مطبوعہ مصر ۱۳۲۹ھ (۱۳۲۲ء) مطبوعہ ملتان، ص ۵۵) —
- مولوی اشرف علی تھانوی نے جمال الاولیاء کے نام سے اس کا خلاصہ بھی تیار کر لیا تھا
- ۳۵ (ا) ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، ج ۹، ص ۱۱۸ —
- (ب) احمد سعید کاظمی: مقالات کاظمی، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ، ج ۱، ص ۸۶
- (ج) بدرالدین عینی: عمدة القاری شرح صحیح البخاری، طبع جدید ج ۲ ص ۹۵
- ۳۶ امام فسطائی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۲۷ —
- ۳۷ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)، ترجمہ اردو مولانا افتخار احمد قادری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۷ —
- (الف) حضرت عبدالمطلب نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا محمد نام تجویز کیا تو چوں کہ عربوں میں یہ نام رکھنے کا رواج نہ تھا اس لئے دوست اجناس نے پوچھا کہ عام روش سے ہٹ کر یہ نام کیوں رکھا؟ — آپ نے فرمایا: ”میری نیت یہ ہے کہ آسمان پر اللہ ان کی حمد کرے اور زمین پر اس کی مخلوق ان کی حمد کرے“ — (ایضاً، ص ۱۷)
- ۳۸ احمد رضا خاں: ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۳۸ —
- ۳۹ (ا) محدث ابن جوزی: المیلاد النبوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۲
- (ب) ابو عبد اللہ محمد بن عبدالحاکم: مستدرک علی الصحیحین، مطبوعہ ہند (ج) انجیل برناباس، باب ۹۷، ص ۱۱۳ —
- (د) ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ، ص ۱۳ —
- ۴۰ تقرید، کھنڈ ۲۰، سوکت ۱۲۷، منتر ۱-۳ —
- ۴۱ رگ وید، منڈل ۵، سوکت ۲۷، منتر ۱ —
- ۴۲ بھوشہ پراٹھ، پرو ۳، کھنڈ ۳، ادھیاس ۳، شلوک ۵-۸ —
- ۴۳ ژند اوستا، فروردین پشت ۱۳ —
- ۴۴ الذکتور احمد حجازی السقا: نبوۃ محمد فی الكتاب المقدس، ص ۳۰ بحوالہ

اسفار الخمسة:

۴۵ انجیل برناباس، باب ۹۷، ص ۱۲۳۔

۱، علم الاعداد اور فن جمل کے اعتبار سے نام نامی محمد کے عدد ۹۲ ہیں۔ اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں $(۹+۲=۱۱)$ پر مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے $(۱+۱=۲)$ اب آپ کی حیات طیبہ میں اس عدد کی جلوہ گری ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی، اس وقت حضرت یحییٰ کی عمر ۴۰ سال تھی اور آپ کی ۲۵، دونوں کے اعداد کا مجموعہ ۶۵ ہوتا ہے، اس کو مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں $(۶+۵=۱۱)$ اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں $(۱+۱=۲)$ ۔

۲۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہیں۔ اس کے عدد ۳۶۲ بنتے ہیں، اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں $(۳+۶+۲=۱۱)$ اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں $(۱+۱=۲)$ ۔

۳۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں، اس کے عدد ۱۱۳۶ بنتے ہیں، اس کو مزید مختصر کریں تو ۱۱ بنتے ہیں $(۱+۱+۳+۶=۱۱)$ اور مزید مختصر کریں تو ۲ بنتے ہیں $(۱+۱=۲)$ ۔

علم الاعداد کی روشنی میں مندرجہ بالا حقائق سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، رسالت و نبوت کے بارے میں مزید لہ ازہائے سربتہ معلوم ہوتے ہیں۔

۴۶ سام وید، پرچھانک ۲، دشتی ۶، منتر ۸۔

۴۷ قرآن حکیم، سورہ صاف، آیت ۶۔

۴۸ انجیل یوحنا ۱۴: ۱۶، ۱۷، ۱۵۱: ۲۷۔

۴۹: ۲۸-۲۹، ۱۶: ۷-۱۴۔

۱، سریانی زبان میں منجمن کا ترجمہ محمد ہے اور یونانی زبان میں ”برقیطس“

کا ترجمہ محمد ہے۔ اناجیل کے ترجموں میں یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔
 (ابن ہشام (ترجمہ فارسی) مطبوعہ تہران، ج ۱، ص ۲۰۳، ۲۰۴)
 (ب) عبرانی زبان میں "فارقلیط" کے معنی "محمد" ہوتے ہیں۔ اس کا ترجمہ
 احمد بھی ہو سکتا ہے۔

(سر سید احمد خاں، الخطبات الاحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء ص ۴۳۹)
 (ج) فار کے معنی 'محمد یا محمود'، اور قلیطہ کے معنی 'تامن'، یعنی امن اور
 حفاظت کی جگہ جو مکہ معظمہ کی خاص صفت ہے جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے۔
 تو اب 'فارقلیط' کے معنی 'محمد مکہ' ہوئے۔

(عنایت رسول چریا کوٹی: بشری، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۸ء، ص ۲۱-۲۵)
 (د) ڈاکٹر فری ہیگنس اور جان ڈیوڈ پورٹ نے لکھا ہے کہ انجیل میں جس "فارقلیط"
 کی خبر دی ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۹ الخطبات الاحمدیہ، ص ۴۳۹ —

۵۰ دیوان حسان بن ثابت، ص ۵۸ —

۵۱ انجیل برناباس، مطبوعہ کراچی، باب ۴۴، ص ۵۸-۵۹ —

۵۲ تسبیحات سلیمانی، باب ۵، آیت ۱۰-۱۶ بحوالہ خطبات احمدیہ، ص ۴۳۲-۴۳۳ —

۵۳ ابن اثیر: أسد الغابہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ج ۱، ص ۱۷ —

۵۴ ایضاً، ص ۱۸ —

۵۵ علامہ قسطلانی: مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۶ —

(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳

(ج) ڈاکٹر محمد عبدہ یمانی: علماء اولاد کم محبتہ رسول اللہ، مطبوعہ جدہ ۱۹۸۸ء، ص ۱۷

امام احمد بن حنبل، ابو عیسیٰ ترمذی اور امام بخاری وغیرہ نے اسی مفہوم کی

احادیث کو نقل فرمایا ہے۔

۵۶ سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلتہ اہل السنۃ والجماعہ (ترجمہ اردو مولانا

- عبدالحکیم شرف قادری (مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۱۷) —
- ۵۷ محمد افضل شریف، 'بشارت'، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء
- ۵۸ تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں شمائل ترمذی شریف (شرح اردو سید محمد امیر شاہ گیلانی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء)
- ۵۹ سلیمان ندوی، سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء، ج ۳، ص ۷۹۵
- ۶۰ قرآن حکیم، سورہ حجرات، آیت ۲ —
- ۶۱ سید ہاشم رسولی، زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی ابن ہشام، مطبوعہ تہران ۱۳۶۴ شمسی، ج ۱-۲، ص ۱۳۴) —
- ۶۲ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت ۸۹ —
- ۶۳ ماہنامہ استقامت (کامپور) محمد عربی نمبر ۱۹۸۶ء، ص ۷۸ —
- (۱) ایک ہندو فاضل ڈاکٹر وید پرکاش اویادھیائے نے ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ جس آخری نبی کی آمد آمد کی پیش گوئیاں ان کتابوں میں ہیں۔ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ انھوں نے اپنے مقالہ کے آخر میں ہندوستان کے ہندوؤں کو خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے:
- ”صرف میں ہی نہیں بلکہ تمام طبقے جو علم و دانش کی دولت سے مالا مال ہیں، مجھے یقین ہے کہ ملکِ قوم کے سکون کے لئے میری اس تحقیقی کتاب کو قبولیت کا درجہ دے سکیں گے۔ بھارتی جس ”کلکی“ کو اذتار مانتے ہیں، مسلمان اسی ”کلکی“ (پیغمبرِ عالم) کے شاگرد ہیں۔ ”کلکی“ کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ بھارت کے لئے رحمت کے فرشتے ہوں گے۔ اس لئے ہر وہ شخص جو بھارت کا رہنے والا ہے خود کو ہندو کہے یا انڈین، کلکی، پر یقین کرے کیوں کہ یہی آخری اذتار ہیں..... جس کلکی، پیغمبرِ عالم کے انتظار میں بھارتی بیٹھے ہیں وہ آپ کے ہیں اور وہ محمد صاحب ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلکی اوتار اور محمد صاحب، مترجمہ شائستہ فاخری، قلمی،

- ۶۴ ماہنامہ استقامت (کانپور) محمد عربی نمبر، ص ۸۰ —
 ۶۵ نفائس تلامذہ المدارس، مطبوعہ بیروت ۱۸۸۶ء
 ۶۶ انجیل، باب ۱۵، آیت ۲۳-۲۴، باب ۱۶، آیت ۱
 (ج) سیرت ابن ہشام (فارسی) مطبوعہ تہران، ج ۱، ص ۲۴ —
 ۶۷ انجیل بزنا باس، باب ۶۳، ص ۲۱۲ —
 ۶۸

- ۶۹ انجیل بزنا باس، باب ۳۹، ص ۵۰ —
 ۷۰ محمد افضل شریف، بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء، ص ۷۲ بحوالہ جاسپی
 مصنفہ حکیم جاماسپ بعہد گشتاسپ ۶۴۸۹
 ۷۱ سیرت ابن ہشام، ص ۱۸۹-۱۹۸ —
 (ج) طبقات ابن سعد، ج ۴، ص ۵۳-۵۴ —
 (ج) علامہ محمد رشید رضا، محمد رسول اللہ (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی، ص ۹۱-۹۲
 ۷۲ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۱۴۲ —
 ۷۳ رحمت اللہ کیرانوی: اطہار الحق، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۳۲۷ —
 ۷۴ ولی الدین محمد: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور، ج ۳، ص ۱۳۵ —

فہرست

۳

- ۱۔ قرآن حکیم، سورہ ابراہیم، آیت ۳۴۔
 ۲۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت ۶۴۔
 ۳۔ قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت ۵۷-۵۸۔
 ۴۔ عنایت رسول چریا کوٹی: بشری، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۸ء، ص ۱۴۲۔
 بحوالہ زبور، آیت ۵۔

۱، مولوی اشرف تھانوی، 'فضل اور رحمت' کی تشریح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'فضل اور رحمت' سے مراد حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قدوم مبارک لیا جائے اس تفسیر سے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی، اور اس میں قرآن بھی، سب اس میں داخل ہو جائیں گی اس لئے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود باوجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔

پھر آگے چل کر آیہ کریمہ لقد هتق الله الایہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

دوسرے مقام پر اس سے بھی زیادہ صاف ارشاد ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعی خوشی کی شے دنیا میں اگر ہے تو حضور ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

راشرف علی تھانوی: السرور بطہور النور (۱۳۳۲ھ) مطبوعہ سادھورہ، ص ۱۵-۱۶

- ۵۔ عنایت علی چریا کوٹی: بشری، ص ۴۰۹۔
 ۶۔ قرآن حکیم، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۷۹۔
 ۷۔ انجیل برناباس، باب ۸۲، ص ۱۰۴-۱۰۵۔

۱، جوہلی کی مختلف تشریحات کی گئی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ پچاس سال کے بعد آنے والا وہ سال جس میں غلاموں کو آزاد کیا جاتا تھا، جس میں قرض اروں کے قرض معاف کئے جاتے تھے، جس میں غاصبوں سے مکانات بازیافت کر کے

اصل مالکوں کو دیئے جاتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کو آزاد کرایا، قرض داروں کے قرض معاف کرائے، غاصبوں سے حقوق لے کر حقداروں کو دیئے۔ اسی مبارک و مقدس ہستی کا آنا اصل میں وہ عید ہے جس کی پیش گوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمائی۔

(ب) جوہلی کی ایک تشریح یہ بھی ملتی ہے :-

قدیم یہودی قانون کے مطابق ہر پچاس برس کے بعد جوہلی کا سال منایا جاتا تھا۔ رومن کیتھولک چرچ میں وقتاً فوقتاً جوہلی کے سال کا اعلان ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ ۲۵ برس کے بعد۔ پوپ کو یہ اختیار تھا کہ خصوصی جوہلی کا سال جب چاہیں منانے کا اعلان کریں

(۱) چیمبرس ٹونیٹیجہ سچری ڈکشنری، مطبوعہ لندن، ص ۵۷۵

(ب) ای۔ آر۔ پانک: انسائیکلو پیڈیا ریجن اینڈ ایتھنکس، مطبوعہ نیویارک، ص ۲۱۴-۲۱۵
نوٹ: اصل میں یہ سال سو برس کے بعد منایا جاتا ہوگا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس جشن میلاد کی طرف اشارہ فرمایا ہے وہ مسلم ممالک میں اور دوسرے بہت سے ملکوں میں تو منایا جاتا، ہی ہے مگر حیرت کی بات ہے کہ دیارِ فرنگ میں بھی جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شایان شان طریقے سے منایا جاتا ہے۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ (۶ نومبر ۱۹۸۷ء) کو لندن میں جشن عید میلاد کے مبارک موقع پر عظیم الشان جلوس نکالا گیا اور ایک شاندار محفل منعقد ہوئی۔ ماہنامہ اسلامک ٹائمز (پوکے) کی اطلاع کے مطابق ورلڈ صوفی کونسل (لندن) نے اس کا اہتمام کیا۔ برطانیہ کے مختلف شہروں سے ۲۵ ہزار مسلمان لندن میں جمع ہوئے۔ جلوس میلاد لندن کی شاہراہوں سے گزرتا ہوا ہانڈ پارک پہنچا جہاں نماز ظہر باجماعت ادا

کی گئی۔ شاید اس پارک میں کبھی ایسا روح پرور اجتماع نہ ہوا ہوگا۔ نماز کے بعد کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر امام شمس الدین الفاسی نے خطاب فرمایا۔ جلوس اور جلسے میں شریک حضرات کے لغروں اور درود و سلام کی گونج سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور از خود جلوس میں شریک ہو کر لطف اندوز ہوئے عجیب سماں تھا کہ سب دل دے بیٹھے۔

(اسلامک ٹائمز، یو، کے، شماره دسمبر ۱۹۸۴ء، ص ۱۶)

صدیوں پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس عید کی پیش گوئی فرمائی تھی وہ اس دیار میں بھی منائی جا رہی تھی جہاں ان کے پیروکاروں کی اکثریت اور حکومت ہے۔ بیشک یہ عید کسی ایک ملک و قوم کی نہیں ہے۔ سب قوموں کی عید ہے۔ سب مظلوموں کی عید ہے۔ سب غلاموں کی عید ہے۔ سب زیر دستوں کی عید ہے۔

(مسعود)

۱۷ شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۲۳

۱۸ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ اسلام آباد ج ۲، ص ۲۰۱

۱۹ رب، ولی الدین بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۱

۲۰ امام احمد بن حنبل امام: مسند

(ب) ولی الدین بن عبداللہ الخطیب، مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۵۱۳

۲۱ رب، ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی: زرقانی، مطبوعہ ۱۲۹۲ھ، ص ۲۴

(ب) علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۰

۲۲ محمد بن علوی المالکی الحسینی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء (ترجمہ اردو از دوست محمد ثنا کر سیالوی) ص ۱۰

۲۳ رب، بدر الدین عینی: عینی شرح بخاری، ج ۱، ص ۱۷

(ب) ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری: بخاری شریف، پارہ ۱۵، ص ۵۲۶

ج، محی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الاندلسی: مخاضرة الابرار و

مسامرة الاخبار فی الادبیات

۱۴ والنوادرو الاخبار، مطبوعہ مصر ۱۹۰۶ء ص ۲۵۔

۱۵ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۶۵

۱۶ ابو جعفر محمد بن جریر طبری: طبری

ب، علامہ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ، ۱۹۸۵ء، ص ۲۹-۳۰۔

۱۷ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ افضل دن جمعہ کا دن

ہے، اس دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھو۔

(ابوداؤد: سنن ابوداؤد، ص ۲۱۴)۔

ج، ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہر جمعرات کو تمہارے اعمال

مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔

(محدث ابن جوزی: الوفا رہا حوال المصطفیٰ، ص ۸۱۰)۔

ج، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس

طرح درود و سلام کی شب جمعہ فضیلت ہے اسی طرح شب دوشنبہ

(پیر) بھی فضیلت ہے کیوں کہ دوشنبہ ایام فاضلہ میں ہے کہ اس میں

بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش کئے جاتے ہیں۔

عبدالحق محدث دہلوی: جذب القلوب الی دیار المحبوب مطبوعہ کلکتہ ۱۲۶۳ھ ص ۳۶۸

د، دنوں کے علاوہ احادیث میں مقدس مہینوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

چنانچہ مسلم شریف میں ذوالعقدہ، ذوالحجہ، محرم، رجب ایسے ہی مقدس

مہینوں میں شمار کئے گئے ہیں۔

مسلم بن الحجاج القشیری: مسلم شریف، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۰۴

۱۸ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۲ء، ج ۲،

ص ۳۴۳

۱۹ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت نمبر ۱۵ —

۲۰ قرآن حکیم، سورہ مریم، آیت ۳۳ —

۲۱ الف، شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء ص ۲۳

نوٹ: حضرت شاہ احمد دہلوی، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی

علیہ الرحمۃ کی اولاد امجاد سے ہیں، ۱۲۱ھ / ۱۸۰۲ء میں رام پور (بھارت) میں پیدا ہوئے

مشہور بزرگ حضرت شاہ غلام علی نقشبندی سے بیعت تھے۔ حضرت خالد کردی علیہ الرحمہ

کے ذریعہ جن کا سلسلہ ترکی میں خوب پھلا پھولا۔ حضرت شاہ احمد سعید علیہ الرحمہ نے

۱۲۴۲ھ / ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ جاری فرمایا۔ ۱۲۴۴ھ / ۱۸۵۸ء

میں انھوں نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور وہیں ۲ ربیع الاول ۱۲۴۴ھ مطابق

۱۸ ستمبر ۱۸۶۰ء کو وصال فرمایا۔ صاحب تصنیف بزرگ تھے اور اپنے وقت

کے جلیل القدر عالم و عارف؛

(ب) محمد بن علوی المالکی الحسینی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۰

(ج) ڈاکٹر محمد عبدہ یسانی: علما و اولاد کم محبتہ رسول اللہ، مطبوعہ جدہ،

۱۹۸۸ء، ص ۹۹ —

(د) امام ترمذی: ترمذی شریف، مطبوعہ دہلی، ص ۹۲ —

(ه) امام قشیری: مسلم شریف، ص ۳۸۸ —

نوٹ: نسبتوں کی دنیا بھی عجیب دنیا ہے — یہ نسبتیں آن کی

آن میں ادنیٰ کو اعلیٰ بنا دیتی ہیں — ایک بوسیدہ کرسی جس کا کوئی پرسان

حال نہ ہو جب بتایا جائے کہ یہ فلاں بادشاہ کی ہے تو انمول چیمہ بن جاتی ہے اور

قابل زیارت ہو جاتی ہے — یہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ نسبتوں کی قدر

کرتا ہے کیوں کہ رحمن کی عادت ہے کہ وہ نسبتوں سے پیار فرماتا ہے — اپنے

پیارے نبی ابراہیم علیہ السلام کے نشان قدم کو "مقام ابراہیم" بنا کر جاوداں بنا دیا

— موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے آثار کو فتح و نصرت کا وسیلہ بنا کر
تایوت سیکینہ کا خود تعارف کرایا۔

۲۲ مسلم بن حجاج قشیری: مسلم شریف، کتاب الصیام، ج ۱، ص ۷۔

۲۳ ابن اثیر: أسد الغابہ، ج ۱، ص ۲۱-۲۲۔

۲۴ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء، ص ۱۴۔

(۱) مسند میں ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کو پیدا ہوئے
پیر کو ہی آپ مبعوث ہوئے، اور پیر کو ہی آپ نے ہجرت فرمائی، پیر کو ہی آپ
مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور پیر کو ہی حجاب اٹھائیں گے۔

(شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، ص ۲۶)

۲۵ (۱) ابن حجر عسقلانی: فتح الباری، ج ۹، ص ۱۱۸

(ب) بدرالدین عینی: عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲، ص ۹۵۔

(ج) عبدالرزاق صنعانی: مصنّف، ج ۷، ص ۷۸۔

(د) ابن کثیر: سیرة النبویہ من الہدایہ، ج ۱، ص ۲۲۲۔

(ه) ابن الدبع الشیبانی: حدائق الانوار، ج ۱، ص ۱۳۴۔

(و) حافظ بغوی: شرح السنۃ، ج ۹، ص ۷۶۔

(ز) ابن ہشام و اسھبیلی: روض الأنف، ج ۵، ص ۱۹۲۔

(ح) عامری: بہجۃ المحافل، ج ۱، ص ۴۱۔

(ط) محمد بن اسماعیل بخاری، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۷۴۔

۲۶ چوں کہ پیر کے دن کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص نسبت
ہے اس لئے عرفاء آرزو کرتے ہیں کہ وہ دنیا سے اس محبوب بن اٹھائے جائیں

— راقم کے والد ماجد مفتی اعظم شاہ محمد منظر اللہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء)

اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے اور تاجدارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق

صادق — اُن کی آرزو تھی کہ جب بارگاہِ ذوالجلال میں حاضری ہو تو پیر کے دن ہو

خدا کی شان آپ نے ۱۴ شعبان المعظم پیر کے دن وصال فرمایا۔
 مہینہ بھی محبوب دو عالم کا اور دن بھی جان دو عالم کا۔ سبحان اللہ!
 ۲۷ خلیل احمد رانا: النوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ بحوالہ عبد اللہ محمد
 بن عبدالرحمن: مواہب جلیل علی مختصر خلیل۔

۱۸، مصر کے چیف جسٹس نے اپنا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ اتفاق سے
 انھوں نے ۱۲ ربیع الاول کو روزہ رکھ لیا، ساحل سمندر کی طرف سیر کے لئے
 نکل گئے وہاں ان کے دوست ابن عاشر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگئے۔
 انھوں نے مختلف قسم کی کھانے کی چیزیں نکالیں اور حج صاحب کو
 دعوت دی مگر انھوں نے معذرت کر دی کیوں کہ ان کا روزہ تھا۔
 ابن عاشر نے حج صاحب کی طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا:
 ”اس کا کیا مطلب ہے؟“ آج خوشی و مسرت کا دن ہے،
 اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے، جیسا عید کے دن“
 حج صاحب فرماتے ہیں:

”میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا گویا میں
 سو رہا تھا، انھوں نے بیدار کر دیا“

رانا خلیل احمد: النوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۴۰۸ھ، ص ۶۶۴

۲۸ ابو عبد اللہ شمس الدین ذہبی: تذکرۃ الحفاظ، ج ۱، ص ۲۱۲

۲۹ محمد بن عبد الباقی زرقانی: شرح الزرقانی للموطا، ج ۱، ص ۲۔

۳۰ حافظ ابن حجر عسقلانی: تہذیب التہذیب، ج ۱۰، ص ۹۔

۳۱ احمد رضا خاں: اقامۃ القیامہ (۱۲۹۹ھ)، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۴۴

۳۲ ایضاً، ص ۴۴۔

۳۳ امام یافعی قنادری: تشریح الناطر و خلاصۃ المفاسر، ص ۱۱۔

۳۴ قرآن حکیم، سورۃ النشراح، آیت ۴۔

۳۵۔ (الف) قاضی عیاض اندلسی: شفا شریف (عربی) مطبوعہ ملتان، ج ۱، ص ۱۲

(ب) شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۳ء، ص ۲۲

(ج) احمد رضا خان کیلوی: اقامتہ القیامہ، مطبوعہ کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۴۲

۳۶۔ (الف) شاہ احمد سعید دہلوی: اثبات المولد والقیام، ص ۲۲ —

(ب) قاضی عیاض اندلسی: الشفاء، ج ۱، ص ۱۲ —

۳۷۔ محمد نعیم الدین مراد آبادی: خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۴۹

۳۸۔ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶، ۵۷ —

(۱) "اللہم صلی علی محمد" کے معنی علماء یہ بیان کرتے ہیں :-

یارب محمد، صلی اللہ علیہ وسلم کو عظمت عطا فرما — دنیا میں

ان کا دین بلند اور ان کی دعوت غالب فرما کر اور ان کی شریعت کو

بقا عنایت کر کے — اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول فرما کر اور

ان کا ثواب زیادہ کر کے اور اولین و آخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار

فرما کر اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر ان کی شان

بلند کر کے —

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، ۵۰۶)

(ب) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوة و سلام کا یہ فیض جاری

ہوا کہ سلام کو دعا بنا دیا اور فرمایا، آخرت میں اہل جنت کے ملتے

وقت کا اکرام سلام ہے (سورہ ابراہیم، ۲۳) اور دنیا میں مسلمانوں

کے ملتے وقت کی دعا بھی سلام ہے (سورہ احزاب، ۴۴)

۳۹۔ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۴۳ —

۴۰۔ (۱) پیر کریم شاہ ادہری: تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۱

(ب) حفیظ الرحمن سیوہاروی: قصص القرآن، مطبوعہ لاہور، ج ۴، ص ۲۲۸

(ج) ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: بخاری شریف، ص ۲۷۵ —

۳۱- (ا) پیرکرم شاہ ازہری، تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور، ج ۲، ص ۲۱۲

(ب) علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی، تفسیر خازن، ص ۹۵

(ج) بدرالدین عینی، عینی شرح بخاری، کتاب الحج، ص ۱۳۵۶

۳۲- قرآن حکیم، سورہ صفت، آیت نمبر ۱۰۲-۱۰۵

۳۳- مولوی اشرف علی تھانوی کسی زمانے میں ماہ ربیع الاول میں ہتمام کے ساتھ

تقریر فرمایا کرتے تھے چنانچہ ۱۳۳۱ھ میں وعظ فرمایا جس کا عنوان الظہور تھا پھر

۱۳۳۲ھ میں وعظ فرمایا جس کا عنوان النور تھا پھر ۱۳۳۳ھ میں جو محفل ہوئی وہ

حسن اتفاق سے ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی، تقریر کا عنوان تھا الشروق یہ وعظ

جامع مسجد تھانہ بھون میں ہوا (اشرف علی تھانوی: ارشاد العباد فی عید المیلاد،

مطبوعہ ساڈھورہ ۷)

۳۴- اشرف علی تھانوی: السرور بظہور النور۔ مملکت ارشاد العباد

فی عید المیلاد، مطبوعہ ساڈھورہ (ضلع انبالہ)، ص ۶۔

۳۵- (ا) عساکر الدین ابوالحسین مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری، مسلم

تشریف، کتاب الصلوٰۃ المسافرین، ج ۱، ص ۲۵۶

(ب) سلمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر ستانی قندھاری: سنن ابو داؤد

مطبوعہ کراچی، ابواب قیام اللیل، باب نمبر ۱، ص ۱۸۹

(ج) ابو عبد الرحمن احمد بن علی النسائی: سنن نسائی، مطبوعہ کراچی، باب

قیام اللیل، ص ۱۸۲

(د) امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ

مطبوعہ لکھنؤ، کتاب الاحکام، باب نمبر ۱۱، ص ۱۶۰

(ه) شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوة، ج ۱، ص ۶۲

۳۶- قرآن حکیم، سورہ حجر، آیت نمبر ۹

۳۷- قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۲۰۴

۴۸۔ محمد اسحاق بھٹی: فقہائے ہند، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۲ء ج ۱، ص ۱۲۔

۴۹۔ (ا) اخبار مدینہ (بجنور) انڈیا، شمارہ ۱۷ فروری ۱۹۲۴ء

(ب) اخبار زمیندار (لاہور) شمارہ ۱۶ فروری ۱۹۲۴ء

۵۰۔ رکن الدین شاہ: توضیح العقائد، مطبوعہ دہلی، ص ۴۳، ۴۴۔

۵۱۔ ظفر الدین بہاری: معراج البتئی، مطبوعہ کراچی، ص ۲۹۔

۵۲۔ ایضاً، ص ۲۸-۲۹۔

۵۳۔ کتب خانہ منظریہ، جامع فتحپوری مسجد، دہلی۔

۵۴۔ ظفر الدین بہاری، معراج البتئی، ص ۲۹۔

(۱) اسی شہر ٹھٹھ (سندھ) میں جہاں راقم یہ کتاب لکھ رہا ہے دارالعلوم

محمدیہ عثمانیہ کے شیخ الجامعہ علامہ مفتی محمد عبدالرحمن تنوی کے ہاں

۱۹۸۶ء میں ایک فرزند تولد ہوا جس کا نام سیف الرحمن ہے۔ اس

کے بدن پر صاف حروف میں نام نامی محمد لکھا ہوا ہے۔

۵۵۔ شیخ فرید بھکری: ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۲۔

۵۶۔ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور، ج ۱۱، ص ۳۳۲۔

۵۷۔ میر علی شیر قانع تنوی، تحفہ الکرام، مطبوعہ حیدرآباد سندھ ۱۹۵۷ء

ص ۲۹-۳۱۔

۵۸۔ پنجاب یونیورسٹی (لاہور) میں پروفیسر بشیر احمد نے مولانا احمد رضا خاں

بریلوی کی شاعری پر ضخیم مقالہ پیش کیا۔ اسی یونیورسٹی میں پروفیسر محمد اسحاق

قریشی نے ”عربی نعتیہ شاعری“ پر ایک تحقیقی مقالہ پیش کیا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری

حاصل کی۔

(۱) حال ہی میں پاکستان کے مشہور مسلم کاروبار راجہ رشید محمود نے لاہور

سے ماہنامہ ”نعت“ جاری کیا ہے۔ اس رسالے کا نام ہی نعت نہیں

بلکہ اس کا محور بھی نعت ہے اور ہر شمارہ نعت مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے کسی نہ کسی گوشے کا بمر ہوگا۔۔۔ دو تین بمر نظر سے گزرے ہیں نہایت ہی بلند پایہ اور خوبصورت ہیں۔ اس ماہنامہ کی اشاعت سے نعت مصطفیٰ کی وسعت اور عظمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ ماہنامہ ۱۹۸۸ء سے نکلنا شروع ہوا ہے۔۔۔ اوسطاً ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہوتا ہے۔ پاکستان سے نکلنے والے رسائل میں نہایت ممتاز ہے۔۔۔ اسی طرح عربی ادب کے ممتاز فاضل پروفیسر منیر قصویٰ "ایوان نعت" کے نام سے ایک سالہ نکال رہے ہیں جس کے پانچ شمارے منظر عام پر آچکے ہیں؛

۵۹۔ سید حسین علی ادیب رائے پوری: مدارج النعت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

ص ۲۶۰

۶۰۔ دنیا کی بہت سی زبانوں میں نعتیں کہی گئی ہیں، بعض زبانوں میں نعتوں کے مجموعے بھی شائع ہوئے ہیں، اردو زبان میں ایسے مجموعوں کا اچھا خاصا ذخیرہ ہے۔ چند مجموعوں کے نام یہ ہیں:

صہبائے مدینہ (آئم نظامی)، عکس جمال (اثر لدھیانوی)، بہار عقیدت (اختر الحامدی)، شاخ طوبی (ادب سیمانی)، سروش سدرہ (ارمان اکبر آبادی)، رنگ بو (اعظم چشتی)، حدیث آشنا (اقبال صلاح الدین)، شعاع ایمان (الطاف احسانی)، قلزم رحمت (امیر مینائی)، مینائے کوثر (انجم وزیر آبادی)، چراغ عالمین (اسمعیل انیس)، غینچہ لوز (بسمل میر کھٹی)، کرم بالائے کرم (بہتراد لکھنوی)، قندیل حرم (بیان زانی)، سخنانہ حجاز (حافظ پبلی بھتی)، مطلع فاران (حافظ لدھیانوی)، زمزمہ محبت (عبدالقدیر حسرت)، حدائق بخشش (رضا بریلوی)، ذوق نعت (حسن بریلوی)، گلبنائے حرم (حمید صدیقی)، فارقلیط (عبدالعزیز عدم)، فرارجاں (خالد محمود)، خورشید حرا (زکی قریشی)، نجم سحر (ذوقی منظر نگری)، فردوس تخیل (زخ ش)، جام حیات (ساحر صدیقی)، سراپا آئینہ (سخنور سکندری)، سحاب رحمت (سکندر لکھنوی)

شاخ بریدہ (شاد افسری) سوز و رول (شبیر بخاری) جامِ ظہور (صابر براری) جلوہ
 عیاں (صابر فقیر صابر) قندیل نور (صابر کاسگنجوی) جان کائنات (صائم چشتی)
 جمال نور (عزیز رحیل پوری) آہنگ حجاز (فضل حق) نور ازل (قصری کانپوری)
 بہارِ خلد (کافی مراد آبادی) جانِ جہاں (محمد افضل فقیر) حرفِ تنا (مختصر بدایونی)
 حدیث شوق (راجہ رشید محمود) مینز اب حمت (مسرور کیفی) بابِ جبریل (حافظ
 منظر الدین) کاروانِ شوق (ناظم بزمی) صبحِ ازل (سینم امر و ہوی) حیاتِ جاوداں
 (سینم بستوی) آہِ سحر گاہی (بیگم نصرت عبدالرشید) طلوعِ سحر (ہلال جعفری) صبح
 سعادت (یزدانی جالندھری) قدمِ قدمِ سجدے (خالد محمود خالد) وغیرہ وغیرہ
 (ماہنامہ نعت (لاہور) شمارہ جنوری ۱۹۸۸ء)

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جذبات کا ایک سیلاب ہے جو امنداً چلا آرہا ہے
 تھکائے نہیں تھمتا، سب کی نگاہیں ایک مستی کی طرف لگی ہوئی ہیں، اپنی اپنی سباط
 کے مطابق سب جلوے سمیٹ رہے ہیں، فکر و خیال کی جھولیاں بھر رہے ہیں،
 دنیائے جدید کی تاریک فضاؤں میں نور بکھیر رہے ہیں، دل گرما رہے ہیں، روح
 جگا رہے ہیں، قدم قدم روش روش گل کھلا رہے ہیں۔ دینے والا
 دے رہا ہے، لینے والے لے رہے ہیں۔

۶۱۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ہی بلند ہے، میں یہاں
 ایک اونی مثال پیش کرتا ہوں۔ کاغذ کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں
 کوڑی کے دام لینے کے لئے کوئی تیار نہیں۔ لیکن جب ہی کاغذ کا ٹکڑا حکم
 سلطانی کے ساتھ نوٹ بن کر جلوہ گر ہوتا ہے تو ہر شخص سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔
 ہر کوئی قدر و منزلت کرتا ہے۔ سب لپکنے کے لئے دوڑتے ہیں۔
 ایک جہاں اس کو اپنانے کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔ اس کی حفاظت
 کے لئے جان و جان نہیں سمجھتا۔ تجوریوں میں بند کر کے رکھتا ہے۔
 کیوں؟ سلطان وقت نے اس میں اپنے حکم کی روح پھونک دی ہے۔

اسی روح نے اس کو گراں قدر بنا دیا ہے۔۔۔۔۔ اب کوئی ایسا معقول انسان نہیں ملتا جو یہ کہے کہ یہ تو کاغذ کا ٹکڑا ہے۔۔۔۔۔ اس کی حفاظت کیوں کی جا رہی ہے؟۔۔۔۔۔ اس کو سینے سے لگا کر کیوں رکھا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ یہ بھی ایسا ہی ٹکڑا ہے جیسے گلی کو چوں میں پڑے پھرتے ہیں۔۔۔۔۔ اگر کوئی ایسی باتیں کرے تو اس کو کوئی معقول انسان نہیں کہہ سکتا۔

۴۲۔ قرآن حکیم، سورہ فتح، آیات نمبر ۸-۹۔

۴۳۔ تورات، باب ۱۶۔

۴۴۔ (۱) علامہ جلال الدین سیوطی: حسن المحاضرہ، ص ۵۰-۵۱۔

(ب) محبوب ضوی: مکتوبات نبوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء، ص ۱۴۳

۴۵۔ قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۲۔

(۱) قرآن حکیم میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تین قسم کی آیات ہیں۔۔۔۔۔ ایک تو وہ جو کفار و مشرکین کے ذہنی اور فکری سطح کے مطابق ہیں، دوسری وہ جو علماء و فضلاء کی ذہنی و فکری سطح کے مطابق ہیں اور تیسری قسم کی آیات وہ ہیں جو صحابہؓ و عرفاء کی ذہنی اور روحانی سطح کے مطابق ہیں۔۔۔۔۔ جمال مصطفیٰ دیکھنا ہو تو تیسری قسم کی آیات ملاحظہ فرمائیں۔

۴۶۔ ابوالحسن بن الحاج النشاپوری، مسلم شریف (شرح و ترجمہ مولانا غلام رسول

سعیدی) مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۱۴۰۔

۴۷۔ ایضاً، ج ۱، ص ۱۴۲۔

۴۸۔ غلام ہندوستان میں ایسے عاشقانِ رسول موجود تھے۔۔۔۔۔ ان

سرفروشنوں میں غازی عبدالرشید شہید، غازی میاں محمد شہید، غازی عبدالقیوم شہید اور غازی علم الدین شہید قابل ذکر ہیں۔ ان شہیدوں نے جان پر کھیل کر گستاخانِ مصطفیٰ کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا اور شہید ہو کر حیاتِ جاوداں

حاصل کی۔ اللہ اللہ

ہستمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

۶۹۔ علامہ عبدالواحد سیستانی: بیاض واحدی (قلمی) مخزنونہ

کتب خانہ خیاری شریف، سندھ؛

۷۰۔ احمد رضا خاں بریلوی: اقامتہ القیامہ (۱۲۹۹ھ)، مطبوعہ

لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۲۵-۲۶

۷۱۔ حدیث وصال، مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۸ء۔ ص ۳



۱۔ سلیمان ندوی: سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء، ج ۳، ص ۸۱۶ بحوالہ انجیل
متی، ۱۳-۳۱ و انجیل مرقس ۴-۳۰۔

۲۔ قرآن حکیم، سورہ مؤمنون، آیت نمبر ۱۲-۱۴

۳۔ احمد رضا خاں: اقامتہ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۲۱-۲۲

۴۔ علامہ شمس بریلوی، سرور کونین کی فصاحت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء، ص ۱۰۴

۵۔ قرآن حکیم، سورہ دھر، آیت نمبر ۲۳، سورہ فرقان، آیت نمبر ۳۲

۶۔ طبری: تفسیر مجمع البیان بحوالہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ، مطبوعہ لاہور،

ج ۱۴، ص ۳۴

۷۔ جلال الدین سیوطی: الاتقان فی علوم القرآن، مطبوعہ کراچی ج ۱، ۱۴۵، ۱۴۹

۸۔ قرآن حکیم، سورہ قیمة، آیت نمبر ۱۷، سورہ حجر، آیت نمبر ۹

۹۔ احمد رضا خاں: اقامتہ القیامہ، مطبوعہ کراچی، ص ۵۷

۱۰۔ یہ مجلدات تقریباً پندرہ سو صفحات پر مشتمل ہیں، ہر جلد میں پندرہ اجزاء

اور ہر جرم میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاص سے متعلق درود کے صیغے

ہیں۔ کتاب کا نام ہے ”مجموعہ صلوات الرسول فی صلواتہ و سلامہ صلی اللہ علیہ وسلم“،

یہ مجموعہ ایک جلیل القدر عالم خواجہ عبدالرحمن چھوہر دی رحمتہ اللہ علیہ (ہری پور ہزارہ) کی

تالیف ہے۔ پہلی بار مطبع اسلامیا سٹیٹیم پریس، لاہور میں چھپی۔ اب پھر ننگرہار

سے شائع ہو گئی ہے۔

۱۱۔ قرآن حکیم، سورہ الشرح، آیت نمبر ۴

۱۲۔ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم، باب نمبر ۸

ص ۱۲۳-۱۲۴ بحوالہ سیرت جلیہ و سیرت شامی۔

۱۳۔ قرآن حکیم، سورہ ابراہیم، آیت نمبر ۵

۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا جا رہا ہے کہ ”اپنی قوم کو اللہ کے دن یاد دلاؤ“۔۔۔۔۔ مزید تشریح اور وضاحت نہ فرمائی۔۔۔۔۔ لیکن یہ کہہ کر اشارہ فرما دیا ”بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر والے شکر گزار کو“۔۔۔۔۔ معلوم ہوا ان دنوں کا تعلق غمی کے دنوں سے بھی ہے اور خوشی کے دنوں سے بھی۔۔۔۔۔ اس لئے مفسرین کرام نے آیات اللہ سے وہ دن مراد لئے ہیں جن میں نبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی زندگی میں کوئی اہم واقعہ یا حادثہ پیش آیا ہو یعنی اُس دن اللہ نے ان کو آزمایا ہو یا انعام فرمایا ہو۔۔۔۔۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ قدسی تمام انعامات الہیہ کی جان ہے اس لئے آپ کی تشریف آوری کا دن بدرجہ اولیٰ ایام اللہ میں شامل ہے بلکہ ایام اللہ کا سرتاج ہے۔

۱۴۔ قرآن حکیم، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۱۱۳۔۔۔

۱۵۔ (۱) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ دہلی و کراچی

(ب) محمد بن اسمعیل بخاری شریف، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ، ص ۱۱۔

۱۶۔ اشرف علی تھانوی: السورہ بظہور النور، مطبوعہ ساڈھوڑہ، ص ۳۷۔

۱۷۔ قرآن حکیم سورہ صبحی، آیت نمبر ۱۔۔۔

۱۸۔ ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، ج ۲، ص ۵۶۶۔

۱۹۔ سید یوسف سید ہاشم زفاعی: ادلہ اہل السنۃ والجماعہ (ترجمہ اردو)

مولانا محمد عبد الحکیم شرف قادری، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، ص ۲۷۵ - ۲۷۶ بحوالہ صحیح مسلم

(۲) محبوبان الہی کا ذکر بھی اللہ ہی کا ذکر ہے۔۔۔۔۔ کیوں کہ دوست کو دوست

کا ذکر اچھا معلوم ہوتا ہے۔ پھر دوستی و محبت کی یہ شان ہو۔۔۔

”جس شخص نے میرے ولی سے دشمنی رکھی میری طرف سے اس کے لئے اعلان

جنگ ہے“

راہِ ولی الدین بن عبد اللہ الخطیب بشکوٰۃ المصائب، مطبوعہ لاہور، ج ۱، ص ۴۹۱

- (ب) بخاری شریف مطبوعہ لاہور ج ۳ / ص ۵۱۳
- وہ کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے جنگ پر آمادہ ہو۔ معاذ اللہ!
- ۲۰۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۰ء، ص ۲۶۴
- ۲۱۔ شاہ احمد سعید ہلوی اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۳۵
- کوالہ محدث ابن جوزی۔

۲۲۔ ملا علی قاری: المورد الروی۔

- ۲۳۔ سید سلیمان ندوی: سیرت النبی، مطبوعہ اعظم گڑھ، ج ۳، ص ۶۶۴
- ۲۴۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور، ص ۲۶۵
- ۲۵۔ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور، ص ۳۵

۲۶۔ ایضاً، ص ۳۶۔

۲۷۔ (۱) ابو محمد عبدالرحمن بن اسمعیل المعروف بابی شامہ؛

الباعث علی انکار البدع والحوادث،

- (ب) محمد بن علی یوسف دمشقی شامی: بسمل لہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد؛
- (ج) عبدالحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم۔
- ۲۸۔ ملک معظم ابوسعید منظر الدین ۱۵۵۹ھ / ۱۶۴۲ء میں پیدا ہوئے اور ۱۵۸۶ھ / ۱۱۹۰ء میں اپنے والد زین الدین کے جانشین ہوئے اور سلطان اربل کہلائے بہت ہی سخی اور فیاض تھے، امیر خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ سب سے اہم کارنامہ شاہی پیمانے پر محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد ہے۔ ۱۶۳۳ھ / ۱۲۳۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔

۲۹۔ ابن خلکان: ذیات الاعیان انباء، انبار الزمان، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۲۴ء

(۱) مسجد جامع فتحپوری دہلی (بھارت) میں عارف کامل حضرت مفتی اعظم

شاہ محمد منظر اللہ قدس سرہ العزیز کی سرپرستی میں ہر سال ۱۲ ربیع الاول

کی رات ایک عظیم اشان اور روح پرور محفل میلاد موتی بختی پوری
 مسجد رنگ برنگ ققموں سے جگمگ کرتی۔۔۔۔۔ روشنیوں اور خوشبوؤں
 سے فضا میں جھپکتی مہکتیں۔۔۔۔۔ عاشقان رسول کا وہ ہجوم ہوتا کہ
 بس دیکھا کیجئے!۔۔۔۔۔ ایسی ادب کی محفل ایسی محبت و خلوص کی مجلس پھر
 نہ دیکھی۔۔۔۔۔ علماء و عرفاء شریک ہوتے، ان کے چہرے دیدنی ہوتے
 ۔۔۔۔۔ لڑھی لوز۔۔۔۔۔ سبحان اللہ ما شاء اللہ۔۔۔۔۔ سب
 فرش پر بیٹھتے، صرف واصفان شاہ ہدیٰ منیر پر صفت و ثنا کرتے، شمال
 و فضائل بیان کرتے۔۔۔۔۔ نماز عشرہ کے بعد محفل شروع ہوتی۔۔۔۔۔
 ۔۔۔۔۔ تقریریں پر وقار اور سنجیدہ، نہ کسی پر بھپکتی نہ کسی کے چٹکی۔۔۔۔۔
 حریم جاناں میں رقیب و سیاہ کا کیا کام؟۔۔۔۔۔ عشرہ سے اذان
 فجر تک محفل جمی رہتی۔۔۔۔۔ عین صبح صادق کے وقت جب کائنات
 میں انقلاب آیا تھا، جب جان جہاں آیا تھا۔۔۔۔۔ صلوٰۃ و سلام کے
 کے لئے کھڑے ہو جاتے اور پڑھنے والے جب یہ پڑھتے:

۴ مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمس بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

تو دل سینوں سے نکلے پڑتے، آنکھوں سے آنسو رواں ہوتے، نہ پوچھئے
 عاشقانِ سبیل کا کیا حال ہوتا!۔۔۔۔۔ پھر اذان فجر سے مسجد کی فضا میں
 گونجنے لگتیں۔۔۔۔۔ نماز باجماعت کے فوراً بعد صفت بہ صفت دس پندرہ
 من شیرینی تقسیم کی جاتی۔۔۔۔۔ ۱۲ ربیع الاول کی رات گزری، دن آیا۔۔۔۔۔
 ۔۔۔۔۔ صبح ۹ بجے سے شام ۴ بجے تک امیر و غریب سب ایک ہی دسترخوان
 پر کھانا کھاتے۔۔۔۔۔ مساوات مصطفیٰ کا عجب سماں ہوتا۔۔۔۔۔
 صبح سے شام تک تانتا بندھا رہتا آنے والے آتے رہتے اور کھانے والے
 کھاتے رہتے۔۔۔۔۔ چالیس من سے زیادہ کھانا تقسیم کیا جاتا۔۔۔۔۔

راقم کے خیال میں ایسے جلیل القدر عالم و عارف کا یہ عمل ہم سب کے لئے ایک روشن ثبوت اور ایک مینارہ لوز ہے — — — وہ عالم جس کی حق پرستی اور حق گوئی کے سب معترف تھے — — — وہ عالم جس کے جدا مجرد فقید ہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالغزیزہ محدث دہلوی سے بالواسطہ فیض یافتہ تھے۔

۳۰۔ علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

۳۱۔ جلال الدین سیوطی: حسن المقصد فی عمل المولد (الحادی للفتاویٰ ج ۱، ص ۱۸۹)

۳۲۔ عمر بن حسن وحیہ کلبی ۵۴۴ھ / ۱۱۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ بقول ابن خلکان اپنے وقت

کے مشہور عالم تھے۔ قاہرہ کے دار الحدیث (۶۲۱ھ) میں شیخ الحدیث بھی رہے۔ ۶۳۳ھ

۶۱۲۳۰ میں انھوں نے انتقال فرمایا اکابر علماء اور شاہ میر فضلہ میں سے تھے۔

مغرب سے شام اور عراق ہوتے ہوئے ۶۰۴ھ میں اربل پہنچے اور کتاب لکھ کر پیش کی۔

(جلال الدین سیوطی: حسن المقصد فی عمل المولد بحوالہ الحادی للفتاویٰ)

۳۳۔ علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ ص ۳۳

۳۴۔ (د) جلال الدین سیوطی: حسن المقصد فی عمل المولد

(ج) علامہ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، ص ۳۳

۳۵۔ عبد السمیع: النوار ساطعہ، ص ۲۶۱ بحوالہ نور الدین ابوسعید بوریانی

۳۶۔ شاید بعض حضرات یہ خیال فرمائیں کہ یہ اسراف ہے۔ اول تو امور خیر میں

اسراف کا اطلاق نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسے امور جن میں اسراف کو محمود نہیں سمجھا گیا۔

امام احمد بن حنبل نے اس سے صرف نظر فرمایا — — — چنانچہ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے

کہا کہ فلاں رئیس نے قرآن کریم کی زیب و زینت پر ہزار دینار خرچ کر ڈالے۔

— — — فرمایا اس کو جانے دو وہ اس پر اور سونا بھی خرچ کرتا تو اچھا تھا۔

(محمد بن علوی: حول الاحفال، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۳ھ، ص ۲۱)

بات یہ ہے کہ ایروں اور رئیسوں کی طبائع خرچ پر آمادہ ہوتی ہیں، ناجائز

امور پر خرچ کرنے سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ وہ امور مباصہ اور امور خیر میں خرچ کر کے دل کی آرزو پوری کرے۔ اس کے علاوہ خصوصاً میلاد پاک پر خرچ کرنے والا تو محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کرتا ہے اور کون ایسا بد نصیب ہے جو ایسے محسن پر خرچ کرنے کو اچھا خیال نہ کرے۔

۳۷۔ تاریخ میلاد، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء بحوالہ علامہ ابن جوزی، ص ۴۷۔

۳۸۔ شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی، ص ۴۳ (مختصاً)

۳۹۔ کتاب کا پورا نام ہے:-

راح الادواح فيما قاله مولی ابو حمزہ من الشعر قيل فيه من الاملاح

۴۰۔ شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۳-۳۴ (مختصاً)

۴۱۔ قرآن کریم میں ہے کہ اگر شکر کرو گے تو اور زیادہ دیا جائے گا، جس نے

اصل نعمت کا شکر ادا کیا اس نے تمام نعمتوں کا شکر ادا کیا تو اس پر انعامات کی بارش نہ ہوگی تو کس پر ہوگی؟

۴۲۔ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی: بیان میلاد البنی صلی اللہ علیہ وسلم

مطبوعہ لاہور، ص ۳۴-۳۵۔

(۱) قرآن کریم میں ہے، دیکھو، اللہ کے ذکر ہی میں سکون و طمانیت ہے!

— جب اللہ کے ذکر میں سکون و سرور ہے تو اس کے ذکر میں

کیوں سکون و قرار نہ ملے جس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ کو مطلوب محبوب ہے

۴۳۔ عبدالسمیع: انوار ساطعہ، مطبوعہ مراد آباد، ص ۱۷۱-۱۷۲۔

۴۴۔ ایضاً،

۴۵۔ انجیل بزنا باس، مطبوعہ کراچی، باب ۴۴، ص ۵۸-۵۹۔

۴۶۔ انجیل یوحنا، ۱۴: ۶: ۱۷۔

(۱) قرآن حکیم میں سورہ احزاب میں ارشاد ہوتا ہے کہ:-

یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ نزدیک تر ہیں۔ (آیت نمبر ۶)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

بجھ کو اتنا قریب پاتا ہوں

یاد کرنا بھی بھول جاتا ہوں

۴۷۔ سید ہاشم رسولی: زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی ابن ہشام)

مطبوعہ ایران ۱۳۶۴ شمسی، ج ۱، ص ۱۵۱

۴۸۔ قرآن حکیم، سورہ فتح، آیت نمبر ۸، ۹

۴۹۔ قرآن حکیم، سورہ ناز، آیت نمبر ۴۱،

(۱) مندرجہ ذیل مختلف مسالک قدیمہ و جدیدہ کے علمائے اہل سنت والجماعت نے
قابل نظر آتے ہیں:-

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی: مدارج النبوة، ص ۲۶۰

۲۔ شوکانی نیل الاوطار، ج ۵، ص ۱۰۱

۳۔ رشید احمد گنگوہی: ہدایت الشیعہ، ص ۳۶

۴۔ اشرف علی تھانوی: نشر الطیب، ص ۳۱۱

۵۔ اشرف علی تھانوی: التکشف، ص ۴۴۶

۶۔ شبیر احمد عثمانی: فتح الملہم، ج ۳، ص ۴۱۹

۷۔ نذر حسین دہلوی: فتاویٰ نذیریہ، ج ۲، ص ۲۰ ضمیمہ

۸۔ صدیق حسن خاں: اتحاد النبلاء، ص ۴۱۵

۹۔ عطاء اللہ حنیف: التعليقات السلفیة علی السنن للنسائی، ج ۱، ص ۲۳

۵۰۔ قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۸۹

۵۱۔ جلال الدین رومی: مثنوی شریف، دفتر ششم، ص ۶۸

۵۳۔ مولانا ابوالفتح محمد نصر اللہ خاں نے "عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ" (مطبوعہ

کراچی) میں اس مسئلے پر دل نشین انداز میں اظہار خیال فرمایا ہے۔ (ص ۹۹، ۱۰۸-۱۰۹)

۵۴۔ محمد ہاشم تھنوی: ذریعۃ الوصول بحوالہ محمد بن سیرین (تحفۃ الزائرین، ج ۲، ص ۲۴۴)

- ۵۵۔ نواب صدیق حسن خاں: مسک الختام، ص ۲۴۴
- ۵۶۔ (ا) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۳۶
(ب) ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی: سنن ابن ماجہ حاشیہ مفتاح الحاجتہ،
مطبوعہ لکھنؤ، ص ۳۱۹
- ۵۷۔ محمد بن عبد الباقی: زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۲۰۴
(ا) سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود ہونے اور مشاہدہ فرمانے کی مندرجہ
ذیل علماء کرام نے تائید فرمائی ہے:
- ۱۔ عبد الوہاب شعرائی: میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۱۵۴
۲۔ بدرالدین عینی: عمد القاری شرح صحیح البخاری، مطبوعہ مصر، ج ۳، ص ۱۴
۳۔ عبد الوہاب شعرائی: ایواقیت و الجواہر، ج ۲، ص ۴۵
۴۔ جلال الدین سیوطی: الحاوی للفتاویٰ، ج ۲، ص ۴۴۴
۵۔ نورالدین حلبی: جواہر البحار، ج ۲، ص ۱۱۰
۶۔ امام غزالی: احیاء العلوم، ج ۱، ص ۱۷۵
۷۔ علامہ احمد صاوی: تفسیر صاوی، ج ۳، ص ۶-۲
۸۔ ملا علی قاری: مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۵۰۸
۹۔ یوسف بن اسماعیل بنہانی: سعادت الدارین، ص ۵۰۸
۱۰۔ امام ربانی مجدد الف ثانی: مکتوبات شریف، ج ۱، ص ۲۲
- ۵۸۔ قرآن حکیم، سورہ حجرات، آیت نمبر ۲
- ۵۹۔ علامہ اسماعیل حقی: تفسیر روح البیان، ج ۹، سورہ فتح
- ۶۰۔ محمد تاسم نانوتوی: آب حیات (۱۹۳۶ء) مطبوعہ دہلی، ص ۵
- ۶۱۔ ایضاً، ص ۱۴۴
- ۶۲۔ اشرف علی تھانوی: ستر المولد النبوی من المثنوی المعنوی، مطبوعہ تھانہ بھون،
ص ۲۰
- ۶۳۔ ایضاً، ص ۲۰

۶۴۔ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶-۵۷

۶۵۔ قرآن حکیم، سورہ رحمن، آیت نمبر ۲۹

۶۶۔ (۱) قرآن حکیم، سورہ طہ، آیت نمبر ۵

(۲) قرآن حکیم، سورہ سجہ، آیت نمبر ۴

(۳) قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۳

(۴) قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۵۲

۶۷۔ قرآن حکیم، سورہ صافات، آیت نمبر ۱

۶۸۔ قرآن حکیم، سورہ مؤمن، آیت نمبر ۷

۶۹۔ قرآن حکیم، سورہ نباء، آیت نمبر ۳۸

۷۰۔ قرآن حکیم، سورہ زمر، آیت نمبر ۷

۷۱۔ قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶

۷۲۔ (۱)

(ب) شاہ احمد سعید ہروی اثبات المولد والقیام، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء، ص ۲۹

۷۳۔ عبدالحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم عمل مولد النبی الاعظم، باب نمبر ۸

ص ۱۲۳-۱۲۴

۷۴۔ احمد رضا خاں: اقامتہ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء

۷۵۔ بلاد پاک و ہند اور عالم اسلام کے مختلف بلاد اور ممالک کے علماء

نے قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ مثلاً یہ بلاد ممالک ————— مکہ معظمہ، مدینہ منورہ

جدہ، حدیدہ، دمیاط، زبیدہ، بصرہ، حضرموت، حلب، برزنج، برزنج، برزنج

کرد، داغستان، اندلس، روم، شام، اور مصر وغیرہ ————— بڑا عظیم

افریقہ اور بڑا عظیم ایشیا کے علماء کی اکثریت نے امام تقی الدین سبکی کی اس سنت

سے کو دل و جان سے قبول کیا ہے اور ان کا یہ معمول رہا ہے۔

۷۶۔ احمد رضا: اقامتہ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء

۷۷۔ ولی الدین بن عبداللہ الخطیب؛ مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی۔ ص ۵۱۲

۷۸۔ شاہ احمد سعید دہلوی؛ اثبات المولد والقیام، ص ۲۶-۲۷

۷۹۔ احمد رضا خاں؛ اقامتہ القیامہ، ص ۱۱-۲۲۔

۸۰۔ خلیل احمد رانا؛ انوار قطب مدینہ، ص ۱۶۲-۱۶۳۔

۸۱۔ البصیر (چنیوٹ) شبلی بنہر جون تا دسمبر ۱۹۵۷ء، مقالہ ڈاکٹر شیخ عبداللہ، ص ۱۶۶

۸۲۔ ممتاز علی دیوبندی؛ سبیل ارشاد، ص ۱۴۶، ۱۴۹۔

۸۳۔ ایضاً، ص ۱۴۹۔

۸۴۔ محمد بن علوی المالکی؛ حول لاحتمال بالمولد النبوی الشریف،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۳۰۔

۸۵۔ ہم مسلم و مشرک مہمانوں کے استقبال کے لئے قطار در قطار کھڑے رہتے

ہیں۔ اسکو لوں اور کالجوں کے طلبہ کو بلا بلا کر بھی کھڑا کیا جاتا ہے اور وہ غریب گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔ گارڈ آف آنر پیش کرنے والے فوجی گھنٹوں

کھڑے رہتے ہیں، معائنہ کرنے والے آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ سلامی

لینے والے اور سلامی دینے والے دونوں گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں۔

کھڑے ہونے کا جب اتنا چلن چل گیا تو شاید اسی وجہ سے قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم

نے سوچا کہ اللہ اور رسول کا زیادہ حق ہے کہ ان کے لئے کھڑا ہو جائے چنانچہ

وہ تلاوت قرآن کے وقت خود کھڑے ہوتے اور پوری مجلس کھڑی ہوتی۔ یہ

راقم کا عینی مشاہدہ ہے۔

جب ہم کفار و مشرکین کے طور طریقے اپناتے نہیں، چکچکاتے اور بے تکلف اغیار

کی رسم و راہ اپناتے چلے جاتے ہیں تو واللہ باللہ اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہم کسی

عالم و عارف، فقیہ و محدث کی ادا کو جس روز زندگی بنائیں۔

اصل میں یہ بات اسلام اور شارع اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سے

بیدار ہوتی ہے۔ اسی وقت اس قسم کے اعمال میں لذت محسوس ہوتی ہے جیسا کہ حضرت

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے محسوس فرمائی اس احساس کا تعلق ذہنی اور قلبی صحت سے ہے۔ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو اس کو میٹھی چیزیں بھی کڑوی لگنے لگتی ہیں، اگر لذت محسوس نہیں ہوتی تو پھر علاج کی ضرورت ہے اور وہ اہل اللہ کی صحبت میں ہوتا ہے۔

عصر نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
۸۶۔ امداد اللہ شاہ مہاجر مکی: فیصلہ ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور، ص ۱۱۱

(۱) مولانا شاہ محمد امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی رفعت و بلندی کا اندازہ ان القاب و آداب سے ہوتا ہے جو مولانا قاسم نانوتوی نے آپ کے لئے استعمال فرمائے۔ — ملاحظہ ہو۔

مطلع انوار سبحانی، منبع اسرارِ محمدانی، مورد افضال ذی الجلال والاکرام، مخدوم و مطاع خاص و عام، سر حلقہ مخلصان سراپا اخلاص، سر شکر صدیقان باختصاص، رونق شریعت، زیب طریقت، ذریعہ نجات، وسیلہ سعادت، دستاویز مغفرت، نیاز مندان، بہانہ و گزاشت مستمندان، ہادی گمراہان، مقتدائے دین پناہان، زبدہ زماں، عمدہ دوران سیدنا و مرشدنا و مولانا الحاج امداد اللہ لازل کا سمہ امداد من اللہ للمسلمین۔ —

(محمد قاسم نانوتوی: آب حیات (۶۱۹۳۶) مطبوعہ دہلی، ص ۴)

۸۷۔ برہان الدین حلبی: انسان العیون، ج ۱، ص ۸۰

۸۸۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، مطبوعہ لاہور، ج ۲۱، ص ۸۲۴

۸۹۔ ایضاً، ص ۸۲۵

۹۰۔ محمد بن علوی المالکی: حول لاحتفال بالمولد البنی الشریف، مطبوعہ

لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۲۱-۲۲ بحوالہ اقتضار الصراط المستقیم مصنفہ ابن تیمیہ، —

۹۱۔ شاہ ولی اللہ: الدر الثمین فی مبشرات البنی الامین

(ج، منار الاسلام، اپریل ۱۹۸۱ء)

- (ج) المولى اسماعيل الحنفى: تفسير روح البيان، ج ۹، ص ۵۶
 (د) احمد رضا خاں: اقامتہ القیامہ (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۲۳-۲۴
 ۹۲- عبد الغنى محدث دہلوی: شفا السائل.
 ۹۳- علامہ شہاب الدین احمد دستطلانی: مواہب اللدنیہ، مطبوعہ مصر، ج ۱، ص ۲۴
 ۹۴- عبدالحق محدث دہلوی: ما ثبت بالسنة، ص ۷۹
 ۹۵- انٹیکلو پیڈیا آف اسلام، ج ۲۱، ص ۸۲۶
 ۹۶- شاہ ولی اللہ: الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین، ص ۸
 ۹۷- لائڈن یونیورسٹی (ہالینڈ) کے شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر ڈاکٹر جے ایم. ایس بلیان نے بین پچیس سال کی تحقیق کے بعد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا عنوان ہے:-

RELIGION AND THOUGHT OF SHAH WALI ALLAH
 DEHLAWI

یہ کتاب لائڈن سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہو چکی ہے۔ ہندوستان کے جن اکابر امت بین الاقوامی سطح پر کام ہوئے یا ہو رہے ہیں ان میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں:-

- ۱- شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی
 - ۲- شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
 - ۳- شاہ احمد رضا خاں بریلوی۔
- ان اکابر پرپاک ہند کے علاوہ امریکہ، فرانس، انگلستان، ہالینڈ، جنوبی افریقہ، مصر، کینیڈا وغیرہ میں کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے:-
- ۹۸- شاہ ولی اللہ: الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین؛
 - ۹۹- علامہ شیخ محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی، ص ۳۴
 - ۱۰۰- ایضاً، ص ۳۴-۳۵

۱۰۱۔ عبدالحئی لکھنوی: مجموعہ فتاویٰ، ج ۱، ص ۳۳۹۔

۱۰۲۔ علامہ مفتی محمد ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ ۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۱۰۴ برس کی عمر میں ۱۳۰۱ھ / ۱۹۸۱ء مدینہ منورہ میں وصال فرمایا۔ آپ کے شیوخ میں یہ حضرات قابل ذکر ہیں: — سید حسین الحسنی الکردی، شیخ احمد الشمس المالکی القادری المرکشی المدنی، علامہ محدث بدر الدین حسنی شامی، مجاہد کبیر شیخ احمد الشریف السنوسی، شاہ احمد رضا خاں بریلوی وغیرہ وغیرہ — ۱۹۱۰ء میں پاکستان سے بغداد گئے اور وہاں سے ۱۹۱۰ء میں مدینہ منورہ — حضرت مدنی، عربی، فارسی، ترکی اور اردو وغیرہ پر بڑی دسترس رکھتے تھے — آپ کے مریدین مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً ہندوستان، پاکستان، ترکی، شام، مصر، عراق، یمن، لبیا، الجزائر، سوڈان، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش، افغانستان، انگلستان وغیرہ وغیرہ — اپنے وقت کے جلیل القدر عالم و عارف تھے۔ شتر سال مسجد نبوی شریف کے زیر سایہ زندگی کے شب و روز گزارے اور بالآخر محبوب رب العالمین کے قدموں پر جان عزیز جان آفریں کے سپرد کی۔

(انوار قطب مدینہ، لاہور، ص ۱۶۲-۱۶۳، ۲۲۹)

دل تو جاتا ہے اس کے کوچے میں

جا، مری جاں، جا خدا حافظ!

۱۰۳۔ خلیل احمد انا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۴۷۔

ذمکتوب مفتی محمد ضیاء الدین مہاجر مدنی۔ مورخہ ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۹۶ھ / ۲۳/۱۹۷۶ء باب المجیدی، مدینہ منورہ)

۱۰۴۔ ماہنامہ استقامت (کانپور) شمارہ فروری ۱۹۸۸ء، ص ۲۰۔

۱۰۵۔ حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی: بیان المیلاد النبوی صلی اللہ علیہ وسلم

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۔

۱۰۶۔ انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، ج ۲۱، ص ۸۲۲۔

- ۱۰۷- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، ج ۲۱، ص ۸۲۶
- ۱۰۸- قرآن حکیم، سورہ یونس، آیت نمبر ۵۸
- ۱۰۹- ابن عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی؛ شمائل ترمذی (شرح محمد امیر شاہ گیلانی)
مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء، ص ۲۸۴-۲۹۳
- ۱۱۰- (ا) ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری؛ مسلم شریف، کتاب اللقاظ، ج ۲، ص ۲۳۹
(ب) ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری؛ بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۶۷
- ۱۱۱- قرآن حکیم، سورہ مزمل، آیت نمبر ۴
- ۱۱۲- ولی الدین؛ مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ دہلی، ص ۱۸۸
- ۱۱۳- قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۶-۵۷
- ۱۱۴- شیخ عبدالحق محدث دہلوی؛ جذب القلوب الی دیار المحبوب،
مطبوعہ کلکتہ، ۱۲۶۳ھ / ۱۸۴۶ء، ص ۳۶۵-۳۶۸
- ۱۱۵- محمد بن علوی المالکی الحسینی؛ حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف،
مطبوعہ لاہور، ۱۹۸۷ء، ص ۳۰
- ۱۱۶- علامہ محمد رضا مصری؛ محمد رسول اللہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۰
- ۱۱۷- (ا) ابو عبداللہ محمد بن یزید ماجہ شرمذینی؛ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لاہور،
۱۴۰۴ھ، ص ۹۶
(ب) ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحمن السمرقندی الدارمی؛ کتاب السنن،
مطبوعہ کراچی، ۱۲۹۲ھ، ص ۴۳۳
- (ج) ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی؛ سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی،
۱۳۸۹ھ، ص ۲۰۷
- ۱۱۸- (ا) قرآن حکیم، سورہ حجر، آیت نمبر ۷۲، سورہ بلد، آیت نمبر ۱، سورہ قلم، آیت ۴
(ب) قرآن حکیم، سورہ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۷۹، سورہ النساء، آیت نمبر ۶۴،
سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸

۱۱۹-۱۱۸، بھوشیہ پرائی، پروس، کھنڈ ۳، ادھیاس ۳، شلوک ۵-۸
(۲) انجیل برناباس، باب ۶۳، ص ۲۱۲

۱۲۰- (ا) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری: بخاری شریف، کتاب الزکوٰۃ، باب ۱۰،
(ب) حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری: الترغیب والترہیب،
ج ۲، ص ۱۱

۱۲۱- قرآن حکیم، سورہ دہر، آیت نمبر ۸-۹

-۱۲۲

۱۲۳- (ا) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل بخاری: بخاری شریف، باب ۳، پارہ نمبر ۲، ص ۱۳۰
(ب) ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد الرحمن بن ماجہ: سنن ابن ماجہ،

کتاب النکاح، باب الغنار والدف، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۵ھ، ص ۱۳۸

(ج) ابو عبد اللہ ولی الدین محمد عبد اللہ خطیب ترمذی، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۲۶

(د) اشرف علی تھانوی: السور بظہور النور، مطبوعہ سارہورہ، ص ۳۳

۱۲۴- نقوش (لاہور) رسول نمبر، لاہور ۱۹۸۳ء، ج ۲- ص ۶۲۹

۱۲۵- سید نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۷ء، ص ۵

(ا) ۱۹۱۱ء میں اسلام آباد کالج لاہور میں جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ

وسلم ہوا تھا، اس جلسے میں تقریر کرتے ہوئے ڈاکٹر اقبال نے ان خیالات

کا اظہار کیا۔

۱۲۶- نقوش (لاہور) رسول نمبر مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء، ج ۱، ص ۳۳

۱۲۷- عبد الرحمن بن عمر اوزاعی، امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے معاصرین میں

تھے اور وہ امام اوزاعی کے علم و فضل قدر کرتے تھے۔ امام اوزاعی ۸۸ھ / ۷۰۶ء

میں پیدا ہوئے، بقول امام ذہبی اور ابن حجر عسقلانی، آپ کا خاندان سندھ (پاکستان)

کے علاقے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں امام مالک سفیان ثوری وغیرہ قابل

ذکر ہیں۔ آپ کے مقلدین شام اور اندلس میں موجود ہیں۔ آپ کی تصانیف میں کتاب

السنن، کتاب المسائل، ریحانۃ الادب، ہدیۃ العارفین وغیرہ بتائی جاتی ہیں۔
انتقال تقریباً ۱۵۶ھ / ۷۷۲ء میں بیروت میں ہوا۔

(ابوالسراج محمد طفیل احمد: تحفۃ الزائرین، کراچی، ج ۲، ص ۱۷-۱۸)
۱۲۸۔ محمد بن علوی المالکی الحسینی: حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف،
لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۹-۳۷

۱۲۹۔ علامہ ابن کثیر نے حاکم اربل منظر الدین کو کبوری (م ۶۳ھ / ۱۲۳۲ء)
کی جامع منطری (دمشق) کے مؤذن عماد الدین ابوبکر بن بدر الدین حسن کی
فرمائش پر اپنی کتاب میلاد مصطفیٰ تصنیف فرمائی۔ اس کا مخطوطہ ڈاکٹر
صلاح الدین المنجد کو پرنسٹن یونیورسٹی (امریکہ) کی لائبریری سے دستیاب
ہوا جو انھوں نے ایڈٹ کر کے شائع کیا۔





- ۱- (ا) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی
- (ب) ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ قرظینی: سنن ابن ماجہ مطبوعہ لکھنؤ
- ۲- (ا) محدث ابوالحسن علی بن عمرو قطنی: سنن دارقطنی۔
- (ب) ولی الدین بن عبد اللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۳۲
- ۳- قرآن حکیم، سورہ نحل، آیت نمبر ۱۱
- ۴- قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۱۵، سورہ فتح، آیت نمبر ۹
- سورہ حجرات، آیت نمبر ۱-۲۔
- ۵- قرآن حکیم، سورہ احزاب، آیت نمبر ۵۔
- ۶- (ا) امام محمد، موطأ امام محمد، ص ۱۰۴۔
- (ب) ابن قیثم: کتاب الروح، ص ۱۰۔
- (ج) علی بن سلطان القاری: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ص
- (د) محمد امین بن عمر بن عابدین شامی: ردالمحتار علی الدر المنہار ج ۳، ص ۳۵
- (ه) احمد رضا خاں بریلوی: آمانۃ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء، ص ۱۲
- ۷- (ا) ابو عبد اللہ محمد بن یزید: سنن ابن ماجہ، مطبوعہ لکھنؤ
- (ب) ولی الدین محمد عبد اللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، ص ۳۰
- ۸- علی بن سلطان القاری: مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۳۰)۔
- ۹- ولی الدین محمد عبد اللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱
- ۱۰- (ا) قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۱۵۹۔
- (ب) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ: ترمذی شریف، مطبوعہ کراچی، کتاب الجہاد، باب نمبر ۳۴، ص ۲۶۳۔

(ج) ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ مطبوعہ لکھنؤ،
باب نمبر ۱، حدیث نمبر ۲، ص ۵۲

۱۱- قرآن حکیم، سورہ نجم، آیت نمبر ۳-۴۔

۱۲- (ر) احمد بن حنبل: مسند احمد

(ب) سلیمان بن اشعث سجستانی: سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی

(ج) ولی اللہ محمد عبد اللہ خطیب تبریزی: مشکوٰۃ شریف، مطبوعہ لاہور

۱۳- (ر) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۸۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری: مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

۱۴- (ر) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل: بخاری شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۸۸۹

(ب) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری: مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۲، ص ۳۲۱

(ج) ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۴۲۲

۱۵- حافظ جمال الدین عبدالرحمن ابن الجوزی: بیان المیلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مطبوعہ لاہور، ص ۳۱۔

۱۶- بھاگوت پراٹھ، اسکند ۱۲، باب ۲، شلوک ۱۸۔

۱۷- (ر) ابوالحسین مسلم بن الحجاج النیشاپوری القشیری: مسلم شریف، مطبوعہ دہلی،

ج ۱، ص ۳۲۷۔

(ب) یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلتہ اہل السنۃ والجماعہ،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء، ص ۲۳۵۔

(ج) ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب: مشکوٰۃ المصابیح،

مطبوعہ کراچی، ص ۳۳۔

۱۸- (ر) ایضاً، مسلم شریف۔

(ب) ابوداؤد سلیمان بن اشعث: ابوداؤد شریف، مطبوعہ کراچی، ج ۲، ص ۲۴۹

(ج) سید یوسف سید ہاشم رفاعی: ادلتہ اہل السنۃ مطبوعہ لاہور

اج، ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب مشکوٰۃ المصابیح، مطبوعہ کراچی، ص ۲۷

۱۹۔ ایضاً، ص ۲۸۳

۲۰۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۲۸۵

۲۲۔ (۲) مثلاً عظیم الشان مساجد بنانا، مینائے کھڑے کرنا، بڑے بڑے گنبد

بنانا، چھوٹی چھوٹی برجیاں بنانا، محرابیں بنانا، چھاڑ فانوس اور پنکھے

لگانا، ہٹیر، کولر اور ایرکنڈیشنرز لگانا، گرم اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کرنا،

قالین بچھانا، نمازیوں کے لئے قرآن کے نسخے رکھنا، تسبیحیں لٹکانا، ٹوپیا

رکھنا، لاڈ اسپیکر لگانا — یہ سب باتیں نئی ہیں، عہد نبوی،

عہد خلافت راشدہ اور عہد تابعین و تبع تابعین میں نہ تھیں مگر یہ

سائے امور جس چیز پر مرتب ہوتے ہیں وہ مسجد ہے جس کی اصل دین میں ہے۔

(ب) اسی طرح خط نسخ میں فترآن لکھوانا، حروف پر نقطے اور زیر بر پیش

لگانا، رموز و اوقات مقرر کرنا، تجوید و قرأت پر کتابیں مدون کرنا، تفسیر

لکھنا اور مختلف زبانوں میں ترجمے کرنا۔ تیس پاروں پر تقسیم کرنا اور ہر پارے

کا الگ نام رکھنا، پریس میں چھپوانا، نفیس جلدیں بنوانا اور کیسٹ تیار کرنا

وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتیں ابتداء میں کہاں تھیں مگر جس شے پر یہ باتیں مرتب ہوتی

ہیں اس کی اصل دین میں ہے یعنی قرآن — بلکہ وہ تو اصل دین ہے۔

(ج) یہ تو وہ امور ہیں جن کے جواز میں کوئی کلام نہیں لیکن بعض ایسی نوپیدا

چیزیں ہیں جو ہمارے معاشرے کا جزو بن چکی ہیں جن کے موجودین غیر مسلم

ہیں مگر پھر بھی ہم دینی امور میں ان کا سہارا لیتے ہیں مثلاً فریضہ حج کی

اداہیگی، نماز ادا کرنے، چاند دیکھنے، روزے نماز کے اعلانات کرنے، دین

کی تبلیغ و اشاعت کرتے، قرآن حکیم چھپوانے اور اس کو پھیلانے میں ان سے

مدد لیتے ہیں اور ذرا خیال نہیں آتا کہ غیر مسلم موجودین کی نوپیدا چیزوں

سے دینی امور میں ہم کیوں مدد دیتے ہیں — مثال کے طور پر مندرجہ

ذیل نوپیدا اختراعات و ایجادات کو ملاحظہ فرمائیں :-

۱۔ کارل بینز KARL BENZ (م۔ ۱۸۲۴-۱۹۲۹) — انھوں

نے موٹر کار ایجاد کی؛

۲۔ جارج اسٹیفنسن GEORGE STEPHONSON (م۔ ۱۷۸۱-۱۸۴۸)

انھوں نے ٹرین اور اس کا انجن ایجاد کیا۔

۳۔ ولبر رائٹ اور اورول رائٹ WILBER WRIGHT اور

۱۸۷۱ — ۱۹۱۲

ORVILLE WRIGHT — ان دونوں بھائیوں نے ہوائی جہاز ایجاد کیا۔

۱۸۶۷ — ۱۹۳۸

۴۔ جی۔ مارکونی G. MARCONI (۱۸۷۴-۱۹۳۷) — انھوں نے

ریڈیو ایجاد کیا۔

۵۔ جان لوئی بیئرڈ JOHN LOGIE BAIRD (۱۸۸۸-۱۹۴۵)

انھوں نے ٹیلیوژن ایجاد کیا۔

۶۔ الیکزینڈر گراہم بیل ALEXANDER GRAHAM BELL —

انھوں نے ٹیلیفون ایجاد کیا۔ (۱۸۸۸-۱۹۴۵)

۷۔ بنجمن فرینکلن BENJAMIN FRANKLIN (۱۷۰۶-۱۷۹۰)

انھوں نے بجلی دریافت کی۔

۸۔ ولیم کیکسٹن (۱۷۲۲-۱۷۹۱) — انھوں نے پریس مشین ایجاد کی

الغرض دینی امور میں ہم ان تمام چیزوں سے مدد دیتے ہیں اور اپناتے ہیں

تو پھر نوپیدا چیزوں کو اختیار کرنے میں کیا قباحت ہے جن کے قائم اور رائج

کرنے والے علماء امت ہیں۔ ۹

۲۳۔ ایسی ناپسندیدہ امور میں یہ نوپیدا باتیں شامل ہیں :-

داڑھیاں منڈوانا، کھڑے ہو کر کھانا، غیر مسلموں کے طور طریقے اختیار

کرنا، عورتوں کا سبج بن کر بازاروں میں گھومنا پھرنا، دکانیں لگانا، مردوں

کی محفلوں میں بے محابا تقریریں کرنا، مردوں کے لباس پہننا، مزاروں پر جانا
قروں پر اگر بتیاں جلانا، مرتحوین کے لئے شاندار دعوتیں کرنا اور شادیاں
رچانا وغیرہ وغیرہ؛

- ۲۴۔ محمد بن اسمعیل بخاری : بخاری شریف، مطبوعہ کراچی، ص ۲
۲۵۔ سید یوسف سید ہاشم رفاعی : اولیٰ اہل السنۃ، ص ۲۴۷
۲۶۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۰۸ء، ص ۴۶
۲۷۔ شاہ ولی اللہ: حجتہ اللہ البالغہ، مطبوعہ لاہور، ص ۷۳
۲۸۔ ایضاً، ص ۷۳
۲۹۔ غلام دستگیر رشید: آثار اقبال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۲۶ء، ص ۳۰۹
۳۰۔ ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری مسلم شریف، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۲۹۱
۳۱۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور، ص ۴۶۸
۳۲۔ محمد قاسم نانوتوی: قصائد قاسمی (۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء) (قصیدہ
بہاریہ در لغت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) مطبوعہ سادھورہ، ص ۷
۳۳۔ راجہ رشید محمود: غازی علم الدین شہید، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
۳۴۔ فترآن حکیم، سورہ ناس؛
۳۵۔ ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۶
(۱) یہ کتاب لاہور سے چھپی ہے اس کا انگریزی عنوان ہے :-

COLONIZATION IDEAL MR. HUMPHREY'S MEMOIRS
THE ENGLISH SPY IN ISLAMIC COUNTRIES.

ناشر کے مطابق برطانوی جاسوس ہمفرے کی یہ یادداشتیں جنگ عظیم
میں جبرمنوں کے ہاتھ لگیں، ان کو ایک جرمن رسالے اسپنگل میں شائع کیا گیا،
پھر ایک فرانسیسی رسالے نے اس کو شائع کیا، اس کے بعد ایک لبنانی دانشور نے
عربی میں ترجمہ کیا اور چھاپا۔ اب پاکستان میں لاہور سے اس کا اردو ترجمہ شائع

ہوا ہے۔

۳۶. مسٹر ہمفرے شاہدؒ میں انگلستان سے سلطنت عثمانیہ کے دارالسلطنت استانبول (ترکی) آیا پھر مصر، عراق، ایران، حجاز وغیرہ گیا۔ استانبول میں اس نے علوم عربیہ اور احادیث نبویہ کی تحصیل کی اور عربی فارسی، ترکی وغیرہ مختلف زبانوں اور اسلامی علوم میں تبحر پیدا کیا، اپنا نام محمد تجویر کیا۔ اس علاقے میں ہمفرے کے ۹ دوسرے ساتھی بھی تھے جن میں جی۔ بلکوڈ اور مہری فانس قابل ذکر ہیں۔ ویسے ممالک اسلامیہ میں برطانیہ کے پانچ ہزار جاسوس مصروف عمل تھے، ان میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔

۳۷۔ ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۳۸۔

۳۸۔ ایضاً، ص ۳۹۔

۳۹۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بین الاقوامی سطح پر آثار قدیمہ کے تحفظ کی تحریک موجود ہے۔ اصل میں یہ ایک سیاسی حربہ ہے۔ ایک طرف اسلامی آثار کو سرزمین حجاز میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں مٹایا گیا، دوسری طرف سرزمین مصر میں فرعون مصر کے آثار کو زندہ کیا گیا۔ یہی کام ایران میں کیا گیا اور ماضی قریب میں دونوں ممالک کے مسلمان شدت سے علاقائی قوم پرستی کی طرف مائل ہوئے اور قبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فریفتہ ہونے لگے اور فخر کرنے لگے۔ یہی حربہ پاکستان میں استعمال کیا اور یہاں بھی بہت سے جوان قبل اسلام تاریخی شخصیتوں پر فخر کرنے لگے اور اسلام اسلامی شخصیتوں سے بیگانہ ہونے لگے۔ اس وقت پاکستان میں مندرجہ ذیل مقامات پر آثار قدیمہ کی کھدائی ہو رہی ہے اور بعض مقامات پر ہو چکی ہے :-

۱۔ موہنجودڑو (سندھ) ۲۔ ہڑپا (پنجاب)

۳۔ ٹیکلا (پنجاب) ۴۔ ہرگڑھ (بلوچستان) وغیرہ

سندھ میں مکلی، ٹھٹھہ، منصورہ، بھنبھور وغیرہ میں بھی اسلامی آثار ہیں مگر دنیا کو جو فکر قبل اسلام آثار کے تحفظ کی ہے وہ فکر اسلامی آثار کی نہیں۔ میرا قیام مکلی میں ہے جو ایک تاریخی شہر ہے جہاں ایشیا کا سب سے بڑا قبرستان موجود ہے، جہاں صدیوں پرانے اسلامی آثار ہیں مگر بہت سے آثار تو خود میرے سامنے مٹ گئے، دنیا کو ان کی حفاظت کی اتنی فکر نہیں، اس میں جو راز ہے وہ یہی ہے کہ نئی نسل کے مسلمان نوجوان ان آثار کو بھلا کر اسلام اور اسلامی شخصیتوں کو بھلا دیں۔ میں نے اپنے ایک دوست (جو محکمہ آثار قدیمہ میں افسر ہیں) سے پوچھا "کیا سیاست اور آثار قدیمہ کا کوئی باہمی تعلق ہے؟" وہ حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگے، بہت سوچا مگر نہ بتا سکے، اس پر خود مجھے حیرت ہوئی کہ ہمارا دانشور طبقہ جو اسی محکمے سے متعلق ہے اصل راز سے بے خبر ہے۔

۴۰۔ ہمفرے کے اعترافات، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۴-۱۱۵۔

۴۱۔ ایضاً، ص ۹۸۔

۴۲۔ ایضاً، ص ۱۲۰۔

۴۳۔ ایضاً، ص ۱۲۹۔

۴۴۔ (۱) اخبار ہمدن (لکھنؤ)، ۸ جون ۱۹۲۰ء

(ب) محمد مسعود احمد: تحریک آزادی ہند اور السواد ال عظیم،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء، ص ۸۲-۸۳۔

۴۵۔ (ر) محبوب علی: تاریخ الاممہ فی ذکر خلفاء الاممہ (۱۲۴۴ھ/۱۸۵۱ء) (قلمی)

مخزونہ انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی

(ب) حسین احمد مدنی: نقش حیات، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۹ء، ج ۲، ص ۴۱۹

(ج) محمد جعفر تھانیسری: حیات سید احمد شہید، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۸ء

ص ۱۳۱-۱۶۸۔

۴۶۔ "لارنس آف عربیا" کا اصل نام تھا مس ایڈورڈ لارنس تھا، آئٹھور لین میموزم کے ڈائرکٹر ڈی۔ جی۔ ہوگا رتھ (جو پولیٹیکل اینٹیلی جنس کا افسر تھا) نے لارنس کی تربیت کی اور بالآخر اینٹیلی جنس ایجنٹ کی حیثیت سے وہ تیار ہو گیا استاد شاگرد نے مل کر مشرق وسطیٰ میں سازشوں کا جال بچھایا "لارنس ہوگا رتھ منصوبہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا مقصد برطانوی استعمار کے زیر اثر عرب ریاستوں کا قیام تھا

۴۷۔ تفصیلات کے لئے مندرجہ ذیل مآخذ سے رجوع کریں۔

مفتی محمد عبدالقیوم: تاریخ نجد و حجاز، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ

ص ۳۳۵ — ۳۸۸

۴۸۔ ۱۹۷۰ء یا اس سے کچھ قبل سابق مشرقی پاکستان (حال بنگلہ دیش) میں زبردست سیلاب آیا، بڑی تباہی آئی، سب مدد کو دوڑنے لگے، امریکہ بھی پیش پیش تھا، ایک بزرگ سیاست داں کا اخبار میں بیان شائع ہوا کہ خدا کے لئے امریکہ ہماری مدد کے لئے نہ آئے۔۔۔ میں حیران تھا کہ یہ بہت نیک کام ہے مصیبت میں غریبوں کی مدد کرنا انسانیت و شرافت ہے مگر بعد میں پتا چلا کہ غمخواری اور ہمدردی کے پرے میں وہ کچھ ہوتا ہے جس سے روح انسانیت کا نپتی ہے۔۔۔ چنانچہ سب سے دیکھا کہ جلد ہی یہ خطہ ایک عظیم المیہ سے دوچار ہوا، جس نے سیلاب کی مصیبت کو بھی بھلا دیا۔۔۔ اسی لئے جب لیگ آف نیشنز قائم ہوئی تو اقبال نے تبصرہ کیا تھا کہ "کفن باٹنے کے لئے کفن چوز جمع ہو گئے ہیں"۔۔۔ سچ ہے دنیا میں کفن چوروں کی کمی نہیں۔

۴۹۔ نواب صدیق حسن خان: ترجمان و ہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ، ص ۲۹

۵۰۔ محمد عالم آسی امرت سری: الارشاد الی مباحث المیلاد، مطبوعہ امرت

۱۹۳۲ء، ص ۳۳ — ۳۴

۵۱۔ عاشق الہی میرٹھی: تذکرۃ المرشید ج ۱، ص ۷۵

- ۵۲۔ رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ دہلی، ج ۱، ص ۴۸
- ۵۳۔ ایضاً، مطبوعہ دیوبند، ج ۲، ص ۹۲
- ۵۴۔ ایضاً، ص ۱۳۱
- ۵۵۔ عاشق الہی میسرٹی: تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۱۱۸
- ۵۶۔ (۱) محمد زکی دیوبندی: مکالمۃ الصدرین (علامہ شبیر احمد عثمانی و مولانا حسین احمد مدنی)، مطبوعہ لاہور، ص ۹

(ج) پروفیسر محمد سرور: افادات و ملفوظات مولانا سندھی،

مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء، ص ۲۸۲

(ج) تحریک ریشمی رومال جو بظاہر انگریزوں کے خلاف چلائی گئی تھی اور اس میں روس اور افغانستان سے بھی مدد لی گئی تھی، عین وقت پر مولانا اشرف تھانوی نے یہ راز اپنے بھائی منظر علی کو بتا دیا جو حکومت برطانیہ میں خفیہ پولیس کے ایک افسر تھے، انھوں نے انگریزوں تک اس خفیہ تحریک کی تفصیلات پہنچا دیں اور یوں یہ راز طشت از بام ہو گیا۔ یہ راز کسی کو معلوم نہ تھا، حال ہی میں ایک نامہ نگار انجم لاساری نے سندھ کے ایک عالم سیاست دان مولانا محمد شاہ امروٹی کے حوالے سے یہ راز کھولا ہے، نامہ نگار کے سامنے انھوں نے خود یہ تفصیلات بتائیں، ان کے والد تاج محمود امروٹی تحریک ریشمی رومال کے لفٹیننٹ جنرل تھے اس لئے یہ راز درون خانہ ان سے بہتر کون جان سکتا ہے؟

(ماخوذ ماہنامہ شوٹائم (کراچی) شمارہ اپریل ۱۹۸۵ء، ص ۱۶)

۵۷۔ اشرف علی تھانوی: بہشتی زیور (چھٹا حصہ) مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

۵۸۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۲۶

۵۹۔ قرآن حکیم، سورہ رعد، آیت نمبر ۱۱

۶۰۔ سید نور محمد قادری: میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء، ص ۳۰۸

۶۱۔ خلیل احمد رانا: انوار قطب مدینہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۰۸ء، ص ۴۲

۶۲۔ قرآن حکیم، سورہ بقرہ، آیت نمبر ۱۷۷

۶۳۔ قرآن حکیم، سورہ توبہ، آیت نمبر ۲۴

۶۴۔ (ا) قرآن حکیم، سورہ انبیاء، آیت نمبر ۱۰۷

(ب) انجیل برناباس، باب ۴۳، ص ۵۷

۶۵۔ بیاس جی، پوختی راسنگے ام، کانڈ ۶، اسکندریہ ۱۲۔ بحوالہ توضیح العقائد،

مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۷۱

۶۶۔ حال ہی میں راقم کے ایک کرم زمانے ریاض (سعودی عرب) سے ڈاکٹر

محمد عبدالیمانی کی کتاب بھیجی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اب وہاں کی فضا

عشق رسول علیہ التحتہ والتسلیم کے لئے سازگار ہو رہی ہے۔ کتاب کا

عنوان ہے: علموا اولادکم محبتہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)،

مطبوعہ جدہ، ۱۹۸۸ء

ڈاکٹر محمد عبدالیمانی ۱۹۴۹ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

مکہ مکرمہ اور جدہ میں تعلیم مکمل کی پھر امریکہ سے ڈاکٹریٹ کیا۔ ۱۹۷۵ء

سے ۱۹۸۳ء تک سعودی حکومت میں وزیر اطلاعات رہے۔ ۱۹۸۳ء میں

اختلافات کی بنا پر وزارت سے الگ ہو گئے۔ وہ سعودی عرب کی متعدد

یونیورسٹیوں کے ڈین ہیں۔ ان کے انگریزی اور عربی مضامین، مقالات

شائع ہوتے رہتے ہیں بالخصوص کثیر الاشاعت عربی اخبار "الشرق

الأوسط" میں۔ ان کا ایک مقالہ ۱۹۸۷ء میں عید میلاد النبی صلی اللہ

علیہ وسلم کے مبارک موقع پر مذکورہ اخبار میں تین قسطوں میں شائع

ہوا (۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰)۔ عنوان تھا:

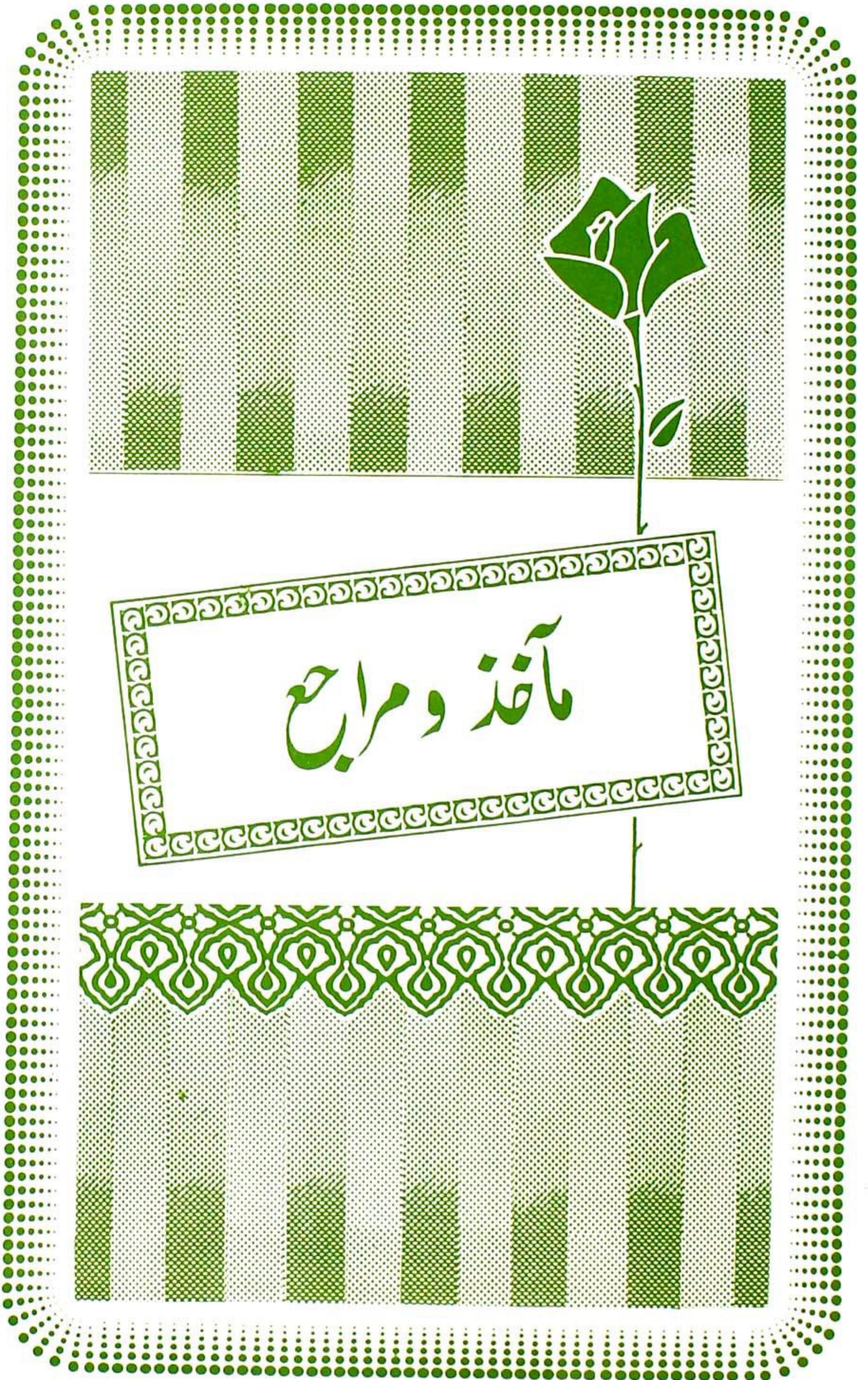
السلام علیک یا رسول اللہ!

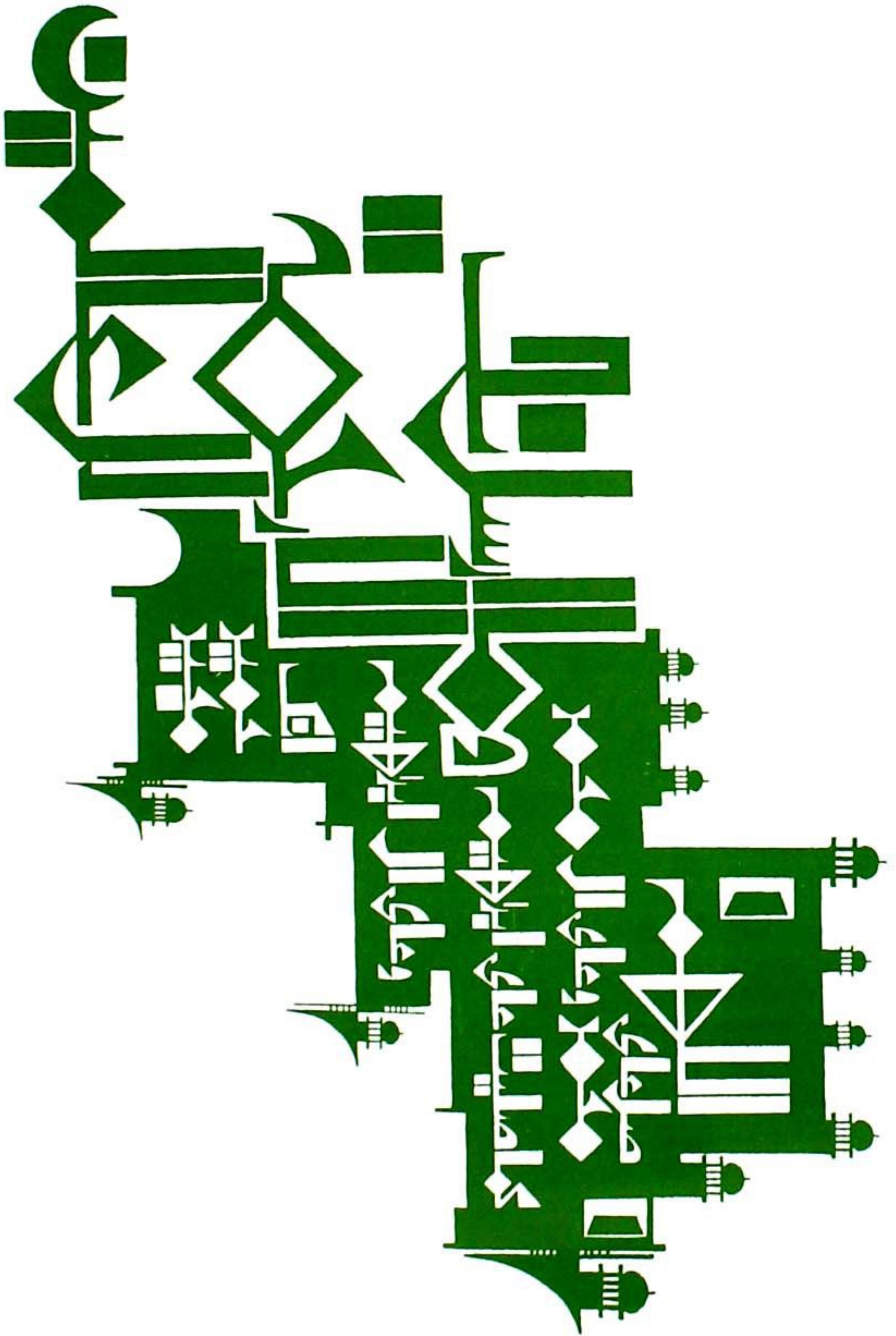
ڈاکٹر محمد عبدالیمانی اسلامیات، اقتصادیات وغیرہ متعدد مضامین سے

متعلق عربی اور انگریزی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ آجکل جدہ میں ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا ہے جس کے وہ خود سربراہ ہیں۔ اس ادارے کا نام ہے:۔ دارالقبلة للتعاقة الاسلامیہ

اس زمانے میں ایسے نیک نسل اور پاک باطن فضلاء و محققین کی ضرورت ہے تاکہ مسلمان مجتہد رسول کے آغوش میں پروان چڑھ سکیں۔

- ۶۷۔ قرآن حکیم، سورہ ناس، آیت نمبر ۶۴
- ۶۸۔ قرآن حکیم، سورہ حشر، آیت نمبر ۷
- ۶۹۔ قرآن حکیم، سورہ ناس، آیت نمبر ۸۰
- ۷۰۔ قرآن حکیم، سورہ آل عمران، آیت نمبر ۳۲
- ۷۱۔ قرآن حکیم، سورہ ناس، آیت نمبر ۶۵
- ۷۲۔ قرآن حکیم، سورہ ناس، آیت نمبر ۶۴
- ۷۳۔ قرآن حکیم، سورہ ناس، آیت نمبر ۱۵
- ۷۴۔ قرآن حکیم، سورہ اعراف، آیت نمبر ۱۵۷
- ۷۵۔ الشرق الاوسط (جدہ)، شمارہ ۱۲، ربیع الاول ۱۴۰۸ھ، ص ۱۰
- ۷۶۔ فیض الرسول (براؤن شریف، بھارت) شمارہ اپریل ۱۹۸۸ء، ص ۲۹
- (۱) اس نو مسلم پادری محمد امین (انگلستان) کے اعترافات کو عبدالغنی فاروق نے بعنوان ”میں کیوں مسلمان ہوا؟“ مرتب کیا ہے۔ یہ مضمون ماہنامہ فیض الرسول (براؤن شریف) کے شمارے اپریل ۱۹۸۹ء (ص ۲۶-۲۹) میں شائع ہوا ہے۔ نو مسلم محمد امین کے والد ولیم جان کا برطانیہ کے شاہی خاندان سے تعلق تھا۔ ان کی والدہ ایڈمرل فسر جارج کی بیٹی اور فیلڈ مارشل ہزرائل ہائی نس ڈیوک آف کیمرج کی پوتی تھی۔ یہ ڈیوک ملکہ وکٹوریہ کے رشتہ کے بھائی تھے۔ نو مسلم پادری محمد امین ۱۹۰۷ء میں فرانس میں پیدا ہوئے اور ۱۹۶۴ء میں اسلام قبول کیا۔





- آلوسی بغدادی، ابو الفضل شہاب الدین محمود بن عبداللہ: تفسیر روح المعانی، پارہ ۱۷
- ابن اثیر، ابی الحسن علی الجزری: اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
- ابن اسحاق بن محمد ہمدانی: سیرت ابن ہشام (ترجمہ فارسی) مطبوعہ تہران ۱۳۲۵ شمسی
- ابن تیمیہ، فتاویٰ کبریٰ، جلد اول، مطبوعہ سعودی عرب
- ابن تیمیہ، اقتضار الصراط المستقیم، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ، لاہور
- ابن جزری، ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد شیرازی دمشقی: حصن حصین،
مطبوعہ مصر ۱۳۰۶ھ / عرف التعریف فی مولد الشریف
- ابن جوزی بغدادی، حافظ جمال الدین عبدالرحمن: بیان المیلاد النبوی صلی اللہ
علیہ وسلم (مترجمہ غلام معین الدین نعیمی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء
- ابن حجر عسقلانی، ابو الفضل شہاب الدین احمد علی: فتح الباری شرح صحیح البخاری،
جلد ہفتم
- ابن حجر، ہیتمی: فتاویٰ حدیثیہ
- ابن خلکان، شمس الدین احمد بن ابراہیم: ذیات الاعیان، نبار ابنا الزمان
(۱) مطبوعہ بیروت ۱۹۷۱ء (۲) مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۷ء
- ابن حجر، ہیتمی، شہاب الدین احمد بن حجر الصیتی الشافعی: النعمۃ البکری
- علی العالم فی مولد سید ولد آدم، مطبوعہ استانبول (ترجمہ اردو لاہور ۱۳۲۷ھ)
- ابن سعد: طبقات ابن سعد، جلد چہارم
- ابن شامہ، ابو محمد عبدالرحمن بن اسمعیل: الباعث علی انکار البدر والحوادث
- ابن عابدین، محمد امین بن عمر: رد المحتار علی الدر المختار،
- ابن العماد، شذرات الذهب، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۵۰ھ
- ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسمعیل: تفسیر ابن کثیر
- ابن کثیر، " " : میلاد مصطفیٰ
- (مترجمہ مولانا افتخار احمد قادری) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
- ابن کثیر، ابوالفداء عماد الدین اسمعیل: سیرت ابن کثیر، مطبوعہ بیروت ۱۳۱۵ھ

ابن ماجہ قرظینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید؛ سنن ابن ماجہ مع حاشیہ مفتاح الحاجہ
مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۱۵ھ

ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام حمیری؛ سیرت ابن ہشام، مطبوعہ مصر ۱۳۴۵ھ
ابوبکر، منیمی، حافظ ابو الحسن نوز الدین علی بن ابوبکر؛ لغت البکری، مطبوعہ مصر
ابو الحسن علی بن عمر دارقطنی؛ سنن دارقطنی

ابو عبد اللہ تولسی؛ راح الارواح فیما قالہ مولی ابو حمون الشعر و قیل فیہ من الامحاح
ابو عبد اللہ محمد بن عبد الحاکم؛ المستدرک علی الصحیحین،

ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، امام؛ سنن ابوداؤد، مطبوعہ کراچی
ابویعلیٰ موصلی، محدث احمد بن علی؛ مسند ابویعلیٰ۔

ابویوسف بن اسماعیل نبہانی؛ جامع کرامات اولیاء (ترجمہ اردو) مطبوعہ ۱۳۲۲ھ
انقرید

احمد بن حنبل، امام عبد اللہ احمد بن حنبل شیبانی؛ مسند امام احمد،
احمد حجازی السقا، دکتور؛ نبوۃ محمد فی الکتاب المقدس، مطبوعہ مصر،
احمد سرہندی؛ مکتوبات امام ربانی، جلد سوم، مطبوعہ کراچی؛
احمد صاوی؛ تفسیر صاوی، جلد سوم۔

احمد رضا؛ جد الممتار علی رد الممتار، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۷۸ء
" " : صلاة الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۳۲۹ھ) مطبوعہ کراچی ۱۹۸۵ء
" " : حدائق بخشش، مطبوعہ کراچی

" " : ختم النبوت، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

" " : اقامتہ القیامہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۲ء

" " : الکونۃ الشہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

احمد سعید دہلوی، شاہ؛ اشات المولد والقیام مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء

" " " : سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

احمد سعید دہلوی، شاہ: الذکر الشریف فی اثبات المولد المہینف؛
احمد سعید کاظمی، علامہ: میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۸۷ء

” ” ” : مقالات کاظمی، جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۷ھ

احمد یار خاں، مفتی: علم القرآن (۲۱۳۷۱)، گجرات

ادیب رائے پوری: مدارج النبوت، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء

ازرقی، اخبار مکہ، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۹ء

اسماعیل حق بن مصطفیٰ برسوی حنفی، المولوی: تفسیر روح البیان،

جلد سوم، جلد نہم، مطبوعہ مصر ۱۲۵۵ھ

اسماعیل بن عمر الدمشقی: البدایہ والنہایہ

اشرف علی تھانوی: نشر الطیب

” ” ” : التکشف

” ” ” : السرور بظہور النور ملقب بہ ارشاد العباد فی عید المیلاد

(۱۳۳۲ھ) مطبوعہ ساڈھورہ

اشرف علی تھانوی: الظہور ملقب بہ ستر المولد النبوی من المثنوی المعنوی،

مطبوعہ تھانہ بھون

اشرف علی تھانوی: بہشتی زیور، مطبوعہ کراچی۔

امداد اللہ مہاجر مکی، حاجی: فیض ہفت مسئلہ (مع تعلیقات مفتی محمد خلیل

خاں برکاتی) مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء

” ” ” : شہادہ امدادیہ

انجیل برناباس، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۸ء

انسائیکلو پیڈیا آن اسلام، جلد ۲۱، مطبوعہ لاہور۔

بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل: بخاری شریف، جلد دوم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

(مترجمہ علامہ محمد عبد الحکیم اختر شاہ بچھاں پوری منٹھری)

بدرالدین عینی: عمدة القاری شرح صحیح البخاری، جلد سوم، مطبوعہ مصر
برہان الدین حلبی: سیرت حلبیہ، جلد اول۔

بھاگوت پراٹھ

بھوشیہ پراٹھ

بیاس جی: پونجی اسنگ رام

بیہقی، امام ابوبکر احمد بن حسین: دلائل النبوة

” ” ” : شعب الایمان

پیرکرم شاہ ازہری: تفسیر ضیاء القرآن، مطبوعہ لاہور

ترمذی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی مطبوعہ دہلی، دکن کراچی

توزیت، سفر الاستنثار، مطبوعہ ۱۹۲۲ء

جعفر بن اسمعیل بن زین العابدین علوی المدنی: اللوکب الازہری عقد الجواہر

جعفر بزنجی، سید: عقد الجواہر فی مولد نبی الازہر

جلال الدین رومی: مثنوی شریف،

جلال الدین سیوطی: خصائص البکری۔

” ” ” : حسن المقصد فی عمل المولد (مشمولہ الحاوی للفتاویٰ)

جمل، سلیمان جمل شیخ: تفسیر جمل، مطبوعہ مصر

جوادی علی: المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام، مطبوعہ بیروت ۱۹۷۴ء

حاجی خلیفہ: مصطفیٰ بن عبد اللہ کا تپ چلی: کشف الظنون عن سامی الکتب

الفنون، مطبوعہ لندن

حدیث وصال، مطبوعہ کوئٹہ ۱۹۸۸ء

حسان بن ثابت: دیوان حسان بن ثابت، مطبوعہ مصر

حسین احمد دیوبندی: مکتوبات شیخ الاسلام، جلد اول۔

حفظ الرحمن سیوہاروی: قصص القرآن، مطبوعہ لاہور

خسرگوشی، ابوسعید: شرف النبئی، مطبوعہ تہران، مہرماہ ۱۳۴۱ھ
خلیل احمد رانا: انوار قطب مدنیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۰۸ھ

دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن السمرقندی: مسند دارمی
رازی امام: تفسیر کبیر

رحمت اللہ کیرانوی: اظہار الحق، جلد سوم، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
رشید احمد گنگوہی: ہدایت الشیعہ

” ” ” : فتاویٰ رشیدیہ، جلد اول مطبوعہ دہلی

” ” ” : فتاویٰ رشیدیہ، جلد دوم مطبوعہ دیوبند

رشید محمود، راجہ: غازی علم الدین سہید، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ

رکن الدین الوری، شاہ: توضیح العقائد، مطبوعہ لاہور

ریاست علی قادری: امام احمد رضا کے نثری شہ پارے، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۴ء
زندادوستا،

زرتانی، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی: شرح مواہب الدینیہ جلد اول و سہتم
زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری، حافظ: الترغیب والترہیب، مطبوعہ مصر
سام وید،

سخاوی: البتہ المسبوک، بولاق، مطبوعہ ۱۸۹۶ء

سلیمان منصور پوری، قاضی: رحمۃ للعالمین، جلد دوم، مطبوعہ لاہور

سلیمان جمل، شیخ: تفسیر جمل؛

سلیمان ندوی، سید: سیرت النبئی، جلد سوم، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء

سید احمد سہر: المخطبات الاحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۸۷۰ء

شاطبی امام: کتاب الاعتصام؛

شہیر احمد عثمانی: فتح الملہم، جلد سوم

شوکانی: نیل الاوطار، جلد پنجم؛

- شوکانی؛ البدر المطالع، مطبوعہ قاہرہ ۱۹۲۸ء
- صدیق حسن خاں، نواب: انتخات النبلاء
- ” ” ” : مسک الختام
- ” ” ” : ترجمان وہابیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۱۲ھ
- صلاح الدین محمود: خاک حجاز کے نگہبان، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء
- صنعانی، عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام بن نافع: مصنف عبدالرزاق۔
- ضیاء القادری ابوالحاج محمد: انوار المحدثیہ فی سیرۃ المصطفویہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ
- ظفر الدین بہاری: معراج النبوی، مطبوعہ کراچی۔
- عالم بن عیث البلادی: معجم المعالم الجغرافیہ فی السیرۃ النبویہ،
مطبوعہ مکہ مکرمہ ۱۹۸۲ء
- عاشق الہی میسرکھی: تذکرۃ الرشید، جلد اول؛
- عبداللہ محمد بن عبدالرحمن معروف بہ خطاب ماسکی: مذاہب جلیل علی مختصر خلیل
- عبداللہ الحق محدث دہلوی، شیخ: اشعۃ اللمعات، مطبوعہ لکھنؤ
- ” ” ” : مدارج النبوة، جلد دوم
- ” ” ” : اخبار الاخبار
- ” ” ” : جذب القلوب الی دیار المحبوب، مطبوعہ کلکتہ ۱۲۶۳ھ
- عبداللہ الحق مہاجر مکی: الدار المنظم فی حکم مولد النبوی الاعظم۔
- عبداللہ الحق فرنگی محلی: مجموعۃ فتاویٰ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۳۱ھ
- عبدالرحمن چھوہروی: مجموعۃ صلوة الرسول، جلد اول و دوم، مطبوعہ لاہور
- عبدالرحمن جامی: شواہد النبوة لتقویۃ لیقین اہل الفتوة، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۵ء
- عبدالرحمن صفوری: نزیہۃ المجالس، جلد دوم۔
- عبدالرحیم بن آئین بن عبدالرحمن المصری جاحظ العراقی: المورد النبوی فی
مولد النبوی۔

عبد السمیع، مولوی: انوار ساطعہ، مطبوعہ مراد آباد، (۱۳۰۷ھ)

عبد الغنی محدث دہلوی: شفار السائل،

عبد الغنی نابلسی: الحدیقۃ الندیہ، جلد دوم، مطبوعہ لائل پور

عبد القادر حبیلانی، شیخ: غیۃ الطالبین، مطبوعہ کراچی ۱۹۷۳ء

عبد القیوم، مفتی: تاریخ نجد و حجاز، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۸ھ

عبد الوہاب شعرانی: میزان الشریعۃ الکبریٰ، جلد اول، مطبوعہ مصر

عبدالواحد سیستانی، علامہ: بیاض واحدی (قلمی) مخزنہ کتب خانہ

خیاری شریف (سندھ)

عطار اللہ حنیف: التعلیقات السلفہ علی سنن النسائی، جلد اول

علاؤ الدین علی المتقی: کنز العمال؛

علاؤ الدین علی بن ابراہیم البغدادی: تفسیر خازن، مطبوعہ مصر

علی قاری بن سلطان محمد الہروی: المورد الروی فی مولد النبوی

علی قاری بن سلطان محمد الہروی: مرقاۃ المفاتیح

عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، جلد ۲

موضوعات کبیر

عمر بن حسن دجیبہ کلبی، اندلسی بلنسی: التنویر فی مولد السراج المنیر

عنایت رسول چیریا کوٹی: بشری، مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۳۸ء

عزالی، ابو حامد محمد بن محمد: احیاء علوم الدین

غلام دستگیر: آثار اقبال، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۹۲۶ء

غلام رسول سعیدی، مولانا: مقالات سعیدی، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء

فاسی، علامہ: مطالع المسرات

فرید بھکری، شیخ: ذخیرۃ الخوانین، مطبوعہ کراچی

فتطلانی، علامہ: مواہب الدنیہ، جلد اول؛

قشیری، ابوالحسین بن الحاج النیشاپوری، مسلم شریف
 قطب الدین نہروانی علی: الاعلام باعلام بیت الحرام، مطبوعہ لیسبگ ۱۸۵۷ء
 مجدد الدین: لفحات العنبریہ فی مولد خیر البریہ
 محمد ابوبکر بن عبداللہ القیسس الثاقفی ابن ناصر الدین دمشقی:

جامع الآثار فی مولد النبی المختار (تین مجلدات)

": اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق -

": مورد الصاوی فی مورد الہادی

محمد بن عبداللہ الحاکم، ابو عبداللہ: المستدرک!

محمد بن الرحمن معروف بہ خطاب مالکی، عبداللہ: مذاہب جلیل علی مختصر خلیل
 محمد بن علوی المالکی الحسینی: حوالہ احتفال بالمولد النبوی الشریف
 مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء (مترجمہ دوست محمد شاکر سیالوی)

محمد بن علی شامی: سبل الہدی والرشاد -

محمد بن علی یوسف دمشقی شامی: سبل الہدی والرشاد، فی سیرت خیر العباد جلد ۱
 محمد اسحاق بھٹی، ڈاکٹر: فقہائے ہند جلد اول، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء
 محمد افضل شریف: بشارات، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء

محمد امیر شاہ گیلانی: الوارغوثیہ شرح شمائل ترمذی، مطبوعہ لاہور

محمد امین، مفتی: الیواقیت والجوہر، مطبوعہ فیصل آباد ۱۹۸۷ء

محمد توفیق الکبری: بیت الصدیق، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۲۳ھ

محمد صنیف اختر: گیارہویں شریف، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء

محمد شید رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ قاہرہ

محمد رضا مصری: محمد رسول اللہ، مطبوعہ کراچی

محمد رمضان علی قادری، ابوالحسن حکیم: تاریخ وہابیہ، مطبوعہ لائل پور ۱۹۷۶ء

محمد ضیاء القادری: الوارالمحمدیہ، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۶ھ

- محمد طاہر بن علی الفتنی : مجمع البحار
- محمد طفیل قادری ابوالسراج : تحفۃ الزائرین، حصہ چہارم مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
- محمد عالم آسی امرتسری : الارشاد الی مباحث المیلاد، مطبوعہ امرتسر ۱۹۳۲ء
- محمد علاؤ الدین حنفی المصکفی : در المختار فی شرح تنویر الابصار
- محمد قاسم نانوتوی : آب حیات، مطبوعہ دہلی۔
- ” ” ” : فضائل قاسمی (۱۳۲۲ھ)، مطبوعہ ساڈھوہ
- محمد نصر اللہ خان ابوالفتح : عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ، مطبوعہ کراچی؛
- محمد ہاشم تنوی، علامہ : قوۃ العاشقین؛
- ” ” ” : ذریعۃ الوصول
- ” ” ” : حیات القلوب
- ” ” ” : مفتاح الجنان
- ممتاز علی دیوبندی : سبیل الرشاد
- محبوب رضوی : مکتوبات نبوی، مطبوعہ لاہور ۱۹۴۸ء
- محبوب علی خاں : سئل الحسام علی الظلام (۱۳۲۲ھ) مطبوعہ لاہور
- معجم یاقوت، جلد ششم، مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ
- محمی الدین محمد بن علی بن محمد بن العربی الاندلسی : محاضرة الابرار و مسامرة
الاخيار فی الادبیات و النوادر و الاختبار، مطبوعہ مصر ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء
- نذیر حسین، مولوی، فتاویٰ نذیریہ، جلد دوم
- نسائی، امام عبدالرحمن احمد بن شعیب بن نسائی، مطبوعہ کراچی
- نفائس تلامذۃ المدارس، مطبوعہ بیروت ۱۸۸۶ء
- نور الدین حلبی، جوالبحار، جلد دوم
- نور محمد قادری، سید : میلاد شریف اور علامہ اقبال، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء
- نوری، امام ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف : شرح مسلم، مطبوعہ دہلی

ولی الدین محمد عبداللہ خطیب تبریزی، ابو عبداللہ! مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم
مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء و مطبوعہ کراچی (ترجمہ اردو مولانا عبدالحکیم اختر شاہ، جہاں پوری منہری)

ولی اللہ محدث دہلوی شاہ: الدار الثمین فی مبشرات نبی الامین

” ” ” : حجۃ اللہ البالغہ (ترجمہ اردو آیات اللہ الکاملہ

از مولوی سراج احمد سہیلی)

” ” ” : انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ

وید پرکاش اوپادھیائی، ڈاکٹر: کلکی اوتار اور محمد صاحب (قلمی)

الہ آباد یونیورسٹی، الہ آباد

ولیمی، امام: المسند

ہاشم رسولی، حاجی سید: زندگانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ فارسی
بیرت ابن ہشام) جلد اول۔ مطبوعہ تہران، ۱۳۶۴ شمسی۔

ہانی زرقا، ڈاکٹر، یسوع المسیح فی ناسوتیہ والوہیتہ، مطبوعہ مصر ۱۹۷۱ء

ہمدانی: صفۃ الجزیرۃ العرب، مطبوعہ لندن ۱۸۸۳ء

ہمفرے کے اعتراضات، مطبوعہ لاہور

یانعی، امام: قرۃ الناظر و خلاصۃ المفاحر

یوسف سید ہاشم زفامی: ادلۃ اہل السنۃ والجماعہ (ترجمہ اردو مولانا عبدالحکیم،

مطبوعہ لاہور ۱۹۸۶ء، شرف قادری)

یوسف العیش: فہرس المخطوطات، مطبوعہ دمشق ۱۹۲۷ء

ABDUL HAQUE: MUHAMMAD IN WORLD SCRIPTURES,
Vol. III, LAHORE, 1975

CHAMBER'S TWENTIETH CENTURY DICTIONARY,
LONDON.

E. ROYSTON PIKE: ENCYCLOPAEDIA OF RELIGION,
NEW YORK, 1961.

ISLAM THE RELIGION OF ALL PROPHETS,
KARACHI, 1982

J.M.S BALJON: *RELIGION AND THOUGHT OF SHAH WALI ALLAH DEHLAWI (1703-1762)*, LIEDEN, 1986

MOINER WILLIAM: *SANSKRIT ENGLISH DICTIONARY*.

PAUL CARUS: *THE GOSPEL OF BUDDHA*.

RASHID KHALIFA: *THE PERPETUAL MIRACLE*, KARACHI.

- استقامت (کامپور)، محمد عربی مہینہ ۱۹۸۶ء
 استقامت (کامپور)، شمارہ مارچ ۱۹۸۶ء
 اسلامک ٹائمز (یو۔ کے)، دسمبر ۱۹۸۷ء
 البصیر (چنیوٹ)، شبلی مہینہ، شمارہ دسمبر ۱۹۵۷ء
 الارشاد جدید (کراچی)، شمارہ فروری ۱۹۶۷ء
 نقوش (لاہور)، رسول مہینہ جلد چہارم، مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء
 نقوش (لاہور)، رسول مہینہ ۱۹۸۲ء
 معارف الاسلام، شمارہ اپریل ۱۹۸۱ء
 جنگ (کراچی)، شمارہ ۲۴ جنوری ۱۹۶۷ء
 جنگ (کراچی)، شمارہ ۲۹ دسمبر ۱۹۸۱ء
 زمیندار (لاہور)، شمارہ ۱۶ فروری ۱۹۲۷ء
 لیڈر (الہ آباد)، شمارہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۳۰ء
 مدینہ (بجنور)، شمارہ ۱۷ فروری ۱۹۲۷ء



پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

مطبوعات کی

۱، تصانیف

- ۱- شاہ محمد غوث گوالیاری (حیات اور علمی کارنامے) میرپور خاص ۱۹۴۴ء
- ۲- تذکرہ منظر مسعود
کراچی ۱۹۶۹ء
- ۳- فاضل بریلوی اور ترک موالات
لاہور ۱۹۷۱ء
- ۴- فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں
لاہور ۱۹۷۳ء
- ۵- حیاتِ مظہری
کراچی ۱۹۷۴ء
- ۶- عاشق رسول
لاہور ۱۹۷۶ء
- ۷- سیرت مجدد الف ثانی
کراچی ۱۹۷۶ء
- ۸- موج خیال
کراچی، بمبئی، ۱۹۷۷ء
- ۹- حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال
لاہور ۱۹۷۷ء
- ۱۰- عقبقری الشرق (انگریزی)
لاہور ۱۹۷۸ء
- ۱۱- عاشق رسول مولانا محمد عبدالقدیر بدایونی
لاہور ۱۹۷۸ء
- ۱۲- حیاتِ فاضل بریلوی
لاہور ۱۹۷۸ء
- ۱۳- شاعرِ محبت
گجرات ۱۹۷۸ء
- ۱۴- محبت کی نشانی
کراچی، الہ آباد ۱۹۸۰ء
- ۱۵- حیات مولانا احمد رضا خاں بریلوی
سیالکوٹ ۱۹۸۱ء
- ۱۶- گناہ بے گناہی
لاہور، کراچی ۱۹۸۱ء
- ۱۷- حیات امام اہل سنت
لاہور، کراچی ۱۹۸۱ء



